جدید نظرثانی ایڈیشن

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

اُسوۂ حسنہ

المعروف بہ

شمائلِ کبریٰ

جلدِ اوّل

کھانے پینے اور لباس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

شمائل وسنن پر مشتمل ہے

مؤلفہ

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

اُستاذِ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ

اُستاذِ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

کتاب کا نام —— شمائل کبریٰ جلد اول

تاریخ اشاعت —— اپریل ۲۰۱۰ء

باہتمام —— احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ —— فاروق اعظم کمپوزرز کراچی

سرورق —— احباب زمزم پبلشرز

ناشر —— زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-32760374 - 021-32725673

فیکس: 021-32725673

ای میل: zamzam01@cyber net pk

ویب سائٹ: www zamzampublishers com

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرِ کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی جَزَاءً جَمِیْلًا جَزِیْلًا

—— مِنجانِب ——

احبابِ زمزم پبلشرز

ملنے کے دیگر پتے

- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
36 Rolleston Street Leicestor
LE5-3SA
Ph 0044-116-2537640
Fax 0044-116-2628655
Mobile 0044-7855425358

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax 01204-389080
Mobile 07930-464643

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

شمائلِ کبریٰ نئے انداز میں پانچ جلدیں (مکمل دس حصے) شائع ہوچکی ہیں۔ الحمد للہ اب شمائلِ کبریٰ کی چھٹی جلد (گیارہواں حصہ) اور ساتویں جلد (بارہواں حصہ) پیشِ خدمت ہے۔

اُمت میں حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب کی تالیف شمائلِ کبریٰ کو جو پذیرائی حاصل ہوئی ہے، اس کا ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں مختصر سے عرصے میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ خود پاکستان میں زمزم پبلشرز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے زمزم پبلشرز ہی نے یہ کتاب قدرداں قارئین کے سامنے متعارف کرائی اور اب پاکستان میں پہلی بار شمائلِ کبریٰ کے مکمل دس حصے بڑے سائز کی پانچ جلدوں میں پیش کرنے کا اعزاز بھی الحمد للہ زمزم پبلشرز کو حاصل ہو رہا ہے۔

اللہ عزوجل سے امید اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے انداز کو بھی اُمت میں پذیرائی اور اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد رفیق زمزمی

شمائل کبریٰ کی جلدوں کا اجمالی خاکہ

اسوۂ حسنہ معروف بہ ''شمائلِ کبریٰ'' جو شمائل وسنن نبوی کا ایک وسیع بیش بہا ذخیرہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کے ایڈیشن ہندو پاک میں شائع ہو کر خواص وعوام میں مقبول ہو چکے ہیں۔ امت نے اسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور اس پر منامی بشارت نبی پاک ﷺ بھی ہے۔ دوسری زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہونے کی اطلاع ہے۔ اس کی دس جلدیں اب تک طبع ہو چکی ہیں۔ بقیہ جلدیں زیر طبع اور زیر ترتیب ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس محض اپنے فضل و کرم سے بعافیت پایہ تکمیل پہنچا کر رہتی دنیا تک اسے قبول فرمائے۔

ان دس جلدوں کا اجمالی خاکہ پیش نظر ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سی جلد کن مضامین پر مشتمل ہے۔

شمائلِ کبریٰ جلد اول حصہ اول: ① کھانے ② پینے ③ لباس کے متعلق آپ کے شمائل اور سنن کا مفصل بیان ہے۔

شمائلِ کبریٰ جلد اول... حصہ دوم: ① سونے ② بیدار ہونے ③ بستر ④ تکیہ ⑤ خواب ⑥ سرمہ ⑦ انگوٹھی ⑧ بال ⑨ داڑھی ⑩ لب ناخن ⑪ امور فطرت ⑫ خضاب ⑬ عصا کے متعلق آپ کے شمائل وسنن کا مفصل بیان ہے۔

شمائلِ کبریٰ جلد دوم . حصہ سوم: ① معاملات ② تجارت ③ خرید وفروخت ④ بازار ⑤ ہبہ ⑥ عاریت ⑦ اجارہ اور مزدوری ⑧ ہدیہ ⑨ قرض ⑩ مرغ ⑪ گھوڑے ⑫ بکری ⑬ اونٹ ⑭ سواری ⑮ سفر کے متعلق آپ کے شمائل وسنن کا مفصل بیان ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بلند پایہ مکارم اخلاق کا نہایت ہی مفصل بیان جو ۷۵ عناوین پر مشتمل ہے۔

شمائلِ کبریٰ جلد دوم ..حصہ چہارم ① اخلاص ② صدق ③ محبت والفت ④ محبت وعداوت خدا کے واسطے ⑤ حب خدا اور رسول ⑥ مؤمن کو خوش کرنا ⑦ مسلمانوں کی مدد ونصرت ⑧ پریشان حال کی مدد ونصرت ⑨ مظلوم کی مدد ⑩ یتامیٰ اور بیواؤں کی خدمت ⑪ احباب کی ملاقات اور زیارت ⑫ اولیاء وصلحاء کی زیارت ⑬ عفو ودرگزر ⑭ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر ⑮ سائلین کی رعایت ⑯ اکرام مسلم ⑰ بڑوں کی تعظیم ⑱ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر کرنا ⑲ مؤمن کی عزت ⑳ لوگوں کے مرتبہ کی رعایت ㉑ خاطر مدارات ㉒ مہمان نوازی ㉓ امانت اور دیانتداری ㉔ وعدہ پورا کرنا ㉕ حلم وبردباری ㉖ اعتدال اور میانہ روی ㉗ سنجیدگی ㉘ نرمی سہولت ㉙ پردہ پوشی ㉚ غصہ برداشت کرنا ㉛ توکل ㉜ قناعت ㉝ استغناء ㉞ صبر ㉟ شکر ㊱ سادگی ㊲ قناعت ㊳ تواضع وانکساری ㊴ شرم اور حیا ㊵ سخاوت ㊶ استقامت ㊷ شجاعت اور بہادری ㊸ نیکی پر خوشی، گناہ پر رنج ㊹ زائد پر دوسروں کو ترجیح ㊺ دوسروں کے لئے وہی جو اپنوں کے لئے ㊻ توڑ والوں سے جوڑ ㊼ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے پرہیز ㊽ سلامتی صدر ㊾ خوش کلامی ㊿ خندہ پیشانی (۵۱) خاموشی اور قلت کلام (۵۲) شفقت اور رحمت (۵۳) ایثار (۵۴) سفارش (۵۵) حسن ظن (۵۶) مشورہ (۵۷) عدل وانصاف (۵۸) اجتماعیت اور اتحاد (۵۹) اصلاح بین الناس (۶۰) نیکوں کی صحبت (۶۱) بروں سے اجتناب (۶۲) مشتبہات سے بچنا (۶۳) مؤمن کو نفع پہنچانا (۶۴) کھانا کھلانا (۶۵) کپڑا پہنانا (۶۶) راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا (۶۷) اہل

محبت کی آمد پر خوشی ⑱ سلام ⑲ مصافحہ ⑳ والدین کے ساتھ حسن سلوک ㊶ اولاد کے ساتھ حسن سلوک ㊷ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ㊸ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک ㊹ تمام مخلوق کے ساتھ اچھے برتاؤ کے متعلق آپ کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد سوم . . حصہ پنجم: اس جلد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی احوال واوصاف کا اور آپ کے اخلاق و عادات واطوار کا مفصل بیان ہے جو ۱۰۰ عنوانات پر مشتمل ہے۔ ① چہرہ مبارک ② پیشانی مبارک ③ دندان مبارک ④ آنکھ مبارک ⑤ سر مبارک ⑥ سینہ مبارک ⑦ لعاب دہن ⑧ برکات دہن ⑨ رخسار مبارک ⑩ کان مبارک ⑪ پلک مبارک ⑫ داڑھی مبارک ⑬ گردن مبارک ⑭ کندھا مبارک ⑮ ہڈیوں کے جوڑ ⑯ بغل مبارک ⑰ سینہ مبارک ⑱ پیٹ مبارک ⑲ پیٹھ مبارک ⑳ بال مبارک ㉑ رنگ مبارک ㉒ آواز مبارک ㉓ قلب مبارک ㉔ دست مبارک ㉕ پیر مبارک ㉖ قد مبارک ㉗ سایہ مبارک ㉘ حسن مبارک ㉙ عقل مبارک ㉚ پسینہ مبارک ㉛ مہر نبوت ㉜ خون مبارک ㉝ پاخانہ مبارک ㉞ آپ کا ختنہ شدہ ہونا ㉟ قوت وشجاعت ㊱ فصاحت و بلاغت ㊲ خشیت و بکاء ㊳ ہیبت و وقار ㊴ آپ کے بلند پایہ مکارم اخلاق ㊵ جود وسخا ㊶ آپ کی تواضع کا بیان ㊷ شفقت و رحمت ㊸ حلم و بردباری ㊹ گفتگو اور کلام مبارک ㊺ قصہ گوئی ㊻ آپ کے اشعار ㊼ خوش مزاجی ㊽ مسکراہٹ ㊾ خوشی اور رنج کے موقعہ پر آپ کی عادت طیبہ ㊿ مزاح ۵۱ شرم وحیاء ۵۲ آپ کی مجلس ۵۳ بیٹھنے کا طریقہ ۵۴ بدلہ کے متعلق ۵۵ گرفت کی عادت نہیں ۵۶ صبر کے متعلق ۵۷ اہل خانہ کے متعلق ۵۸ گھر میں داخل ہونے کے سلسلہ میں ۵۹ احباب اور رفقاء کے ساتھ برتاؤ ۶۰ بچوں کے ساتھ برتاؤ ۶۱ خادموں اور نوکروں کے ساتھ برتاؤ ۶۲ خدمت گاروں کا بیان ۶۳ یتیموں کی خدمت ۶۴ غرباء اور مساکین کی خدمت ۶۵ سائلین کے ساتھ برتاؤ ۶۶ مشورہ فرماتے ۶۷ تفاؤل خیر ۶۸ ایثار ۶۹ پچھنے لگانا ۷۰ رفتار مبارک ۷۱ نعل مبارک ۷۲ جوتا چپل پہننے کے متعلق ۷۳ موزے کے متعلق ۷۴ لینے دینے کے متعلق آپ کی عادت ۷۵ بارش کے سلسلے میں آپ کی عادت ۷۶ احباب کی خامیوں کے متعلق آپ کی عادت ۷۷ سیر وتفریح کے متعلق ۷۸ تصویر کے متعلق آپ کی عادت ۷۹ سلام کے متعلق آپ کی عادت ۸۰ مصافحہ کے بارے میں آپ کی عادت ۸۱ معانقہ کے متعلق ۸۲ تقبیل اور بوسہ کے سلسلے میں ۸۳ چھینک کے متعلق ۸۴ نام اور کنیت کے متعلق ۸۵ جنگی سامان کا ذکر ۸۶ گھریلو سامان کا ذکر ۸۷ پہرے داروں کا ذکر ۸۸ رہن سہن کے متعلق آپ کی عادات طیبہ ۸۹ وعظ وتقریر ۹۰ قرأت کا ذکر ۹۱ عبادت میں اہتمام ۹۲ نوافل کے متعلق آپ کی عادات ۹۳ لوگوں کے گھروں میں نفل پڑھنے کے متعلق ۹۴ ذکر الٰہی کرنے کے بارے میں ۹۵ توبہ واستغفار ۹۶ عمر مبارک ۹۷ متفرق پاکیزہ عادتیں۔

شمائل کبریٰ جلد سوم . . حصہ ششم: ① طہارت ونظافت ② پاخانہ پیشاب کے متعلق ③ مسواک ④ وضو ⑤ مسح موزہ ⑥ تیمم ⑦ غسل ⑧ مسجد ⑨ اذان ⑩ اوقات صلوٰۃ کے متعلق آپ کے شمائل اور طریق مبارک کا مفصل بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد چہارم . حصہ ہفتم. ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مکمل نقشہ ② مستحبات ③ مکروہات وممنوعات

④ سجدہ سہو ⑤ خشوع وخضوع ⑥ سترہ ⑦ جماعت ⑧ امامت ⑨ صف کی ترتیب ⑩ اور سنن راتبہ کے متعلق آپ کے پاکیزہ شمائل کا ذکر ہے۔

شمائلِ کبریٰ جلد چہارم حصہ ہشتم: ① نماز شب وتہجد ② تراویح ③ وتر ④ اشراق ⑤ چاشت ⑥ دیگر تمام نفل نمازیں، صلوٰۃ الحاجہ، صلوٰۃ الشکر، صلاۃ التسبیح والحفظ وغیرہ ⑦ نماز استسقاء ⑧ نماز گہن ⑨ نماز خوف ⑩ جمعہ ⑪ عید بقرعید ⑫ نماز سفر کے متعلق آپ کے پاکیزہ شمائل کا بیان۔

شمائلِ کبریٰ جلد پنجم حصہ نہم: ① زکوٰۃ وصدقات ② رؤیت ہلال ③ روزہ رمضان ④ افطاری وسحری ⑤ شب قدر ⑥ اعتکاف ⑦ نفلی روزے، ماہانہ اور ہفتہ واری روزے ⑧ ممنوع روزے ⑨ اور سفر کے روزے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ حسنہ اور تعلیم وطریق مبارک کا مفصل بیان۔

شمائلِ کبریٰ جلد پنجم - حصہ دہم: موت میت اور برزخ کے متعلق ① قبض روح ② غسل میت ③ کفن میت ④ جنازہ میت ⑤ تدفین میت ⑥ قبر اور اموات پر برزخ ⑦ تعزیت ⑧ وصیت ⑨ وراثت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوۂ حسنہ اور تعلیم وطریق کا مفصل بیان ⑩ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک اور تجہیز وغسل وغیرہ کا بیان۔

شمائلِ کبریٰ جلد ششم . حصہ یازدہم. نکاح، طلاق، اور اس کے متعلقات کا مفصل بیان۔

شمائلِ کبریٰ جلد ہفتم . حصہ دوازدہم: آپ کے حج وعمرہ مبارک وغیرہ کا مفصل ذکر۔

اس کے بعد کی جلدوں میں دیگر بقیہ شمائل وخصائل عیادت، مرض، علاج ومعالج، طب نبوی وغیرہ امور کا مفصل ذکر ہوگا۔ اللہ پاک صحت وعافیت وبرکت کے ساتھ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے امت کے حق میں نافع اور اپنے حق میں باعث رضا بنائے۔ آمین۔

فہرست مضامین

حرفِ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ الذی خص سیدنا محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم باسنی المناقب، ورفعہ فی الشرف الی اعلی المراتب، وجعل الاسوۃ الحسنۃ والشمائل الکبیرۃ اما لمن تمسک بھا ونجاۃ من المھالک والمصائب، وشرف لمن اقتدی بھا بالفضائل والمناقب، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وفخر الاولین والاخرین محمد المبعوث بالدین الواصب، وعلی آلہ واصحابہ الذین نالوا بہ اشرف المناصب

(امابعد) پیش نظر کتاب اسوۂ حسنہ معروف بہ شمائل کبریٰ سرور دو عالم محمد ﷺ کے بلند پایہ اخلاق و عادات، افعال و احوال پر ایک محقق جامع ذخیرہ ہے، مؤلف نے ترتیب میں التزام کیا ہے کہ شمائل کے متعلق حدیث اور سیرت وغیرہ کی کتب معتبرہ میں جو مضامین مذکور ہیں بالاستیعاب آ جائیں، حتی الوسع سنن کا کوئی گوشہ مخفی نہ رہ جائے جو متبعین سنت کے لئے قیمتی ذخیرہ ہے۔ نیز باب کے متعلق صحیح، حسن، ضعیف جو روایتیں مل سکی ہیں لی گئی ہیں جیسا کہ اصحاب سیر وشمائل کا طریقہ رہا، البتہ واہی اور موضوع سے گریز کیا گیا ہے، تاہم ابن جوزی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جیسی گرفت کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ اور حدیث و سیرت وغیرہ کے جن بیش بہا ذخیروں سے مواد حاصل کیا گیا ہے ان کے حوالے بقید جلد صفحات مذکور ہیں، تاکہ اہل ذوق حضرات کو مراجعت میں آسانی ہو سکے، یہ کتاب اس ترتیب کی پہلی جلد ہے جو کھانے، پینے، لباس، نیند و بیداری، خواب اور امور زینت کے سنن پر مشتمل ہے، ضمناً آداب و مسائل بھی، جو انہیں سے ماخوذ ہیں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے مخلص محترم مولانا محمد رفیق عبدالمجید صاحب، زمزم پبلشرز سے اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔ خدائے پاک اس کی طباعت سے متعلق زر کثیر سعی بلیغ صرف کرنے پر بے حساب جزاء خیر عطا فرمائے۔ ان کے مکتبہ کو فروغ کثیر ان کی اشاعت کتب کو بے انتہا قبول فرمائے۔

خدائے وحدہ لاشریک سے دعا ہے کہ شمائل کے اس وسیع سلسلہ کو جو امت کے لئے سنت اور دارین کی کامیابی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے خلوص و عافیت کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچائے۔ رہتی دنیا تک امت کے ہر طبقہ کو اس سے مستفید فرمائے۔ عاجز کی لغزشوں کو معاف فرما کر ذخیرہ آخرت سرمایہ نجات اپنی رضا وتقرب کا باعث بنائے۔

محمد ارشاد بھاگل پوری

استاذ حدیث جامعہ ریاض العلوم گورینی جون پور، رجب ۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اسوۂ رسول ﷺ کا مقام اور اس کی اہمیت

خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اس عالم میں نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ قائم فرمایا، ان برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بندوں تک ہدایت کا پیغام پہنچایا، اوران کے واسطے سے اپنے فرمانبردار بندوں کو بھیجا جس کی انتہا وتکمیل قرآن مجید پر ہوئی، خداوند قدوس نے اپنے پیغام کو براہ راست بندوں پر نازل نہیں کیا بلکہ پیغام وفرمان کے ساتھ اس کو سمجھانے والا، اس پر عمل کر کے دکھلانے والا بھی بھیجا، کیونکہ پیغام الٰہی کو سمجھنا اور اس سے ہدایت کا حاصل کرنا بلا نبی ورسول کے ممکن ہی نہیں، چنانچہ قرآن میں ہے "لَقَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور اور واضح کتاب آئی ہے، اس نور سے مراد آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد:

ہم جب غور کرتے ہیں تو آپ ﷺ کی بعثت کا اہم ترین مقصد کلام الٰہی کی تعلیم پاتے ہیں، چنانچہ قرآن نے بار بار اس کی نشاندہی کی ہے، سورۂ آل عمران میں ہے

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج دیا جوان پر اللہ کی آیتیں پیش کرتا ہے، اوران کو پاک کرتا ہے اوران کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اس آیت کریمہ میں رسول مقبول ﷺ کی بعثت کے تین اہم مقاصد واغراض ذکر کئے گئے ہیں۔

1. تلاوت کلام الٰہی
2. تزکیہ نفس
3. کتاب وحکمت کی تعلیم

بعثت انبیاء کا یہ خلاصہ ہے۔ چنانچہ آپ کی حیات، آپ کی زندگی انہیں امور ثلثہ میں دائر رہی اور انہیں امور ثلثہ کا خلاصہ کلام الٰہی اوراس کی تبلیغ وتعمیل ہے۔

کلام الٰہی کی حیثیت:

بعثت نبوی کے مقاصد سے یہ بات واضح ہوگئی کہ فرمان الٰہی، کتاب اللہ کوئی علمی، فکری یا فلسفیاتی کتاب نہیں، جس کا مقصد صرف علم یا فکری تعمیر ہو۔ نہ کوئی مذہبی یا آسمانی تبرک ہے جو عبادت خانوں میں بغرض تبرک رکھ دیا جائے۔ نہ کوئی مذہبی تاریخی یادگار ہے جسے اسلامی یا عالمی میوزیم میں رکھ دیا جائے، بلکہ ایک دستور العمل ہے، ایک دستور الحیات ہے، ایک صحیفہ نجات ہے۔ اسی وجہ سے اس دستور العمل کے ساتھ ایک نقشہ عمل کی ضرورت سمجھی گئی کہ قانون الٰہی کی عملی تشکیل بلا اس نقشہ عمل کے متصور نہیں ہوسکتی، ایک نور کی ضرورت سمجھی گئی، جو اس دستور العمل کو پیش کرنے اور سمجھانے کے ساتھ عمل کر کے دکھلائے، کیونکہ علم عمل سے نمایاں ہوتا ہے۔ یہی نور صاحب وحی درسالت ہیں جن کی زندگی، جن کی حیات کلام الٰہی کی عملی تفسیر ہے، رسول اللہ ایک عملی نمونہ ہیں جن سے کتاب الٰہی کی توضیح ہوتی ہے۔

سنت کا مقام:

حضرت امام اوزاعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حضرت مکحول رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے نقل کیا ہے "انها تقضی علیه وتبین المراد منه" (سنت (رسول کا عمل) قرآن کی مراد بیان کرتی ہے) امام شاطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ الموافقات میں لکھتے ہیں "فکان السنة بمنزلة التفسیروالشرح لمعانی احکام الکتٰب" گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لئے بمنزلہ تفسیر و شرح کے ہے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے پوچھا گیا آپ ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے فرمایا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ یعنی آپ کے اخلاق واحوال قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ کے اخلاق واحوال کی اتباع گویا کہ کلام الٰہی کی اتباع ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت اور کیا ہوگی۔

سنت مثل وحی:

سنت کا درجہ مثل وحی کے ہے، کلام الٰہی نے سنت کو عمل اور اتباع میں کلام اللہ کا درجہ دیا ہے، اسی وجہ سے سنت کو بھی وحی سے موسوم کیا ہے مگر وحی غیر متلو، کلام اللہ کی طرح یہ بھی ادلہ شرعیہ میں سے ہے، اس کا نزول بھی مثل وحی کے ہوا۔ امام اوزاعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے "کان الوحی ینزل علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ویحضره جبریل بالسنة التی تفسر ذلك" آنحضرت ﷺ پر وحی آیا کرتی تھی اور جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ کے پاس وہ سنت لے کر آیا کرتے تھے جو اس کی تفسیر کر دیتی تھی اسی کی طرف قرآن نے اس آیت میں بھی اشارہ کیا ہے "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، وہ خدا کی وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ (ترجمان السنہ)

سنت کی حیثیت:

قرآن کریم نے جس طرح اپنی اتباع واطاعت کا حکم دیا "وَاتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ" (اتباع کرو اس قرآن کریم کا جو تمہاری جانب اتارا گیا) اسی طرح اس نے سنت کی اتباع کا بھی حکم دیا "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، نیز اس نے رسول ﷺ کے حکم کی اتباع اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کا بھی حکم دیا چنانچہ ارشاد ہے "مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" (رسول جو کہیں ان کو قبول کرو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ) قرآن کریم نے یہی نہیں کہ صرف حکم دیا بلکہ رسول ﷺ کی اتباع کو اپنی اتباع اور اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا جس نے سنت کی اتباع کی گویا اس نے فرمان الٰہی کی اتباع کی "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی) اور جس نے رسول سے بیعت کی اس نے گویا اللہ سے بیعت کی) "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ" (جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے گویا اللہ سے بیعت کی) رسول سے جنگ خدا سے جنگ ہے "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" (اگر تم سود لینا) نہیں چھوڑتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ) اور اس سے بھی آگے رسول کی محبت خدا کی محبت کا معیار اور کسوٹی ہے "اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ" (اگر تمہیں اللہ سے محبت کرنا ہے تو میری اتباع کرو)۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی سنت واسوہ کا شریعت میں کیا مقام ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے، یہ چند آیتیں اسوۂ رسول کی اہمیت کے لئے کافی ہیں۔ سنت رسول ﷺ واسوۂ رسول ﷺ مرضی خدا ہے، رسول ﷺ کا ہر قول وفعل، خلق وعادت خواہ طبعیہ ہی کیوں نہ ہو تشریعی امور میں ہو یا معاشرتی امور میں، سب رضا خداوندی کے دائرہ میں ہے اس کی رضاء سے باہر نہیں، قرآن نے سے اسوۂ حسنہ کا خطاب دیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" (تمہارے لئے بہترین نمونہ خدا کا یہ رسول ہے)۔

اسوۂ رسول ﷺ کی تفصیل اور اس کا وسیع مفہوم:

خیال رہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کا عمل اسوۂ حسنہ نہیں ہے بلکہ آپ کے اقوال، احوال، آپ کے پاکیزہ اخلاق وعادات خواہ ان کا تعلق طبعی اور بشری امور سے کیوں نہ ہو سب امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے ترجمان السنہ میں ہے (جس طرح) آپ ﷺ کا ہر قول اور آپ کا ہر عمل سب حدیث کا جزء ہے، اسی طرح اسوۂ رسول صرف عمل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کا قول وفعل جو کچھ بھی ہے وہ سب امت کے لئے نمونہ ہے،

کچھ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہی پر موقوف نہیں بلکہ رسول ﷺ کی ذات اس بارے میں اسوہ ہے اسی طرح فصل، خصومات، امت کے نظم ونسق اور دیگر ضروریات میں بھی اسوہ ہے حتیٰ کہ خوش طبعی، ہنسی، مسکراہٹ کے انداز میں بھی، قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ کی ذات کو اسوہ کہا ہے۔

خیال رہے کہ بعض ناواقف حقیقت حضرات نے رسول ﷺ کی ذات مقدس کو صرف عبادات میں اسوہ تسلیم کیا ہے، باقی حیات طیبہ کے احوال وعادات کو اسوہ ہونے سے خارج کر دیا، یعنی اس میں آپ ﷺ نمونہ عمل نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ معاشرتی امور میں عادات و ماحول میں عرب کے تابع تھے، وہاں کا عرف و رواج جو تھا اسی کی رعایت کرتے تھے، مثلاً آپ ﷺ داڑھی رکھتے تھے چونکہ وہاں کا ماحول تھا، آپ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے چونکہ ٹوپی کا رواج تھا، خلاصہ یہ کہ یہ امور ماحول اور رواج کے طور پر تھے، اس لئے امور مذکورہ وغیرہ کی اتباع باعث ثواب نہیں! یہ بہت بڑی باعث شقاوت غلط فہمی ہے آپ ﷺ نے تو ماحول اور رواج کی مخالفت کی ہے، ماحول تو کفر وشرک کا تھا، ظلم وتشدد اور لوٹ مار کا تھا، زنا اور بے حیائی کا رواج تھا، مشاعرے اور قمار بازی کا دور دورہ تھا، ننگے اور برہنہ طواف کرنے کا عام رواج تھا، تو کیا آپ ﷺ نے اس ماحول کی موافقت کی؟ اسی جاہلیت کے طور وطریقہ پر اپنے کو ڈھالا؟ ہرگز نہیں!! اسے تو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے اطوار وطریقے جن کا تعلق گو بشری وطبعی امور سے ہو تعلیم وتربیت ربانی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے قابل عمل اور مشعل راہ ہیں۔ اسی وہم فاسد اور زعم باطل کو رد کرتے ہوئے ترجمان السنہ میں مذکور ہے "قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ ﷺ کی ذات کو اسوہ کہا ہے" اور کوئی معمولی سے معمولی اشارہ بھی اس کی طرف نہیں کیا کہ نماز، روزہ، یا عبادت کی تشریح کے سوا بقیہ امور میں آپ کی ذات اسوہ نہیں ہے۔

(ترجمان السنہ صفحہ ۱۶۴)

نبی ﷺ کی ذات تمام امور میں اسوۂ حسنہ ہے:

حضرت رسول مقبول ﷺ کی پوری زندگی امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اعلم ان مفتاح السعادة اتباع السنة والاقتداء برسول الله صلی الله علیه وسلم فی جمیع مصادره وموارده وحرکاته وسکناته حتی فی هیئة اکله وقیامه نومه وکلامه، لست اقول ذلک فی ادابه فی العبادات فقط لاوجه لا همال السنن الواردة فیها بل ذلک فی جمیع امور العادات فبذلک یحصل الاتباع المطلق" (جاننا چاہئے کہ سعادت کی کنجی تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، آپ ﷺ سے صادر ہونے والے، وارد ہونے والے تمام امور میں حرکات و سکنات میں حتیٰ کہ کھانے پینے، سونے، اٹھنے اور کلام کرنے میں بھی، عبادات کے علاوہ میں آپ کی عادت طیبہ

کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں، اسی لئے صرف عبادات میں منحصر نہیں کرتا، بلکہ تمام عادات واحوال میں بھی، کمال اتباع اسی سے حاصل ہوگی) امام غزالی علیہ الرحمۃ مزید اتباع کامل کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لباس اور بشری امور میں بھی آپ ﷺ کی اتباع مطلوب وفلاح کا باعث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "**فعليك ان تلبس السراويل قاعدا وتتعمم قائما وتبدأ باليمين فى تنعلك وتاكل بيمينك**" (بس سنت کی اتباع تم پر لازم ہے کہ تم پاجامہ کو بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو، جوتا اولاً دائیں پیر میں پہنو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ)۔ (اربعین صفحہ ۵۸)

ظاہر ہے کہ یہ عبادات کے متعلق نہیں ہیں، بلکہ عادات وشمائل سے متعلق ہیں، جو لوگ آپ کی اتباع کو تمام امور میں مطلوب نہیں مانتے بلکہ صرف عبادات میں محصور مانتے ہیں وہ دراصل اس دروازے سے نفس کی آزادی چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک عظیم سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں "**لان ذلك يغلق عليك بابا عظيما من ابواب السعادة**" (عادات و اطوار میں سنت کا ترک سعادت عظیمہ سے محرومی کا باعث ہے)۔ (اربعین صفحہ ۵۸)

علامہ ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اسلام صرف آپ کی رسالت کی تصدیق کا نام نہیں، جب تک کہ آپ کی پوری پوری اطاعت کا عہد بھی نہ کرے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۵۵)

خلاصہ یہ ہوا کہ بلا سنت واسوۂ رسول ﷺ کے اسلام معتبر نہیں، اتباع کامل ہی سے مسلمان کامل ہوسکتا ہے۔

اتباع سنت کی اہمیت اور تاکید:

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ"

تَرْجَمَۃ: "جس نے میری سنت سے محبت کی یعنی اس پر عمل کیا تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

کتنی بڑی فضیلت ہے، ہر امر میں اتباع سنت کی کہ اسے جنت کی رفاقت رہے گی۔ "اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا"

* حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِأَةِ شَهِيْدٍ" (جس نے میری سنت کو فساد امت کے وقت زندہ کیا وہ سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب پائے گا)۔ مطلب یہ ہے کہ جس سنت کو لوگ چھوڑ چکے ہوں اس پر عمل کرنا اور کرانا

ثواب عظیم کا باعث ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۰)

* حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۰)
* حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اِنَّ السُّنَّةَ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ عليه السلام مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ" یعنی سنت مثل کشتی نوح کے ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو پیچھے رہا غرق ہوا۔
* شرح شرعۃ الاسلام میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو خدائے تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم کرے گا۔

❶ نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کردے گا۔
❷ فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔
❸ رزق وسیع کردے گا،
❹ دین میں پختگی پیدا کردے گا۔

* سیّد الطائفہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں "اَسَاسُ الْخَيْرِ مُتَابَعَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ قَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ" تمام خوبیوں کی جڑ نبی پاک ﷺ کے قول وفعل میں اتباع ہے۔
* امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمٰن تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو میں نے عرض کیا اے پروردگار آپ کے فضل سے کرتا ہوں اور پھر میں نے کہا اے رب مجھے اسلام پر موت نصیب فرما۔ ارشاد فرمایا "وعلى السنة" اور سنت پر موت آئے اس کی بھی دعا کرو اور تمنا کرو۔

سنت کو ہلکا نہ سمجھے:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر الفتح العزیز میں لکھا ہے کہ "مَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَّةِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ" یعنی جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی، مطلب یہ ہے کہ اس کے فرائض چھوٹنے لگیں گے، انجام کار کبائر کا مرتکب ہوگا۔

(اسلام میں سنت کی عظمت صفحہ ۵۰)

سنت

اور اس کی تعریف

سنت لغت میں عادت کو کہتے ہیں اور شریعت میں اسے کہتے ہیں جو نبی پاک ﷺ سے قولاً یا فعلاً یا تقریراً منقول ہو۔ (جامع الرموز)

محقق ابن ہمام رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ سنت کے مفہوم کو خلفاء راشدین تک وسیع کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وَسُنَّتُہٗ اَلطَّرِیْقَۃُ الدِّیْنِیَّۃُ مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ"

علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ بھی اسی طرح حضرات خلفاء کے اقوال وافعال کو بھی سنت قرار دیتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں "اِنْ کَانَ مِمَّا وَاظَبَ عَلَیْہِ الرَّسُوْلُ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَوِالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ مِنْ بَعْدِ فَسُنَّۃٌ" (الشامی جلد ا صفحہ ۷۰)

یعنی جس پر نبی پاک ﷺ نے یا حضرات خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہو (یعنی سنت مؤکدہ کی صورت میں)۔

سنت اور حدیث ایک دوسرے کے مترادف ہے، جو مفہوم سنت کا ہے وہی حدیث کا بھی ہے، علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ "ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی" میں سنت کی یہ تعریف لکھتے ہیں "اِنَّ السُّنَّۃَ تُطْلَقُ عَلٰی قَوْلِ الرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَفِعْلِہٖ وَسُکُوْتِہٖ وَطَرِیْقَۃِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ" یعنی سنت کا اطلاق آپ ﷺ کے تمام اقوال و عادات پر ہوتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کے طریقے کو بھی سنت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں سنت کی یہ تعریف مرقوم ہے "مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَوْ وَاحِدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ" (صفحہ ۱۱)

چونکہ وہ بھی سنت ہی سے ماخوذ ہوتے ہیں، لہٰذا اس اعتبار سے آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ" تم پر میری سنت لازم ہے، تمام امور میں اخلاق و عادات میں بھی ہم اتباع سنت کے مکلف و مامور ہیں، طحطاوی میں ہے "فَاِنَّ سُنَّۃَ اَصْحَابِہٖ اَمَرَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِاِتِّبَاعِھَا" آپ ﷺ نے صحابہ کی سنت کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ (طحطاوی صفحہ ۵۱)

سنت اور اس کے اقسام:

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ① سنن ہدیٰ ② سنن زوائد۔

سنن ہدیٰ وہ سنت ہے جسے نبی پاک ﷺ نے کیا ہو اور من حیث العبادۃ ہو جیسے جماعت، اذان،

اقامت، اسی طرح سنن صلوۃ وصیام وحج وغیرہ، اوراس کا ترک باعث کراہت وملامت ہو۔

سنن زوائدوہ سنت ہے جوآپ کے اخلاق وعادات سے متعلق ہو، جیسے لباس ونوم وغیرہ کے سنن، اس کا بجا لانا باعث ثواب ہے مگرترک باعث کراہت نہیں۔ (ماخوذ از شرح وقایہ وشامی جلد اصفحہ ۷۰)

سنن زوائد یعنی کھانے پینے، سونے جاگنے میں آپ کی عادت طیبہ کو اختیار کرنے والا، سنت پر عامل کہلائے گا جو بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے، مگرترک گناہ کا باعث نہیں، اس زوائد کے نام سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان امور میں سنت کا طریقہ اختیار کرنا عبادت نہ ہوگا۔ ہرگز نہیں! یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ چنانچہ ان امور کو عبادت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں "اِنَّ السُّنَّةَ هِيَ الطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ فَهِيَ فِيْ نَفْسِهَا عِبَادَةٌ" سنت کا مفہوم دین کا طریقہ اختیار کرنا ہے وہ فی نفسہ عبادت ہے، لہٰذا سنت کے مطابق کھانا، پینا، سونا جاگنا وغیرہ سارے امور عبادت ہیں اوران پرثواب ہوگا، کیوں نہیں ان کے بغیر تو کمال اتباع سے بہریاب نہیں ہوسکتا، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے شفاء میں لکھا ہے "اُصُوْلُ مَذْهَبِنَا ثَلٰثَةٌ اَلْاِقْتِدَاءُ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْاَخْلَاقِ وَالْاَفْعَالِ وَالْاَكْلُ مِنَ الْحَلَالِ، وَاِخْلَاصُ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَعْمَالِ" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹)

مذہب کی بنیاد تین امر پر ہے نبی پاک ﷺ کی اقتداء اخلاق واعمال میں، اور حلال کھانے میں، اور اخلاص نیت تمام اعمال میں، اسی طرح شفاء کی عبارت "هوالاقتداء" کی شرح میں لکھتے ہیں "اَیْ فِيْ جَمِيْعِ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَحْوَالِهٖ" (جلد ۲ صفحہ ۲۹)

ترک سنت کے متعلق:

خیال رہے کہ سنن ہدیٰ جسے سنن عبادت بھی کہا جاتا ہے، یعنی وہ سنن جو عبادات سے متعلق ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں دوام کے ساتھ ادا فرمایا ہے وہ واجب کی طرح ہے جسے سنت مؤکدہ سے موسوم کیا گیا ہے، اس کا ترک باعث گناہ وملامت ہوگا اس کے تارک کوتارک سنت اورمخالف سنت قرار دیا جائے گا جیسے تراویح اور نماز کے سنن راتبہ وغیرہ۔

اور جن میں آپ ﷺ سے دوام منقول نہیں اس کا ترک نہ باعث گناہ ہوگا اور نہ قابل ملامت، جیسے چاشت کی نماز، نفل اوابین وغیرہ، البتہ کرنے والا ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔ (ماخوذ از شامی وغیرہ)

امور عبادت کی سنتوں کے ترک کو امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کفر خفی یا حماقت جلی قرار دیا اربعین میں اس کے ترک پرکلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اَمَّا فِي الْعِبَادَاتِ فَلَا اَعْرِفُ لِتَرْكِ السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَجْهًا اِلَّا كُفْرٌ خَفِيٌّ اَوْ حُمْقٌ جَلِيٌّ" بلا عذر ترک سنت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی سوائے یہ کہ کفر خفی یا حماقت جلی کہا

جائے، پھر اس کی وجہ لکھتے ہیں:

”بیانه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قال تفضل صلاة الجماعة علی الفرد سبع وعشرین درجة فکیف تسمح نفس المؤمنین بترکها من غیر عذر، نعم یکون اسبب فی ذلك اما حمق او غفلة بان لا یتفکر فی هذا التفاوت العظیم ومن یستمحق غیره اذا اثر واحدا علی اثنین کیف لا یستمحق نفسه اذ اثر واحدا علی سبع وعشرین لا سیما فیما هو عماد الدین ومفتاح السعادة الا بدیة“ (اربعین صفحہ ۶۲)

ترجمہ: ”اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ گنا زائد ہے تو مؤمن کا دل بلا عذر کیسے اس کے چھوڑنے کو گوارا کرے گا ہاں حماقت و جہالت و نادانی ہو تو دوسری بات ہے، بایں طور کہ وہ اس فرق عظیم میں غور و فکر نہ کرے، اور جو شخص دوسرے کو اس وقت احمق سمجھتا ہو جب کہ وہ ایک کو دو پر ترجیح دے تو کیسے وہ خود اپنے آپ کو احمق نہ سمجھے گا جب کہ وہ خود ایک کو ستائیں ۲۷ پر ترجیح دیتا ہو خصوصاً ان امور میں جن کا تعلق بنیاد دین اور سعادت ابدیہ کی کنجی سے ہو۔“

خلاصہ یہ کہ عبادت میں سنت کا ترک اس کے تہاون اور غفلت دین کی غمازی کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کس قدر قبیح امر ہے۔ ”اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا“

اسی طرح امور عادیہ میں سنت کا ترک مذموم ہے جن پر آپ ﷺ نے دوام برتا ہو مثلاً کھانے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرمایا، جوتے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ دائیں پیر میں اولاً پہنتے تھے اس کے خلاف کسی روایت میں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے صرف بائیں ہاتھ سے تناول فرمایا ہو یا اولاً بائیں پیر میں جوتا پہنا ہو، لہٰذا امت سے بھی اس کا عمل اور دوام مطلوب ہوگا، بلا عذر اس کے ترک کی اجازت نہ ہوگی، اس کے خلاف کرنے والا تارک سنت ہوگا، گو اس کا گناہ سنن مؤکدہ کے مثل نہ ہوگا اسی وجہ سے تو بائیں ہاتھ سے کھانے پر گرفت کی گئی جس کی تفصیل اسی کتاب میں اپنے مقام پر انشاء اللہ آئے گی۔

اس کے برخلاف وہ سنن عادیہ جن میں دوام منقول نہیں مثلاً ثرید کھانا، عجوہ کھجور کھانا، جبہ پہننا، تو ان امور کو سنت کی نیت سے بجالانے والا ثواب پائے گا، اور عامل سنت ہوگا، مگر نہ بجالانے والا تارک سنت اور خلاف سنت کا ارتکاب کرنے والا نہ ہوگا۔ اور نہ اس پر کوئی ملامت ہے۔ اسی طرح جس پر دوام تو ہو مگر دوام مطلوب و مراد نہ ہو

بلکہ ماحول و معاشرہ کے اعتبار سے ہو، مثلاً کھجور کھانا، جو کی روٹی کھانا کہ اکثر و بیشتر آپ کی غذا کھجور اور جو کی روٹی تھی، اسی طرح آپ ﷺ ازار تہبند باندھنے کے عادی تھے، خفین استعمال فرماتے تھے، سنت کی نیت سے اس پر عمل کرنے والا ثواب پائے گا، تاہم یہ کمال اتباع اور حب رسول ﷺ کی واضح علامت ہے جو دارین کی سعادت عظمیٰ کا باعث ہے۔ آپ ﷺ سے جو منقول ہو خواہ دوام ثابت نہ ہو تب بھی اس پر عمل کرے تو یہ دونوں جہاں کی خوش نصیبی ہے اور آخرت میں شفاعت و رفاقت رسول ﷺ کا باعث ہے۔ "**اللهم وفقنا لا تباع سنة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم**"

ایک وہم کا ازالہ:

خیال رہے کہ اتباع سنت کے متعلق یہ نہ سوچے کہ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ فضائل کے سلسلے میں محدثین وفقہاء کرام نے ضعیف روایتوں پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، اس میں ضعف موثر نہیں، ضعف کا تعلق رواۃ سے ہے نہ کہ آپ ﷺ کی سنت سے، چنانچہ تدریب الراوی میں ہے:

"**اذا رايت حديثا باسناد ضعيف فلك ان نقول هو ضعيف بهذا الاسناد ولا نقل ضعيف المتن**" (قواعد علوم حدیث صفحہ ۵۸)

ترجمہ: "یعنی جب تم کسی حدیث کو اسناد ضعیف کے ساتھ دیکھو تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اس اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن یہ نہ کہو کہ یہ متن ضعیف ہے۔"

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کسی محدث نے ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوا لیا تھا، اور ایک حدیث میں جو سنداً ضعیف ہے اس میں ہے کہ جو شخص ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوائے اور اسے برص کی بیماری ہو جائے تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے، انہوں نے ضعیف سمجھ کر پرواہ نہ کی، چنانچہ انہیں برص کی بیماری ہوگئی وہ بہت پریشان ہوئے، خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے اس برص کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کیوں ہفتہ کے دن پچھنا لگوایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ راوی ضعیف تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بات تو میری نقل کر رہا تھا، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں توبہ کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے صحت کی دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ (اربعین صفحہ ۶۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی حدیث کو ضعف کی بنیاد پر ترک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ خود فقہاء کرام نے بھی بسا اوقات اسے معیار حق تسلیم کیا ہے۔

فضائل میں احادیث ضعیفہ کا حکم:

محدثین عظام وفقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فضائل میں جن میں سنن عادیہ اور آپ کے اخلاق و عادات بھی

داخل ہیں ضعیف حدیث سے استناد کیا ہے اور اس پر عمل کی اجازت دی ہے، کیسے نہیں؟ کہ دین کا وسیع باب عمل سے خارج ہو جائے گا، اور امت ایک عظیم سعادت سے محروم ہو جائے گی، خود فقہاء کرام و ائمہ مجتہدین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی اس سے استناد کیا ہے اور سنن و عبادات میں بھی اس کا اعتبار کیا ہے کہ صحاح کی تعداد اس درجہ کہاں مگر جب کہ دوسرے طرق سے قوت پیدا ہو جائے، چنانچہ ائمہ احناف نے قیاس اور رائے کے مقابلے میں ضعیف حدیث سے استناد کیا ہے، محدث ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے خیرات الحسان میں اسے ذکر کیا ہے۔

(قواعد علوم الحدیث صفحہ ۵۹)

تاہم وہ روایتیں جو واہی ہوں یا معتدلین جرح و تعدیل نے ان کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہو تو پھر ان پر عمل کی گنجائش نہیں۔ علامہ نووی شارح مسلم الاذکار میں لکھتے ہیں "**قال العلماء من المحدثین والفقھاء وغیرھم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا**" (الاذکار صفحہ ۵)

محدثین وفقہاء وغیرہ نے کہا ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل وترغیب وترہیب میں جائز اور مستحب ہے تاوقتیکہ موضوع نہ ہو۔ قواعد علوم حدیث میں ہے "**فیعمل بہ فی فضائل الاعمال**" (صفحہ ۵۷) فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے "**الاستحباب یثبت بالضعیف دون الموضوع**" (فتح صفحہ ۵۸)

علامہ شبیر احمد عثمانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح الملہم میں ارباب علم حدیث کا اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ فضائل وغیرہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔ (فتح مقدمہ صفحہ ۵۸)

اب اس اجماع کے بعد کہاں انکار کی گنجائش!!! ہاں البتہ اس کی گنجائش نہیں کہ اس کے ثبوت کا اعتقاد کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سچا حق ادا کرنے والا اور سچی اتباع کرنے والا بنائے۔ (آمین)۔

اللھم وفقنا لاتباع سید المرسلین

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا

والاخرہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

محمد ارشاد القاسمی

بروز جمعۃ المبارک ۱۳؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ بمطابق نومبر ۱۹۹۳ء

تقریظ

از

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب شہید رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين

اما بعد:

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضور اکرم ﷺ کو ساری دنیا بلکہ رہتی دنیا تک کے انسانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور جو بھی آپ ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپناتا چلا جائے گا اللہ تعالیٰ شانہ، سے قریب ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنا محبوب بنالیں گے۔ ہر عمل میں حضور اکرم ﷺ کی اتباع جہاں انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے وہاں حضور اکرم ﷺ سے سچی محبت کی علامت بھی ہے۔ دنیا کے تمام انسانوں میں صرف حضور اکرم ﷺ کی ہی ذات مبارکہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال، وضع وقطع، شکل وشباہت، رفتار وگفتار، مذاق طبیعت، انداز گفتگو، طرز زندگی، طریق معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے کی ہر ہر مبارک ادا محفوظ کی گئی بعینہٖ اسی طرح جس طرح آپ ﷺ سے سرزد ہوئی۔ محدثین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالیٰ نے یہاں تک نقل کر دیا کہ کس ارشاد کے وقت حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور پر کیسے تاثرات تھے۔ ہمارے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ ہمیں جن کی اتباع کا حکم دیا گیا ان کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ ۱۴ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حیات طیبہ کو سیکھا جائے اس پر عمل کیا جائے اور ساری امت میں پھیلایا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کو بڑی کامیابی کی ضمانت قرار دیا ہے اس کے علاوہ بے شمار آیات واحادیث اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ دنیا وآخرت کی تمام تر خیریں حاصل کرنے کے لئے شمائل وخصائل مبارکہ سے متعلق کتابوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ ان کتب کے ذریعے صحیح علم حاصل ہوتا ہے اور عمل کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔ انہی سلسلہ کتب میں ایک پیش نظر کتاب ''شمائل کبریٰ'' (تالیف مولانا مفتی محمد

ارشاد صاحب) ہے جو کہ درحقیقت اس سلسلے کی ''سلسلۃ الذہب'' ہے۔ بندہ کی رائے ہے کہ ہر گھر میں اس کی تعلیم ہونی چاہئے وقت متعین کر کے ایک فرد پڑھے باقی سب سنیں اس کی برکت سے ان شاء اللہ الرحمٰن گھروں میں حضور اکرم ﷺ کی حسن معاشرت زندہ ہوگی اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا۔ اسی طرح اگر اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات کو غیر نصابی کتب کی شکل میں یہ کتاب مطالعہ کے لئے دی جائے اور اس کا امتحان بھی لیا جائے تو امید ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں سنتوں کے اپنانے کا شوق بڑھے گا۔ اسی طرح دینی مدارس میں اولیٰ میں نئے آنے والے طلباء و طالبات کو شروع کے تین ماہ یعنی سہ ماہی امتحان تک یہ پڑھا دی جائے اور املاء کروادی جائے تو جہاں ان کی اردو اچھی ہوگی وہاں سنتوں پر عمل کرنے کا شوق و جذبہ بھی پروان چڑھے گا۔

(حضرت مولانا مفتی) نظام الدین شامزی (صاحب)
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی نمبر ۵
یکم ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کھانے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ہاتھ دھونا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھ دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور تمام نبیوں کی سنت ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۷)

ہاتھ دھونا زیادتی خیر کا باعث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں خیر زیادہ ہو اسے چاہیئے کہ کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے اور جب فارغ ہو جائے تو ہاتھ دھوئے۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

ہاتھ دھونا باعث برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد ہاتھ دھونا برکت کا باعث ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھ دھونا برکت کا باعث ہے۔ (شمائل صفحہ ۱۳)

ہاتھ دھونا وسعت رزق کا باعث ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھ دھونا وسعت رزق کا باعث ہے۔ اس میں شیطان کی مخالفت ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۶)

فَائِدَہ: احیاء العلوم میں ہے کہ کھانے سے قبل اور فراغت پر ہاتھ دھونا فقر وغربت کو دور کرتا ہے۔

فَائِدَہ: کھانے سے قبل اور فراغت کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے اگر ہاتھ صاف ہوں تب بھی دھونا سنت ہے۔ چمچوں اور کانٹوں کی صورت میں چونکہ ہاتھ دھونے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، اس لئے ان برکات وفوائد سے محرومی ہو جاتی ہے، قدرت نے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھ دھو کر ہاتھ سے کھائے تاکہ یہ برکات وفوائد حاصل ہوں، برکت کا مفہوم یہ ہے کہ جن فوائد اور مقاصد کے لئے کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں، بدن کا جز بنتا ہے، عبادت اور عمدہ اخلاق پر تقویت کا سبب بنتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۶)

برکت کا مطلب اس کا زائد محسوس ہونا بھی ہے۔ (عمدۃ جلد ۲۱ صفحہ ۷۶)

سنت کی برکت کا ایک عجیب واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر تین سو (۳۰۰) روپیہ کا قرض تھا اور بوجہ مفلسی کے کوئی صورت ادا سمجھ میں نہ آتی تھی اتفاقاً ایک دن میں نے (کسی عالم کے) درس میں یہ سنا کہ جو شخص کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں سنت سمجھ کر ہاتھ دھو لیا کرے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ چند دنوں میں اس کا قرض ادا ہو جائے گا، چنانچہ میں نے یہ عمل شروع کیا ابھی چند ہی روز کیا تھا کہ اللہ کے فضل وعنایت سے میرے ذمہ ایک کوڑی بھی کسی کی باقی نہ رہی، اور میں الحمد للہ ایک سنت نبوی پر عمل کی برکت سے باردین (قرض کے بوجھ) سبکدوش ہو گیا۔ (اسوہ صفحہ ۹)

برتن میں ہاتھ دھونا

سلفچی میں ہاتھ دھونا درست ہے، جس برتن میں کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔ (اتحاف جلد ۵ صفحہ ۲۲۹)

کھانے کی ابتدا بسم اللہ سے

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بسم اللہ کہو اور ہر ایک اپنے قریب سے کھائے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۰)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بسم اللہ کہو اور اپنی جانب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

فَائِدَہ: صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بہتر ہے۔
(خصائل صفحہ ۱۴۵، عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۲۸)

بسم اللہ نہیں تو برکت نہیں

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۰)

بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کی شرکت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ سونے کی گنجائش ہے نہ کھانے کی۔ (مسلم جلد۲صفحہ۱۷۲، ترمذی جلد۲صفحہ۸، ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں، سونے میں، رات گزارنے میں شریک نہ ہو اسے چاہئے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور کھانے پر بسم اللہ کہے۔ (اس کی برکت سے شیطان شریک نہیں ہوگا)۔ (ترغیب جلد۳صفحہ۱۲۳)

بسم اللہ نہ پڑھنے پر شیطان کی شرکت کا واقعہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم نے ایسی برکت نہیں دیکھی، پھر آخر میں اتنی بے برکتی ہونے لگی کہ ہم نے ایسی بے برکتی نہیں دیکھی، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ بات کیسے ہوئی؟ آپ نے فرمایا ہم لوگ بیٹھے تھے تو بسم اللہ پڑھ چکے تھے، پھر بعد میں ایک شخص شریک ہوا جس نے بسم اللہ نہیں کہا۔ پس شیطان اس کے ساتھ کھانے لگا۔ (اس کی وجہ سے یہ بے برکتی ہوئی)۔ (مجمع جلد۵صفحہ۲۶، مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جماعت میں اگر ایک شخص بھی بلا بسم اللہ کہے شریک طعام ہوگا تو اس سے بے برکتی ہوگی اور اس بے برکتی کا اثر پورے کھانے پر ہوگا، آج یہ سنت سستی وغفلت اور بے توجہی کی وجہ سے چھوٹتی جا رہی ہے۔ کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا خیال نہیں آتا، کھانا لگتے ہی اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، چنانچہ بے برکتی کا مشاہدہ آنکھوں کے سامنے ہے، بے برکتی کا مفہوم یہ بھی ہے کہ کھانا مفید اور معین صحت نہ بنے، جماعت میں بہتر یہ ہے کہ بعض ساتھی زور سے بسم اللہ پڑھ لیں تاکہ دوسروں کو بھی یاد آجائے، شرکاء طعام میں سے ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا چاہئے۔ (عمدۃ القاری جلد۲۱صفحہ۲۸)

شروع میں بھول جائے تو جب یاد آجائے پڑھ لے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کہنا شروع کھانے میں بھول جاؤ تو بعد میں پڑھ لو۔ (مجمع جلد۵صفحہ۲۶)

جب شروع میں بھول جائے تو بعد میں کیا پڑھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بسم اللہ پڑھنا شروع میں بھول جائے تو وہ "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" پڑھ لے (یعنی جب یاد آجائے)۔

فَائِدَہ: خیال رہے کہ یہ کھانے کے متعلق ہے، شروع میں بھول جائے تو کھانے کے دوران جب بھی یاد آ جائے تو یہ پڑھ لے۔ وضو کے شروع میں بھی بسم اللہ سنت ہے، شروع میں یہاں بھول جائے تو بعد میں یہاں سنت نہیں، بخلاف کھانے کے کہ وہاں دوران میں بھی سنت ہے۔ (طحطاوی صفحہ ۵۲)

بسم اللہ کہہ لینے سے شیطان پر اثر

حضرت امیہ بن مخشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھاتا ہوا دیکھا اور اس نے بسم اللہ (شروع میں) میں نہیں پڑھی تھی، پھر بعد میں اس نے "بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ" پڑھ لیا تو آپ ﷺ نے (اس کے متعلق) فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا جب اس نے بسم اللہ پڑھا تو شیطان نے کھایا ہوا اگل دیا اور اس کے پیٹ میں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ (ابوداؤد، نسائی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

فَائِدَہ: کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا سنت ہے، بعض علماء کے نزدیک بسم اللہ کہنا واجب ہے کیونکہ اس کے ترک پر گناہ ہوگا، اگر کسی وجہ سے شروع میں خیال نہ رہا تو درمیان میں بھی یاد آنے پر کہنا سنت ہے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۱، صفحہ ۲۸)

دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے اللہ کا نام لو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور قریب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پانی پئے! کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، شیطان اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے اور کھاتا ہے۔ (مسند احمد، عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۲۹)

خلاف سنت کی سزا

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے (تکبراً و اعراضاً) کہا میں نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا تم نہیں کھا سکو گے، چنانچہ اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

فَائِدَہ: آپ کے کہنے پر اس نے باوجود یہ کہ اس کا ہاتھ درست تھا۔ تاویل کرتے ہوئے اور بہانہ بناتے ہوئے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا ہوں یعنی معذور ہوں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب نہیں کھا سکتے ہو تو ٹھیک

ہے نہیں کما سکو گے۔ جس سے اس کا ہاتھ شل ہوگیا، اعراض سنت کی سزا اسی دنیا میں مل گئی غیرت کا مقام ہے۔
دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے (اس کا ترک مذموم ہے) بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ سے کھانے کی تاکید اور بائیں سے وعید ہے، ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور بائیں کو اس کے علاوہ کے لئے بنایا گیا ہے، لیکن اگر اعانت اور مدد کے لئے بائیں کی ضرورت پڑ جائے تو لگایا جا سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھانے کے دوران پانی پیتے ہوئے بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑتے ہیں اور دائیں ہاتھ کو ذرا سا لگا لیتے ہیں یہ خلافِ سنت طریقہ ہے بلکہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر پینا چاہئے انگلیاں آلودہ ہوں تو چاٹ لے پھر پکڑے۔ نیز کھانے کے دوران پانی پینا سنت نہیں۔

اپنے قریب سے کھانا سنت ہے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پلیٹ کے چاروں طرف سے کھا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

فائدہ: جب دستر خوان پر ایک ہی قسم کی چیز ہو یا کسی بڑی پلیٹ میں ایک ہی نوع کا کھانا ہو تو یہ حکم ہے کہ صرف اپنی طرف ہی سے کھائے۔ اور اگر کئی نوع کا کھانا ہو یا مختلف قسم کی چیزیں منتشر ہوں تو دوسری طرف سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۲۳)

چنانچہ حضرت عکراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے پیالے میں ثرید اور گوشت کے ٹکڑے لائے گئے، میں اسے چاروں طرف سے کھانے لگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سامنے سے کھا رہے تھے، آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا اے عکراش ایک طرف سے کھاؤ، ایک ہی تو کھانا ہے، پھر اس کے بعد ایک طبق لایا گیا جس میں مختلف قسم کے کھجور تھے تو میں صرف اپنے سامنے سے ہی کھانے لگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک طبق میں چاروں طرف چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کیونکہ ایک قسم کا نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا اپنے قریب سے کھاتے تھے، اور جب کھجور پیش کیا جاتا تو دست مبارک گھومتے تھے۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۴۷۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پلیٹ یا دستر خوان پر مختلف اشیاء ہوں تو حسب خواہش دوسری جانب سے بھی ہاتھ بڑھا کر لیا جا سکتا ہے اور یہ طریقہ خلاف سنت نہیں ہے نہ حرص کی علامت ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے کے دوران غلطی کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔

برتن کے بیچ سے کھانا بے برکتی کا باعث

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا برکت بیچ کھانے میں اترتی ہے لہٰذا کنارے سے کھاؤ بیچ سے مت کھاؤ۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کھانا پیش کیا جائے تو کنارے سے شروع کرو بیچ کا حصہ چھوڑ دو، کیونکہ برکت بیچ والے حصہ پر نازل ہوتی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۶، حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۱۶)

فَائِدَة: برتن کے کنارے سے کھائے، شروع ہی میں پلیٹ کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے۔

برتن کو خوب صاف کرنا سنت ہے

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں کو چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۷)

برتن کو صاف کرنا مغفرت کا باعث

حضرت نبیشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں پیالہ میں کھا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا جو برتن میں کھائے اور اسے صاف کرے تو برتن اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

برتن کو صاف کرنے کا آخرت میں صلہ

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے برتن کو صاف کیا، انگلیوں کو چاٹا، خدا اس کا دنیا اور آخرت میں پیٹ بھر دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

انگلیوں کو چاٹنا

حضرت کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کھانا تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور فارغ ہوتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا انگلیوں کا چاٹنا باعث برکت ہے۔
(سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۶۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

فَائِدَة: انگلیوں کو چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے بغیر چاٹے ہاتھ دھونا ممنوع ہے۔ انگلیاں جس میں اجزاء لگے ہوں خود چاٹ لے یا اسے دوسرے کو چاٹنے دے جسے کراہت محسوس نہ ہو جیسے اولاد، شاگرد وغیرہ۔ (فتح الباری صفحہ ۵۷۸)

یا بیوی کو چٹادے۔ (عینی)

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو یہ طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ برتن کو صاف ہی نہیں کرتے، یا اس میں کچھ چھوڑ دیتے ہیں، یہ نہایت قبیح اور خلاف سنت فعل ہے جو غیروں سے آیا ہے، یہ کہنا کہ چاٹنا حرص کی علامت ہے، جہالت ہے، بلکہ نعمت خداوندی کے قدر کی علامت ہے، انگلیوں کا چاٹنا دافع کبر ہے۔ (عینی جلد ۲۱، صفحہ ۷۶)

انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ

بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ پہلے بیچ کی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا چاٹا کرتے تھے۔
(حاشیہ جمع الوسائل صفحہ ۱۸۹)

اس ترتیب میں بھی علماء نے بہت سے مصالح بیان فرمائے ہیں، ایک یہ کہ انگلیاں چاٹنے کا دور دائیں سے چلتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۳)

اور یہ کہ بیچ والی زیادہ کھانے سے ملوث ہوتی ہے، یا اس وجہ سے کہ وہ لمبی ہے وہ پہلے لگی ہوگی۔
(جمع صفحہ ۱۸۹، عینی جلد ۲۱ صفحہ ۷۶)

انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا سنت ہے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹا کرتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۱)

تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ تین انگلیوں سے کھانے کی تھی۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵، شمائل صفحہ ۱۱۲)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور فارغ ہونے پر ان کو چاٹ لیا کرتے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۸، مسند بزار)

پانچ انگلیوں کی اجازت

سعید بن منصور سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔
(فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۷۸)

فَائِدَۃ: اکثر و بیشتر تو آپ کی عادت طیبہ تین انگلیوں سے ہی کھانے کی تھی مگر کبھی ضرورت پر پانچ کو بھی استعمال کیا ہے، کھانے کی کیفیت سے ایسا ہو سکتا ہے۔ (فتح الباری)

اگر خشک چیز نہ ہو تو ایسی چیز میں پانچ انگلیوں کو لگایا جا سکتا ہے۔ (شرح مناوی صفحہ ۱۹۰)

مثلاً چاول دال یا اسی کے مثل کوئی چیز ہو جو تین انگلیوں سے کافی نہ ہو تو پانچوں انگلیوں سے کھایا جا سکتا

ہے، ابن عربی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کہا کہ اگر کوئی پانچ انگلیوں سے کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے۔

(شرح مناوی صفحہ ۱۹۰)

اسی طرح ضرورت پر چوتھی انگلی بھی لگا سکتا ہے، ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کبھی آپ نے چوتھی انگلی سے بھی مدد لی ہے، خیال رہے کہ پانچ یا چار انگلیوں سے کھانے کی اجازت ضرورت پر ہے، دال چاول میں اس کی ضرورت پڑتی ہے لہٰذا اس قسم کے کھانوں میں پانچ یا چار انگلیوں کا استعمال خلاف سنت نہ ہوگا۔

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ احادیث سے تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے، لہٰذا چوتھی اور پانچویں انگلی بلاضرورت شامل نہ کرے، علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بلاضرورت پانچ انگلیوں سے کھانے والا تارک سنت ہوگا۔ تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت یہ ہے کہ لقمہ چھوٹا ہوتا کہ زیادہ تعداد میں نہ کھایا جاسکے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۲، عینی جلد ۲۱ صفحہ ۷۷)

ایک انگلی سے کھانے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک انگلی سے کھانا شیطان اور دو سے متکبرین اور تین سے حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی عادت ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

جن تین انگلیوں سے کھانا مسنون ہے، وہ یہ ہیں انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ (جمع الوسائل ۱۸۹)

طبرانی میں کعب بن عجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انگوٹھے، شہادت اور بیچ کی انگلی سے کھا رہے تھے۔ پھر میں نے ان تینوں کو چاٹتے دیکھا کہ پہلے بیچ والی کو پھر اس کے بعد والی کو پھر انگوٹھے کو چاٹا۔ (جمع الوسائل جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کرے اور کھالے، شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)

فَائِدَہ: گرے ہوئے لقمے کو اٹھانے اور کھانے میں قباحت یا کراہت محسوس نہ کرے، سنت سمجھ کر کھالے تو ثواب عظیم پائے گا، لوگوں کے کچھ کہنے یا سوچنے کی پرواہ نہ کرے، شاید کہ اسی میں برکت ہو۔

شیطان کھانے کے وقت بھی آتا ہے

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی آتا ہے، پس اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے۔ شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور فراغت پر انگلیوں کو بھی چاٹ لے اسے کیا معلوم کہ کھانے کے کس

جز میں برکت ہے۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۱۷۲)

فَائِدَہ: کھانے کے دوران لقمہ یا کھانے کے اجزاء اگر ادھر ادھر دستر خوان سے باہر گر جائے تو اسے اٹھا کر کھا لینا مسنون ہے، اگر گرد وغیرہ لگ جائے تو اسے صاف کر کے دھو کر کھا لینا چاہئے، اس میں کراہت محسوس نہ کرے، شاید کہ اسی میں برکت اور تغذیہ اور صحت مقدر ہو۔

دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کے کھانے کے فوائد

ابوالشیخ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جو دستر خوان یا برتن سے گرے ہوئے کھانے کے ٹکڑوں کو کھائے گا وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا، اسی طرح خطرناک امراض مثلاً برص، جذام سے محفوظ رہے گا، اس کی اولاد چالاک ہوگی، حماقت اور پاگل پنے سے محفوظ رہے گی۔ اسی طرح دیلمی کی مسند فردوس میں ہے کہ اس کی اولاد اچھی ہوگی اور غربت دور ہوگی۔ احیاء العلوم میں امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ ایسا شخص وسعت رزق سے نوازا جائے گا اس کی اولاد میں عافیت رہے گی بیماریوں سے محفوظ رہے گی، نیز امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ کھانے کے ریزوں کا چننا جنت کی حوروں کا مہر ہے۔ (احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۱۲)

گرے ٹکڑوں کو کھانا باعث مغفرت

حضرت عبداللہ بن ام حرام رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (مجمع جلد۵ صفحہ ۳۷)

فَائِدَہ: دستر خوان کے ٹکڑوں کا کھانا تواضع ہے اور نہ کھانا تکبر کی علامت ہے۔

برتن کی دعاء

حضرت نبیشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اسے خوب صاف کرے تو برتن اسے دعا دیتا ہے کہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اے اللہ! آپ اسے جہنم سے آزاد کر دیجئے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

فَائِدَہ: برتن معصوم ہے اس کی دعاء مقبول ہے، اس معمولی کام پر کتنے بڑے ثواب اور برکات ہیں۔

کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا مسنون ہے

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ کو رومال سے اس وقت تک نہ پونچھو تاوقتیکہ اسے صاف نہ کرلو۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک کہ چاٹ نہ لے۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۱۷۵)

فراغت پر ہاتھ بازوؤں اور پیروں پر ملنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھانے کی یہ مقدار (پیٹ بھر) نہیں پاتے بلکہ کم پاتے تھے اور نہ ہمارے پاس رومال ہوتے، شوربے کو ہتھیلیوں، بازوؤں اور پیروں پر مل لیتے، پھر نماز پڑھتے اور ہاتھ دھوتے نہیں تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۰)

فائدہ: کھانے کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہاتھ کم دھوتے تھے، رومال یا تولیہ کا استعمال رائج نہ تھا، کھانے کے بعد بلا ہاتھ دھوئے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر یا بازو پر یا پیر اور پنڈلی پر مل لیا کرتے تھے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۱، صفحہ ۷۷)

تاہم ہاتھ پونچھنے کے لئے کپڑے اور رومال کا استعمال بھی درست ہے۔ مستحب یہ ہے کہ چاٹنے کے بعد ہاتھ صاف کرے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ کو پیروں پر مل لیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۷۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہاتھ کا ملنا اور پونچھنا مستحب ہے۔

ہاتھ دھونا بھی سنت ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ہاتھ کا چاٹنے کے بعد بوزائل کرنے کے لئے دھونا مندوب و بہتر ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر کسی نے کھانے وغیرہ کی چکناہٹ وغیرہ کو دھو کر صاف نہ کیا اور کوئی تکلیف پہنچ گئی (مثلاً کسی جانور نے کاٹ لیا) تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، مشکوۃ صفحہ ۳۶۶)

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ملنا اور مسح کرنا وہاں ہے جہاں دھونے کی ضرورت نہ ہو، اور چپکاہٹ یا لٹھا پن ہے تو وہاں ہاتھ کا دھونا ہے، حدیث پاک میں ہاتھ دھونے کی ترغیب آئی ہے اور اس کے ترک کی ممانعت آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کا ملنا اور دھونا دونوں سنت ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد رومال یا کپڑے سے پونچھنا بھی سنت ہے، بشرطیکہ ہاتھ چاٹنے کے بعد ہو، امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ دھونے کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صابن وغیرہ اولاً بائیں ہاتھ میں لے اور پہلے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں دھوئے اور ان پر صابن لگائے پھر ہونٹ دھوئے اس پر انگلیاں ملے پھر منہ دھوئے دانتوں کو اوپر نیچے سے اور تالو کو انگلی سے ملے پھر ان انگلیوں کو صابن سے دھو ڈالے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۲)

دستر خوان پر کھانا سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی میز پر اور نہ تشتریوں میں کھانا تناول

فرمایا ہے، پوچھا پھر کس پر کھاتے تھے کہا دستر خوان پر۔ (ابن ماجہ، بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۱)

حضرت فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دستر خوان پر کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۲۶۳)

دستر خوان پر ملائکہ کی دعاء رحمت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ملائکہ جب تک کہ دستر خوان بچھا رہتا ہے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں۔

فائدہ: دستر خوان پر کھانا سنت ہے۔ بلا دستر خوان بچھائے کھانا خلاف سنت ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان چمڑے کا ہوتا تھا اور گول ہوتا تھا۔ (عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ۳۵)

روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان چمڑے کا ہوتا تھا۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ۹)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو مائدہ اترا تھا وہ سرخ چمڑے کے دستر خوان میں تھا۔

(عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ۳۵)

زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے کھانا پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین یا چٹائی پر رکھو! (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ۲۷)

میز یا ٹیبل پر کھانا خلاف سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ کی عادت طیبہ تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواریوں پر کسی کے پیچھے بیٹھ جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا دستر خوان زمین پر رکھا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے اور گدھے پر سوار بھی ہو جاتے۔

فائدہ: یہ آپ کی متواضعانہ نشانی تھی، عبدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر ادا سے تواضع و مسکنت ظاہر ہو۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کھانا کھاتے تھے۔

(سیرۃ جلد۷ صفحہ۲۶۷)

فائدہ: چوکی یا چارپائی پر کھانا سنت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں خوان پر نہ کھانے کا ذکر ہے، خوان کی تشریح علامہ مناوی نے حکیم ترمذی کے قول سے یہ کی ہے کہ جو زمین پر پائے سے قائم ہو جیسے میز، ٹیبل وغیرہ۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ متکبرین اور دنیا داروں کی

عادت ہے، تا کہ ان کا سر (جو ایک نعمت خداوندی اور قابل اکرام ہے) نہ جھکے، حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا قول ہے کہ میز اور کرسی پر کھانا بادشاہوں کی عادت ہے۔ (جمع)

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ کے لئے دستر خوان زمین پر بچھایا جاتا اور آپ ﷺ زمین پر کھاتے۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۴، اتحاف عن ابن عباس جلد ۵ صفحہ ۲۱۲)

اسی طرح نبوی لیل ونہار میں ہے کہ آپ نے میز، کرسی پر بیٹھ کر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا بلکہ زمین پر دستر خوان بچھایا جاتا اور اس پر آپ ﷺ کھانا تناول فرماتے۔ (نبوی لیل ونہار صفحہ ۴۰۴)

حاشیہ ترغیب وترہیب میں ہے:

"اَنْ یُّوْضَعَ الطَّعَامُ عَلَی السُّفْرَۃِ الْمَوْضُوْعَۃِ عَلَی الْأَرْضِ فَھُوَ مَأْثُوْرٌ الی فعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رفعہ علی المائدۃ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ وَضَعَہٗ عَلَی الْاَرْضِ فَھُوَ اَقْرَبُ اِلَی التَّوَاضُعِ" (جلد ۳ صفحہ ۱۵۴)

مسنون یہ ہے کہ کھانا دستر خوان پر ہو جو زمین پر رکھا گیا ہو یہی اقرب الی السنۃ ہے بمقابل کھانا اوپر رکھنے کے، حضور اقدس ﷺ کے پاس جب کھانا آتا تو اسے زمین پر ہی رکھا جاتا اور یہی تواضع کے قریب ہے۔

غیروں کا خلاف سنت اور مکروہ طریقہ ہمارے معاشرہ میں رائج ہوگیا ہے حیرت تو یہ ہے کہ اس کی قباحت و کراہت کا بھی احساس نہیں ہے بلکہ شرف وعزت فخر کی بات سمجھی جاتی ہے، اللہ کی پناہ، آج غیروں اور دشمنوں کے طریق میں عزت وشرافت محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً شادی بیاہ کے موقع پر، یہ مکروہ بدعت رائج ہوگئی ہے۔ اس طریقے سے اہل ایمان کو شدید نفرت ہونی چاہئے۔ نہ خود اختیار کریں اور نہ ایسی تقریبات میں شریک ہوں، کیوں کہ یہ ملعون ومغضوب قوم یہود ونصاریٰ کی عادت ہے، آج مسلم متمول گھرانے میں، زمین پر دستر خوان بچھا کے کھانا معیوب سمجھا جاتا ہے سنت کی جگہ غیروں کا طریقہ داخل ہوگیا ہے۔ (العیاذ باللہ) اس مکروہ طریقے کو ختم کرنا اور کرانا اور دستر خوان کی سنت کو زندہ کرنا اس زمانہ میں سو شہیدوں کا ثواب رکھتا ہے۔

کرسی پر کھانا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے متکبرین کا طریقہ قرار دیتے ہوئے بدعت قرار دیا ہے۔

(عمدۃ القاری صفحہ ۳۴، جمع الوسائل صفحہ ۱۹۶)

کوکب دری میں علامہ گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں چونکہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ تشبہ بھی ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۷)

فائدہ: ولیمہ کھانا سنت ہے اور میز ٹیبل پر کھانا بدعت ہے، اگر سنت کے طریقہ پر کھانے کا انتظام ہو تو اس کی مسنونیت باقی رہے گی، اگر بدعت اور مکروہ امور پر مشتمل ہو تو پھر ایسی دعوت کا قبول کرنا اور شریک طعام ہونا ممنوع ہوگا، آج کل بعض موقعوں اور جگہوں میں کھڑے ہو کر کھانا کھلایا جاتا ہے یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح طریقہ ہے، ایسے مقامات پر جانا ممنوع ہے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۶۲)

ٹیک لگا کر کھانا خلاف سنت ہے

حضرت ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں (شمائل) حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں بندہ غلام ہوں اس طرح کھاتا پیتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا پیتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۷)

یعنی جس طرح ایک غلام یا شاگرد مؤدب آقا اور استاذ کے سامنے تواضع و مسکنت سے کھانے کا طریق اختیار کرتا ہے ایسی ہیئت جس سے تکبر، غرور، و بڑائی ظاہر ہو اس سے بچتا ہے اسی طرح میں بھی متواضعانہ طریق اختیار کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں بکرے کا گوشت پیش کیا تو آپ ﷺ دوزانو بیٹھ کر تناول فرمانے لگے، ایک اعرابی نے پوچھا یہ کیسا بیٹھنا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شریف بندہ بنایا ہے جبار و معاند نہیں بنایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

یعنی متکبرین میں سے نہیں بنایا کہ ان کا طریقہ اختیار کروں۔

فائدہ: ٹیک لگا کر کھانا ممنوع اور مکروہ ہے، ٹیک لگا کر کھانا جسے حدیث پاک میں اتکاء کہا گیا ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں یہ سب اس ممنوع صورت میں داخل ہیں۔

1. دو پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو پر ٹیک لگانا۔
2. زمین پر ایک ہاتھ رکھ کر ٹیک لگانا۔
3. چہار زانو بیٹھنا، پیٹھ کو دیوار یا تکیہ کے سہارے لگانا۔

یہ حالتیں متکبرین کی ہیں اسی لئے ان ہیئتوں کے ساتھ کھانے کو منع فرمایا ہے چونکہ مؤمن کا کھانا بھی عبادت ہے اور عبادت میں تواضع اور تواضع کی صورت مطلوب ہے۔ لیکن اگر کبھی پھل وغیرہ ایک آدھ اتفاقاً ٹیک لگائے ہوئے کھالے تو گنجائش ہے چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ کی خدمت میں کھجور پیش کیا گیا تو آپ نے ٹیک لگائے ہوئے ہی تناول فرمالیا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۶۲)

چہار زانو کھانا خلافِ سنت اور ممنوع ہے

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے زاد المعاد میں چہار زانو بیٹھ کر کھانے کو اتکاء میں داخل مانتے ہوئے مکروہ ومذموم قرار دیا ہے۔ (جلد ا صفحہ ۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چہار زانو کھانے کے عادی ہیں ان کو بلا تاویل یہ خلاف سنت طریقہ چھوڑ دینا چاہئے۔ قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے شفاء میں بھی اسے مذموم قرار دیا ہے۔

ٹیک لگا کر کھانے کے نقصانات

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ اس طرح کھانا کھانے والے کو نقصان پہنچتا ہے، معدے میں کھانا بآسانی نہیں پہنچتا، معدہ ایک جانب جھک جاتا ہے، کھانے کے جو راستے ہیں اس سے گزرنے میں یہ ہیئت مانع ہوتی ہے۔ (زاد المعاد، جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

ابن شاہین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے عطاء رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مکروہ سمجھتے تھے کہ اس سے پیٹ بڑا نہ ہو جائے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

عموماً اس طرح کھانے والا زیادہ کھاتا ہے اور اس خلاف سنت طریق میں برکت نہیں ہوتی اور اس سے پیٹ بڑا ہو جاتا ہے، جو مذموم ہے۔

بیٹھنے کا مسنون طریقہ

کھانے کے لئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ یا تو دونوں قدموں کے بل (اکڑو) بیٹھے۔ یا دائیں پیر کو اٹھا لے اور بائیں پیر کو بچھا لے۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ سرین کے بل بیٹھتے تھے اور بائیں پیر کے تلوے کو دائیں پیر کے اوپر رکھتے، یہ طریقہ آپ ادباً اور تواضعاً اختیار کرتے، یہ ہیئت کھانے کے طریقوں میں سب سے افضل اور انفع ہے۔ (شرح مناوی صفحہ ۱۹۱)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ ٹیک لگانے کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ قاضی عیاض رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ شفاء میں فرماتے ہیں اتکاء یعنی ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا ہے اور کھاتے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا ہے۔ اس ہیئت پر بیٹھنے والا کھانا زیادہ کھاتا ہے اور اس طرح اظہار کبر کرتا ہے۔

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کہا کہ ٹیک لگا کر کھانا نقصان پہنچاتا ہے کھانے کے لئے اس کے راستے سے گزرنے میں یہ ہیئت مانع ہوتی ہے اور یہ کہ سرعت سے معدہ میں کھانا نہیں پہنچتا اور معدہ میں گردش کرتا ہے، مستحکم نہیں ہوتا اور معدہ کا منہ غذا کے لئے نہیں کھلتا، اور معدہ ایک جانب جھک جاتا ہے اور بسہولت غذا معدہ

میں نہیں جاتی، صاحب سفر السعادۃ لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت اس ہیئت پر بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر بیٹھے، ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بائیں قدم کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔

کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کھانا کھڑے ہو کر کھایا جائے۔

فائدہ: افسوس کہ آج کل غیروں کے ساتھ خلط (میل جول) سے کھڑے ہو کر قبیح اور مذموم فعل کا رواج ہوتا جارہا ہے خصوصاً شادی بیاہ اور تقریبات کے موقعوں پر کھڑے ہو کر خورد ونوش کا طریقہ رائج ہو گیا ہے اس پر مزید قباحت در قباحت کہ چل کر اللہ کی پناہ! یہ جانوروں کا طریقہ ہے نہ کہ انسانوں کا، وہ بھی اہل ایمان، یہی وجہ ہے کہ جانوروں کے افعال سے جانوروں کے اخلاق پیدا ہو رہے ہیں، ایسی دعوتوں میں شرکت خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اختیار نہ ہو تو واپس چلا آئے یہ محمود ہے اور مقام غیرت ہے، البتہ اتفاقاً کوئی خشک پھل کھڑے یا چلتے ٹہلتے ہوئے کھالیا تو اس کی کی گنجائش ہے نہ کہ کھانا وغیرہ کھانے کی۔

بازار میں کھانے کی ممانعت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ بازار میں کھانا بے حیائی ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بازار میں کھانا بے حیائی ہے۔

(مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

فائدہ: بازار میں اگر گھر یا دوکان کے اندر کھانا ہو تو یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جوتے کھول کر کھانا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانے کے قریب آئے اور اس کے پیر میں جوتا ہو تو اسے نکال دے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷)

جوتے کھول کر کھانے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کھاؤ تو جوتے کھول دو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کھانا آجائے تو

جوتوں کو نکال دو، یہ تمہارے قدم کے لئے راحت بخش ہے۔ (دارمی، کنز جلد۱۹ صفحہ۱۷۲)

فائدہ: سنت اور حکم شرع یہ ہے کہ جوتے پہنے ہوئے کھانا نہ کھائے بلکہ اسے کھول دے جوتا پہنے ہوئے کھانا خلاف سنت ہے اور پیروں کے لئے بھی تکلیف دہ ہے۔ آج کل عموماً لوگ ہوٹل وغیرہ میں جوتے پہنے کھاتے ہیں، اس قبیح طریقہ سے احتیاط کرنا چاہئے۔

تیز گرم کھانے کی ممانعت

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ مناسب ہو جائے (یعنی کھانے کے لائق ہو جائے)۔

(کنز العمال جلد۱۹ صفحہ۱۸۸)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ گرم کھانے کو پسند نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ اس سے بھاپ نکل جائے۔ یعنی ایسا گرم کھانا جس سے بھاپ نکل رہی ہو۔ (جمع الفوائد، مجمع جلد۵ صفحہ۲۲)

گرم کھانا آگ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک پلیٹ میں تیز گرم کھانا پیش کیا گیا آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا پھر کھینچ لیا اور فرمایا اللہ نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔

(مجمع جلد۵ صفحہ۲۳)

ٹھنڈا کھانا سنت ہے

ایسا تیز گرم کھانا جس سے بھاپ نکل رہی ہو اور ہاتھ اور منہ کے جلنے یا تکلیف کا اندیشہ ہو کھانا ممنوع ہے پھر یہ کہ ایسے کھانے میں لذت بھی نہیں حاصل ہوتی، کیوں کہ منہ جلنے کی وجہ سے انسان جلد نگلنا چاہے گا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھانا ٹھنڈا ہونے دو اس میں برکت زائد ہوتی ہے۔ (کنز العمال جلد۱۹ صفحہ۱۷۰)

گرم کھانے میں برکت نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کھانا ٹھنڈا ہونے دیا کرو، گرم کھانے میں برکت نہیں۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۲۳)

گرم کھانا آجائے تو ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جب (گرم) ثرید لایا جاتا تو اسے ڈھانک رکھنے کا حکم دیتیں، تو اسے ڈھک دیا جاتا، یہاں تک کہ اس کی بھاپ ختم ہو جاتی اور یہ کہتیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ

فرماتے تھے کہ یہ (ٹھنڈا کر کے) کھانا بڑی برکت کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گرم کھانا نہیں کھانا چاہئے، گرم کھانا آجائے تو اسے ٹھنڈا ہونے دینا چاہئے۔ گرم سے مراد وہ گرم ہے جو منہ اور ہاتھ کو تکلیف دے اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے آگ نہیں کھلائی، اس سے تیز گرم کا مفہوم واضح ہے۔ البتہ چائے اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا گرم ہی پینا نافع ہے۔

معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دن گرم کھانا پیش کیا گیا آپ نے تناول فرمایا اور الحمد للہ کہتے ہوئے فرمایا کہ کئی دن ہوگئے پیٹ میں گرم کھانا نہیں گیا۔

(ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۱۷)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ معتدل گرم کھانا ممنوع نہیں، چنانچہ جو کھانے گرم ہیں لذیذ ہوتے ہیں مثلاً پلاؤ، نہاری وغیرہ ان کو معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہ ہوگا۔

کھانا سونگھنے کی ممانعت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کو مت سونگھا کرو کیونکہ درندے سونگھا کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد۱۹ صفحہ ۱۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روٹی مت سونگھو جیسا کہ جانور سونگھا کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد۱۹ صفحہ ۱۸۹)

فائدہ: کھانا سونگھ کر کھانا ممنوع ہے یہ جانور کی عادت ہے، البتہ کھانے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو صورت اور کیفیت سے پہچانا جاسکتا ہے، لیکن پھلوں کی خوشبو کو معلوم کرنا ممنوع نہیں ہے۔

کھانے میں پھونک مارنے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھانے میں پھونک مارتے تھے اور نہ پانی میں اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کھانے پینے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۱)

فائدہ: کھانے یا پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا ممنوع ہے۔ اگر کھانا گرم ہے تو ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ

دیا جائے، پھونک کر ٹھنڈا نہ کیا جائے۔

کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنے کی ممانعت

حضرت سالم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۵۳، ابوداؤد)

فائدہ: منہ کے بل لیٹنا ویسے بھی ممنوع ہے خصوصاً کھانا کھانے کے بعد، کہ اس سے معدہ پر بوجھ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں منہ کے بل لیٹنا تکلیف دہ ہے اور معدہ اور صحت کے لئے مضر ہے، شریعت نے ہر ایسی چیز سے منع فرمایا ہے جو انسان کے لئے صحت اور جسم کے اعتبار سے مضر ہو جیسے کہ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا اور نصف سایہ اور نصف دھوپ میں بیٹھنا یا سڑی چیزوں کا کھانا وغیرہ۔

رات کا کھانا نہ چھوڑا جائے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ترک نہ کرو خواہ ایک مٹھی کھجور ہی سہی، کہ رات کے کھانے کا چھوڑنا بڑھاپا لاتا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۷)

کھانے کی تفتیش اور جائزہ لینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں آپ اس کی تفتیش کرنے لگے (دیکھ کر کیڑا نکالنے لگے)۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۶۷، ابوداؤد)

فائدہ: پرانی کھجور میں کبھی کیڑا پیدا ہو جاتا ہے، آپ ﷺ اسے توڑ کر دیکھنے لگے کہ کیڑا وغیرہ ہو تو نکال دیں، اس سے معلوم ہوا کہ کھانے وغیرہ میں کیڑے وغیرہ کا احتمال ہو جیسے سرکہ، شہد، بعض پھلوں وغیرہ میں۔ تو احتمال کی بنیاد پر اس کی تفتیش کی جاسکتی ہے یہ مشروع ہے، چنانچہ اگر ایک چیونٹی بھی منہ میں چلی گئی تو ایک مردار کا گناہ ملے گا، البتہ جہاں احتمال نہ ہو جیسے نئی کھجور میں تو اس میں ضرورت نہیں ہے۔

کھانے کو برا کہنا ممنوع ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، اگر خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری صفحہ۸۱۴)

فائدہ: یعنی اگر کھانا پسند نہ ہوتا تو اسے برے الفاظ سے یاد نہ کرتے نہ اس کے متعلق کوئی ایسا کلمہ کہتے جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی، مثلاً ایسا کڑوا جیسے ایلوا، ایسا کالا جیسے کوئلہ وغیرہ، چنانچہ گوہ آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا، آپ نے اسے نہیں کھایا مگر برا نہیں کہا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر کھانے میں حرمت کی جہت ہوتی تو آپ اس کی مذمت فرماتے،

اور جو چیز مشروع ہو، حرام نہ ہو اس کی مذمت درست نہیں ہے۔ (فتح الباری جلد۹ صفحہ ۵۴۸)

نہ تو کھانے کی تعریف کی جائے اور نہ اس کی برائی کی جائے

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کھانے کے ذائقہ کی برائی ظاہر کرتے اور نہ اس کی تعریف کرتے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد۷ صفحہ ۲۷۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانا عمدہ معلوم ہو تو اس کی بڑائی اور خوبی و تعریف نہ کرے کہ یہ حرص اور عشق طعام کی علامت ہے۔ اور مذمت نہ کرے کیونکہ جیسا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اور مذمت میں ناقدری اور توہین ہے، ہاں اگر خوبی بطور تذکرہ کے یا داعی کے خلوص کے پیش نظر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ امید ہے کہ ماجور ہوگا۔

کھانا پھینکنے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھایا، صاف کیا اور کھا لیا، اور فرمایا اے عائشہ! اپنے کرم فرما کا اکرام کرو یعنی کھانے کا۔

(ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۴۹)

کھانے کا کریم و کرم فرما ہونا تو ظاہر ہے کہ اگر ایک وقت نہ ملے تو نفس ڈھیلا ہو جاتا ہے، عام طور پر بال بچوں والے گھروں میں کھانے کے ٹکڑوں کی بڑی بے احتیاطی ہوتی ہے، بسا اوقات نالیوں میں پڑے ہوتے ہیں، ادھر ادھر پڑے ہونے کی وجہ سے جوتوں اور پیروں سے روندے جاتے ہیں بڑی گرفت کی بات ہے، اسی کھانے کے لئے تو انسان نہ معلوم کیسی کیسی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھاتا ہے، پھر اس کی ایسی بے قدری، ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کی اہانت اور بے قدری میں نعمت سے محروم کر دیئے جائیں۔ غربت اور تنگدستی کے آنے میں ان امور کو بھی کافی دخل ہے، گھروں میں اس کی تاکید کی جائے کہ اس کی بے قدری نہ ہو، اگر ٹکڑے ناقابل استعمال ہوں تو ان کو ایک کنارے میں محفوظ مقام پر ڈال دیا جائے تاکہ دوسری مخلوق اس سے فائدہ اٹھا سکے، چنانچہ ایک حدیث میں اسی طرح کا مضمون وارد ہوا ہے۔

مسجد میں کھانا کھانا

حضرت عبداللہ بن الحارث زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گوشت روٹی کھاتے تھے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۴۰)

حضرت ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ (شمائل صفحہ ۱۱)

فَائِدَہ: مسجد میں کھانا پینا جائز ہے بشرطیکہ ریزے وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو، ورنہ مکروہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ حالت اعتکاف کا ذکر ہو، کیونکہ حضور اقدس ﷺ کا معمول ہر سال اعتکاف کا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۲۶)

مسجد میں کھانا پینا احترام مسجد کے خلاف ہے۔ ریزے کا گرنا کراہت کا باعث ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام نے مسجد میں کھانا مکروہ قرار دیا ہے، نیز معتکف کو چاہئے کہ حالت اعتکاف میں بھی بلا دستر خوان کے نہ کھائے۔

برتن کے اخیر کا کھانا مرغوب تھا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔
(شمائل، مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۶)

فَائِدَہ: آنحضرت ﷺ کا یہ عمل کمال تواضع کی بناء پر تھا اوپر کا کھانا دوسروں کو پہلے کھلاتے اور باقی اپنے لئے پسند فرماتے۔ اس کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ نیچے کے کھانے میں دہنیت (تیل) کم ہونے کی وجہ سے ہضم میں سہولت ہوتی ہے اس لئے پسند فرماتے تھے۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ کا ایثار تھا کہ اوپر کا اچھا کھانا کھلاتے اور خود گھٹیا تناول فرماتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۲۹)

خادم اور نوکروں کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کسی کا خادم کھانا لائے اگر وہ اسے اپنے کھانے میں شریک نہ کرے تو کم از کم ایک دو لقمے ہی اسے کھلا دے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

فَائِدَہ: یعنی اولاً تو خادم کو اپنے ساتھ کھلائے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے ایک دو لقمے ہی چکھا دے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنے ساتھ بٹھانے اور نہ بٹھانے دونوں کا اختیار ہے مگر اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا افضل ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۸۲)

کھانا کھانے کے بعد سونا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھانے کے ہضم کو آسان کرو ذکر اور نماز سے، اور کھانے کے بعد مت سوؤ کیونکہ اس سے بدن میں قساوت پیدا ہوتی ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۵۶)

فَائِدَہ: کھانے کے بعد فوراً سونا مضر ہے، ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ جو اپنی صحت کی حفاظت چاہتا ہے اسے چاہئے کہ رات کے کھانے کے بعد کم از کم سو (۱۰۰) قدم چہل قدمی کر لے۔ سوئے نہیں کیونکہ یہ نقصان دہ ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۵۶)

کھانے کے بعد نماز پڑھنے سے ہضم میں سہولت ہوتی ہے، بہتر ہے کہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر نماز یا ذکر میں مشغول ہو جائے۔ کہ یہ بھی شکر کا پہلو ہے۔ (ایضا)

خلال کرنا

حضرت عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو یہ دانت اور ڈاڑھ کے لئے مفید ہے۔ (کنز العمال صفحہ ۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے کھانا کھایا اور خلال کیا، تو جو خلال میں نکلے اسے باہر پھینک دے (یعنی کھائے نہیں، جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کوئی حرج نہیں) حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ کھانے کے ریزے جو ڈاڑھوں کے درمیان رہ جاتے ہیں ڈاڑھ کو کمزور کر دیتے ہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۳۳)

کھانے کے بعد خلال کرنا سنت ہے، منہ کی نظافت اور صفائی کا باعث ہے خصوصا ان کھانوں کے بعد جن کے ریزے دانتوں میں رہ جاتے ہیں جیسے گوشت وغیرہ۔ خلال کے لئے نیم کے تنکے بہتر ہیں۔

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ جو ریزے زبان کے ذریعے سے دانتوں سے نکلیں ان کو نگل لیں۔ (اسوہ صفحہ ۱۳)

دستر خوان پر روٹی آجائے تو شروع کردے سالن کا انتظار نہ کرے

بسر بن راسی اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنے دادا کے ساتھ ایک ولیمہ میں گیا اس میں غالب بن قطان بھی تھے دستر خوان بچھا دیا گیا (روٹی ڈال دی گئی) لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو کھانے سے روکے رکھا، غالب بن قطان نے لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے کہ یہ لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ کیا یہ لوگ سالن کے انتظار میں ہیں؟ اس پر غالب بن قطان نے یہ حدیث سنائی کہ مجھ سے کریمہ بنت الطائیہ نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا روٹی کا اکرام کرو، اور روٹی کا اکرام یہ ہے کہ سالن کا انتظار نہ کیا جائے، چنانچہ لوگوں نے کھانا شروع کر دیا، اور ہم نے بھی شروع کر دیا اور کھانے لگے۔

(حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

فَائِدَہ: اگر سالن سے قبل روٹی آجائے تو کھانا شروع کر دے، سالن کا انتظار اکرام روٹی کے خلاف ہے۔

دستر خوان کب اٹھایا جائے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دستر خوان پر سے اٹھنے سے منع فرمایا ہے تاوقتیکہ دستر خوان نہ اٹھا لیا جائے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دستر خوان بچھ جائے تو کوئی نہ اٹھے تاوقتیکہ دستر خوان نہ اٹھالیا جائے۔

فائدہ: نہ اٹھنے کا حکم شرکاء کی رعایت میں ہے، اگر کوئی تاخیر سے کھانے کا عادی ہو یا کوئی دیر سے شریک ہوا ہوتو اس کی بھی رعایت ہو جائے گی، اسے جھجک محسوس نہ ہوگی وہ لحاظ کی وجہ سے بھوکا نہ اٹھے گا، مواہب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دستر خوان پر لوگوں کے ساتھ کھاتے تو سب سے آخر میں اٹھتے۔ (مواہب جلد۴ صفحہ ۳۶۶)

شرکاء دستر خوان کی رعایت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے مجھے اشارہ کیا آؤ! پس میں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، ہم چلے، یہاں تک کہ بعض ازواج مطہرات کے حجرے میں آئے (زینب یا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) آپ داخل ہوئے اور میرے لئے بھی اجازت لی! میں بھی داخل ہوا، اور وہ پردے میں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا جو کی تین روٹیاں ہیں، پس اسے دستر خوان پر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی لی اور اپنے سامنے کر لی، دوسری روٹی لی اسے میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر تیسری روٹی لی اس کے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا اپنے سامنے رکھا اور ایک ٹکڑا میرے سامنے رکھا۔ (مسلم، احمد، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۶)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دستر خوان پر کھانے کی صورت میں شرکاء دستر خوان کی رعایت کرنی چاہئے۔ کہ جس طرح ایک کے سامنے ہو اسی طرح دوسروں کے سامنے بھی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دستر خوان لگا دیا جائے تو چاہئے کہ اپنے قریب سے کھائے، اپنے ساتھی کے قریب سے نہ کھائے اور نہ بیچ برتن سے کھائے، کیونکہ برکت بیچ برتن میں نازل ہوتی ہے، اور کوئی آدمی نہ اٹھے جب تک کہ دستر خوان نہ اٹھ جائے۔ اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے اگرچہ پیٹ بھر جائے، تاوقتیکہ لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ (اس کے اٹھنے سے) ساتھی شرمندہ ہوگا، وہ بھی اپنے ہاتھ کو کھانے سے (لحاظاً) روک لے گا، حالانکہ اسے مزید کھانے کی خواہش ہوگی۔

(ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۳۹)

فائدہ: شرکاء دستر خوان کی رعایت کی بڑی تاکید ہے، خواہ پیٹ بھر جائے بیٹھے رہنے کا حکم ہے، ایسی صورت میں چاہئے کہ آہستہ آہستہ کچھ کھاتا رہے تاکہ اس کی وجہ سے کوئی خواہش مند نہ رہ جائے، لیکن اٹھنے کی ضرورت ہوتو ساتھی سے معذرت کر کے اٹھ جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دستر خوان پر سے آخر میں اٹھتے تھے۔ لیکن اگر دستر خوان کی یہ نوعیت ہو کہ لوگ فارغ ہو کر اٹھتے جاتے ہوں اور نئے لوگ بیٹھتے جاتے ہوں تو

وہاں یہ حکم نہیں ہے۔

دستر خوان صاف کر دیا جائے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ دستر خوان آپ کے سامنے سے اٹھا لیا گیا ہو اور دستر خوان پر کھانے کا ٹکڑا باقی رہ گیا ہو۔ (طبرانی. سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۱۴۸)

فَائِدَہ: دستر خوان اٹھانے سے قبل دستر خوان پر کھانے کے جو ٹکڑے ہوں اسے کھا لیا جائے۔ دستر خوان صاف کرنے اور ان ٹکڑوں کے کھانے کی بڑی فضیلت ہے۔

دستر خوان صاف کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن حرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جو دستر خوان پر گرے ہوئے (ٹکڑوں) کو تلاش کر کے کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ جو دستر خوان کے ٹکڑوں یا گرے ہوئے کو کھائے گا وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا، اسی طرح دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کو کھانے والا خطرناک مرض برص، جذام سے محفوظ رہے گا، اور اس کی اولاد چالاک ہوگی، اسی طرح دیلمی فردوس میں ہے کہ جو دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کو کھائے گا اس کی اولاد خوبصورت ہوگی اور غربت سے محفوظ رہے گا۔

احیاء العلوم میں امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ وسعت رزق سے نوازا جائے گا، اس کی اولاد میں عافیت رہے گی۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۰)

دستر خوان پر کھانے کی ابتدا کس سے ہو؟

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ کھاتے تو ہم لوگ شروع نہ کرتے جب تک کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شروع نہ فرماتے۔ (حاکم جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب پلاتے (کھلاتے) تو فرماتے بڑوں سے شروع کرو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۸۴)

ابوادریس خولانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے مرسلاً روایت ہے کہ جب کھانا چن دیا جائے تو کھانے کی ابتدا قوم کے بڑے سے ہو، یا صاحب طعام سے ہو یا جوان میں صالح ہو اس سے ہو۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۵)

دستر خوان پر چند اشخاص ہوں تو خود ہی شروع نہ کر بیٹھے بلکہ کسی بڑے کے انتظار میں رہے، ان کے شروع کرنے کے بعد شروع کرے، یہ سنت ہے کہ ابتدا کسی بڑے سے ہو، خواہ وہ بڑا تقویٰ وعبادت میں ہو یا عمر میں یا جاہ ومنصب میں ہو، چنانچہ اسی کھانے کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو عبیدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فرمایا، برکت

بڑوں کے ساتھ ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۸۴)

دستر خوان پر مرغوب شے پیش کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا، شوربا لایا گیا جس میں لوکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رغبت سے کھانے لگے جب میں نے یہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (دوسری طرف سے) لوکی پیش کرنے لگا، پھر میں نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔

(آداب بیہقی صفحہ ۳۰۶)

جھوٹا کھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی یا ہڈی چوستی پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام سے پانی نوش فرماتے اور ہڈی سے گوشت نکال کر کھاتے جس مقام سے میں پیتی یا کھاتی۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، نسائی)

تبرکاً جھوٹا کھانا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رات کا کھانا بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا آتا تو اسی مقام سے میں اور میری بیوی کھاتے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پڑا ہوتا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ تواضع میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کا جھوٹا کھائے اور پئے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۳۹۴)

ساتھ کھانے کی فضیلت اور برکت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مل کر کھایا کرو، الگ الگ مت کھاؤ، کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، آپ نے فرمایا شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو، انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا مل کر کھاؤ، اللہ کا نام لے کر کھاو! اس میں برکت ہوگی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷، ابوداؤد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین پسندیدہ وہ کھانا ہے جس پر بہت سے لوگوں کے ہاتھ پڑے ہوں۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

فائدہ: ساتھ کھانے میں بڑی برکت ہوتی ہے کھانے کی کمی کا اثر نہیں ہوتا، جماعت پر اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہوتی ہے۔ کم کھانا بھی کافی ہو جاتا ہے۔ کسی مقام پر لوگ ہوں اور کھانے کا وقت ہو تو اکٹھے ہو کر کھانا برکت کا

باعث ہے۔اپنے گھر میں بھی ماں، بہن، بیوی بچے سب کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر کھانا چاہئے، اس سے کھانے میں برکت بھی ہوتی ہے اور آپس میں محبت بھی ہوتی ہے، الگ الگ کھانا، ایک پلیٹ لئے ادھر کوئی کھا رہا ہے، دوسری پلیٹ لئے دوسری طرف کھا رہا ہے، یہ غیروں کی بری عادت ہے، اسے ترک کر کے ساتھ کھانے کا مسنون اور بابرکت طریقہ اختیار کرنا چاہئے، اپنے گھر میں بھی اس طریقہ کو جاری کرنا چاہئے جو باہمی الفت و محبت وانسیت کا سبب ہے۔ شرعاً یہ محمود ومطلوب ہے۔ اس کی برکت سے گھریلو معمولی اختلاف موثر نہ ہوں گے۔

تنہا کھانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا کبھی نہیں کھاتے تھے۔

(کیمیائے سعادت، اتحاف صفحہ ۲۱۷)

فائدہ: ساتھ کھانے کی نوبت آسکے تو تنہا نہ کھائے۔ تاکہ کھانے کے برکات سے وہ نوازا جاسکے، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جماعت کے ساتھ کھانا مستحب ہے۔ تنہا کھانے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ تنہا آدمی بسا اوقات حرص کی وجہ سے کھاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرا میرا کھالے، ہمیں کم ہو جائے، اسی کی اصلاح کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ کھانے کا حکم دیا ہے۔

تنہا نہ کھانے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مل کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ۔

(طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مل کر کھایا کرو، الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ جماعت کے ساتھ کھانے میں برکت ہے۔ (ابن ماجہ، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مل کر کھانا مستحب ہے، لہٰذا تنہا نہ کھائے جس قدر لوگ ہوں گے برکت زائد ہوگی۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۴۰)

جماعت کے وقت اگر کھانا آجائے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور کھانا آجائے تو کھانا کھالو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شام کا کھانا آجائے اور جماعت

کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ (بخاری صفحہ۸۱۲)

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے نافع رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کی قرات سن رہے تھے، یعنی قرات سن کر کھانا نہیں چھوڑا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۲)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ کھانے کو جماعت پر مقدم کرنے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ قلب فارغ ہو جائے، دھیان نہ لگا رہے۔ (عمدہ جلد۲۱ صفحہ۸۰)

جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے

حضرت سہل ابن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۲، ترمذی جلد۲ صفحہ۶۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے، چونکہ بنسبت اور دنوں کے نماز بھی جلدی ہو جاتی ہے، اور نماز سے قبل جمعہ کی تیاری ہوتی ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ سنت ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دن کو سو کر رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ (شعب الایمان جلد۵ صفحہ۱۸۲)

حضرت سائب بن یزید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب دوپہر کو ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے جاؤ قیلولہ کرو۔ (شعب الایمان صفحہ۱۸۲)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیلولہ کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

(طبرانی، ابونعیم، دیلمی، اتحاف جلد۲ صفحہ۱۴۳)

واپسی سفر پر کھانے کا اہتمام

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (کسی اہم سفر کی) واپسی پر مدینہ تشریف لائے، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اونٹ یا گائے ذبح کیا۔ (آداب بیہقی صفحہ۴۳۸)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ واپسی حج یا کسی اہم سفر سے واپسی پر کھانے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، مگر خیال رہے کہ مقصد ریا، فخر، یا عار سے بچنا نہ ہو، کیونکہ ایسی دعوت ممنوع ہے۔

مشتبہ یا اجنبی آدمی کے کھانے سے احتیاط

حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کسی کا ہدیہ تناول نہیں فرماتے تھے جب تک کہ اس کے دینے والے پر اطمینان نہ ہو جائے، یا وہ خود اس میں سے کھا نہ لے۔ (یہ احتیاط اس وقت سے

ہوئی جب سے کہ خیبر میں بکری کا واقعہ (زہر دینے کا) پیش آیا تھا)۔ (بزار جلد۳ صفحہ ۳۲۹)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام القاحۃ میں تھے کہ ایک دیہاتی خرگوش لایا، جو بھنا اور عمدہ پکایا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اس سے کہا اس سے کھاؤ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہوگئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا ہدیہ کھاتے نہیں تھے بکری کے اس واقعہ کے بعد جو خیبر میں پیش آیا تھا۔ تاوقتیکہ لانے والا اس سے کھا نہ لے۔ (سیرۃ صفحہ ۲۵۹)

کھانے کے متعلق یہ معلوم ہوجائے کہ کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی خالہ میمونہ کے یہاں آئے ان کے ہاں بھنا گوہ پایا، جسے اس کی بہن حفیدہ نے بھیجا تھا اس نے گوہ آپ کی خدمت میں (کھانے میں) پیش کردیا اور کم ہی ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت میں کوئی کھانا پیش کیا مگر یہ کہ اس کا نام ذکر کردیا جاتا (کہ یہ فلاں کھانا ہے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی جانب ہاتھ بڑھایا، حاضرین میں سے کسی عورت نے کہا کہ بتادو نا کہ جو پیش کیا گیا ہے وہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کھینچ لیا۔ (اور تناول نہیں فرمایا)۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۲)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ دسترخوان پر کوئی کھانا ہو جس کے بارے میں نہیں معلوم وہ کیا ہے؟ تو بتا دینا چاہئے کہ یہ فلاں کھانا ہے، ہوسکتا ہے کہ کھانے والے کو وہ مرغوب نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ کیا ہے، اور معلوم ہونا سنت ہے۔

گوہ: احناف کے یہاں کھانا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ (عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ ۳۹)

گوہ ایک جانور ہے جس کی پھونک بڑی تیز ہوتی ہے۔

کم کھانا ایمان کی شان ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر مہمان ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کے دوہنے کا حکم دیا اسے دوہا گیا اور اس کا دودھ اسے پلا دیا گیا پھر دوسرا دوہا گیا اور پلایا گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، پھر وہ شخص صبح کو اسلام لے آیا، (صبح کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بکری کو دوہا جائے، چنانچہ اس کا دودھ دوہا گیا اور پلایا گیا پھر دوسری بکری کو دوہا گیا مگر اس کا دودھ نہ پی سکا

(پیٹ بھر گیا) آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنت سے۔

(ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۳۶، ترمذی جلد۲ صفحہ ۴۵)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ حدیث ترغیباً ہے کہ مؤمن کثرت اکل سے پرہیز کرتا ہے، جو قساوت قلب کا باعث ہے اور کافر کی صفت ہے۔ (عمدہ جلد۲۱، صفحہ ۴۱)

مؤمن کم کھاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کا کھانا تین کو، اور تین کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۲)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک (مؤمن) کا کھانا دو کو اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۳۱، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ساتھ کھاؤ، الگ لگ مت کھاؤ، کہ ایک کا کھانا تین کو، تین کا چار کو کو کافی ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۲)

ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ساتھ کھاؤ، الگ الگ مت کھاؤ، کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے۔ (عینی جلد۲۱ صفحہ ۴۰)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ مؤمن چونکہ کھانے کا حریص نہیں ہوتا، اگر کبھی ایک کے کھانے میں دوسرا شریک ہو جاتا ہے تو اسے گرانی یا کمی کا احساس ہو کر پریشانی کا باعث نہیں ہوتا، بلکہ وہ بوقت ضرورت کم پر گزارا کر لیتا ہے، یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ مؤمن کے اخلاص کی وجہ سے کھانے میں برکت ہوتی ہے کہ اگر دوسرا شریک ہو جائے تو بھی پورا ہو جاتا ہے، علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ حدیث پاک میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن برتاؤ کی تاکید ہے کہ دو آدمی تیسرے آدمی کو شامل کر لیں۔ (عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ ۴۰)

محدث جریر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس حدیث کا مفہوم یہ لیا ہے کہ ایک آدمی کا پیٹ بھر کھانا دو کو کام دے سکتا ہے، حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی لکھا ہے کہ مقصد ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم ہے، اور کھانے میں شرکت کی ترغیب ہے۔ مگر خیال رہے کہ ساتھ کھانے میں ہر ایک دوسرے کی رعایت کرے۔ حریص دیوث کی طرح صرف اپنی ہی فکر نہ کرے کہ رفقاء کی حق تلفی اور بے برکتی کا باعث ہے۔

آخر میں میٹھا کھانا

حضرت عکراش بن ذویب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثرید کھایا جس میں چربی کی بڑی چکناہٹ تھی پھر اس کے بعد کھجور نوش فرمایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۳۵)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے آخر میں میٹھا کھانا مسنون ہے، بعض روایتوں میں نمک پر ختم کرنا منقول ہے، ممکن ہے کہ الگ الگ دو وقتوں کے اعتبار سے یہ حکم ہو۔

کھانے یا پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تمہارے پینے (کھانے) میں گر جائے تو اسے ڈبو دو، اس کے ایک بازو میں بیماری ہے، دوسرے میں شفا ہے۔

(بخاری، ابوداؤد، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مکھی تمہارے برتن میں گر جائے تو اسے ڈبو دو، اس کے ایک بازو میں زہر ہے اور ایک بازو میں شفاء ہے۔ وہ زہر والے بازو کو آگے بڑھاتی ہے اور شفاء والے کو پیچھے رکھتی ہے۔ (نسائی، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب مکھی برتن میں گر جائے تو اسے غوطہ دے دو، اس کے ایک بازو میں مرض دوسرے میں شفاء ہے، وہ اسی بازو کو ڈالتی ہے جس میں مرض ہوتا ہے، تو تم پورے کو غوطہ دے دو پھر نکال دو۔ (ابوداؤد)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں اگر مکھی گر جائے تو پورا کھانا ضائع نہ کرے، بلکہ یہ طریقہ مسنون اختیار کرے، اس سے ضرر و نقصان کا اندیشہ جاتا رہتا ہے۔

کھانے کی ابتدا و انتہا نمک سے ہو

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھاؤ تو نمک سے شروع کرو، یعنی اختتام بھی نمک سے کرو، نمک میں ستر (۷۰) بیماریوں سے شفاء ہے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ نمکین کھانے سے ابتداء ہو، طبًا معدہ اور صحت کے لئے نمک مفید ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمک تمہارے سالن کا سردار ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

فَائِدَہ: نمک خدائے پاک کی بڑی نعمت ہے، یہ ہضم معدہ اور افعال معدہ کے لئے انتہائی ضروری ہے، نمکین کھانا سریع الہضم ہوتا ہے بخلاف میٹھے کھانے کے۔

اہل خانہ جو پیش کریں اس کی تحقیر نہ کی جائے

حضرت عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت آئی، انہوں نے ان کے سامنے روٹی اور سرکہ (جو معمولی سمجھا جاتا تھا) پیش

کیا اور کہا کھاؤ، میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے سرکہ بہترین سالن ہے، آدمی کی ہلاکت ہے اس میں سے کہ اس کے بھائیوں کی جماعت آئے اور وہ جو گھر میں موجود ہو اسے پیش کرے تو وہ (اس ماحضر معمولی کھانے کی) تحقیر کرے، آدمی کی ہلاکت اس میں ہے کہ جو ماحضر پیش کیا جائے، اس کو کمتر سمجھے، (یعنی اہتمام سے یا اچھا عمدہ کھانا نہ پیش کیا جس کو وہ اپنی شان کے مناسب سمجھتا تھا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۰۸)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ جو کھانا بھی اہل خانہ پیش کریں اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھے، اسے اپنی شان کے خلاف سمجھ کر تحقیر نہ کرے اور نہ تنفر کرے۔

غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی چیزیں

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پنیر لایا گیا اور کہہ دیا گیا کہ یہ مجوسی کا بنایا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔ (مطالب عالیہ جلد۲ صفحہ ۲۲۱)

فَائِدَۃ: غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیزیں کھا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں، تاوقتیکہ ناپاکی بے احتیاطی اور خلاف شرع کا علم یا مشاہدہ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ کھانوں کا بیان

گوشت سالنوں کا سردار ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سالن گوشت ہے جو سالنوں کا سردار ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۴)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۸)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور جنت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے، پھر چاول ہے، اور دنیا اور آخرت میں مشروبات کا سردار پانی ہے۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

چاول

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر چاول۔ (ابونعیم، شرح مناوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

دنیا اور آخرت کا افضل ترین کھانا

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا اور آخرت کے کھانوں میں افضل ترین گوشت ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۷)

گوشت غذاؤں کا سردار ہے، صحت جسمانی کے لئے نہایت مفید ہے اور کھانے میں لذیذ ہے جامع فوائد کا حامل ہے، جنت میں بھی خدائے پاک نے جنتیوں کے لئے گوشت کا انتظام کیا ہے قرآن پاک میں ہے "وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ" مرغوب و پسندیدہ پرندوں کا گوشت (ان کا) کھانا ہوگا۔

گوشت کے چند فوائد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ گوشت رنگ کو صاف کرتا ہے، عمدہ اخلاق پیدا کرتا ہے۔

حضرت امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فرمایا گوشت عقل کو زیادہ کرتا ہے۔ ابن شہاب زہری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول ہے گوشت ستر (۷۰) قوتوں کا باعث ہے۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا جو اسے چالیس یوم چھوڑ دے، نہ کھائے اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں، گوشت قوت سمع کا باعث ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۴۲۷)

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اگر میں خواہش کرتا کہ ہر دن گوشت ملے تو نوازا جاتا، مگر میں نے نہیں چاہا، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ گوشت کھانا گوشت کو بڑھاتا ہے، مگر خیال رہے کہ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کی کثرت سے نقصانات بھی ہیں۔

گوشت کی کثرت مضر ہے

ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ ہمیشہ یومیہ اس کا استعمال نہ کرے، اس سے خون کے امراض پیدا ہوتے ہیں جو چالیس (۴۰) دن تک گوشت ہی گوشت کھائے تو قساوت قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے ناغہ کر کے کھاتے تھے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۴۲۷)

گوشت کی دعوت یا ہدیہ رد نہ کرے

حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گوشت کی دعوت یا گوشت کے ہدیہ کو رد نہ فرماتے بلکہ قبول فرما لیتے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

مرغوب گوشت کا بیان

دست

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (شمائل ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں گوشت لایا گیا، دست آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے کیا گیا، آپ کو یہ بہت پسند تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے دانت سے نوچ کر کھانے لگے۔
(بخاری صفحہ ۸۱۴، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ہڈی دار گوشت میں دست کا گوشت بہت مرغوب تھا، یعنی بکری کا دست۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۳۰)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دست بہت مرغوب تھا آپ کے یہاں گوشت روزانہ نہیں ہوتا تھا، آپ دست کو پسند فرماتے تھے چونکہ یہ جلدی پک جاتا ہے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۲)

حضرت ابوعبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی میں گوشت پکایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا اس لئے میں نے ایک دست پیش کیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا طلب کیا، میں نے دوسرا بھی پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر طلب کیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول بکری کے دو ہی تو دست ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر تم چپ رہتے (انکار نہ کرتے) تو میں طلب کرتا رہتا، ہانڈی سے دست نکلتے رہتے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۲)

فائدہ: اگر یہ صحابی آپ کے کہنے پر ہانڈی میں دست دیکھتے تو پاتے رہتے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوتا، مگر انہوں نے انکار کر دیا جس سے یہ معجزہ ظاہر نہ ہو سکا، اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کی بات پر قیاس سے کام نہ لے، محض تعمیل میں بلا چوں چرا لگا رہے، ان کے احوال و کیفیات عجیب ہوتے ہیں، اس نوع کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا ہے جو تاریخ حدیث میں مذکور ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک تھیلے میں چند کھجوریں دس دانوں سے زیادہ تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سے نکالیں اور ان کو پھیلا دیا اور دعاء پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو، اس طرح پورے لشکر کو کافی ہوگئیں، اور جو بچیں وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس کر دی گئیں، اور ارشاد فرمایا اس تھیلی میں سے نکال کر کھاتے رہنا، اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا، چنانچہ اس میں سے نکال نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں نکال کر کھائی، اور متفرق اوقات میں اس میں سے نکال کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کئی من ہوگئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی، اور مجھ سے جاتی رہی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ نے فرمایا اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا، میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پر ہوگئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور کھاتے رہیں، جب شکم سیر ہو گئے تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدا میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا، اس وقت زیادہ پر تھا۔ غرض اس قسم کے بہت سے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ (خصائل صفحہ ۸۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں دست اور شانہ کا گوشت مرغوب تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت مرغوب تھا، اور اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا تھا۔ (شمائل صفحہ ۱۲)

فائدہ: فتح خیبر میں ایک یہودی عورت کو جب معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت مرغوب ہے تو ایک بکری کا گوشت بھونا، اور اس میں بہت زیادہ زہر ملا دیا اور دست میں خصوصیت سے بہت زیادہ زہر بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، اور سامنے پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ منہ میں رکھا، لیکن نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی یا کچھ نگل بھی لیا تھا، اس کو تھوک دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے، لیکن کچھ نہ کچھ اثر پہنچ گیا تھا، چنانچہ اسی کا سمی (زہریلا) اثر کبھی زور کرتا تھا، آخر میں یہ سمی (زہریلا) اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت عود کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا سبب بنا۔ اس حدیث میں گوشت کی اطلاع دینے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اطلاع دینے کا ذکر ہے اس اطلاع کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ترک فرما دیا اور ساتھیوں کو بھی کھانے سے منع فرما دیا اس کے بعد اس عورت کو بلایا گیا، اور اس سے پوچھا گیا کہ اس میں زہر ملایا ہے، اس نے اقرار کیا واقعی میں نے زہر ملایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا، اور اس عورت کو اس وقت معاف فرما دیا۔ (خصائل نبوی ۱۳۰)

پیٹھ کا گوشت

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔

حضرت ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیٹھ کا گوشت تم پر لازم ہے کہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۳۹)

شانے کا گوشت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کا پسندیدہ گوشت شانہ کا گوشت تھا۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۰)

حضرت عمر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شانہ کا گوشت ہے اور اسے کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پھوپھی سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ملاقات کو

تشریف لائے، اور ہمارے پاس شانہ کا گوشت نوش فرمایا، پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے، اور وضو نہیں فرمایا۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۳۹)

گردن کا گوشت

ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں بکری ذبح کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ اپنی بکری سے ہمیں بھی کھلاؤ، انہوں نے کہلا بھیجا کہ سوائے گردن کے کچھ باقی نہیں، مجھے لحاظ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میں آپ کے پاس بھیجوں، قاصد نے جب یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور کہو کہ بھیج دے یہ جانور کا اگلا حصہ ہے، ہر اچھائی سے قریب اور گندگی سے دور ہے۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

فائدہ: شرح مواہب میں ہے کہ بعضوں نے گردن کے گوشت کو افضل کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ دست کا گوشت افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گردن، دست، شانہ اور پیٹھ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا۔

(شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا گوشت محبوب تھا، بیشتر آپ نے بکری اور اونٹ کے گوشت کو استعمال فرمایا، بکری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست، پیٹھ شانہ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا، مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گردن کا گوشت بھی پسند تھا، چنانچہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ان کے یہاں بکری ذبح ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ اپنی بکری کا گوشت ہمیں بھی کھلاؤ خبر آئی کہ سوائے گردن کے کچھ بھی باقی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لانے کا حکم دیا، چنانچہ لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خیر کے زیادہ قریب ہے اور گندگی کے مقام (پیشاب و پاخانہ) سے زیادہ دور ہے، چنانچہ بکری کے گوشت میں ہلکا گوشت گردن کا اور دست، بازو کا ہے اور یہ معدہ کے لئے آسان اور سریع ہضم ہے۔

بھنا ہوا گوشت

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہمان ہوا، کھانے میں ایک طرف بھنا ہوا گوشت لایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاقو سے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرمانے لگے۔

(شمائل ترمذی صفحہ ۱۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد نے مجھے حریرہ بنانے کا حکم دیا میں نے بنایا، پھر کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ، چنانچہ میں اسے لے کر آیا تو آپ مسجد میں تھے، آپ

ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے جابر کیا ہے؟ یہ گوشت ہے کیا؟ میں نے کہا نہیں! میں والد کے پاس آیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا حضور ﷺ نے دیکھا تھا، میں نے کہا ہاں! اور مجھ سے پوچھا اے جابر یہ گوشت ہے کیا؟ تو والد نے کہا، شاید آپ ﷺ کو گوشت کی خواہش ہے، تو والد نے ایک پالی ہوئی بکری کے متعلق ذبح کا حکم دیا، پھر اسے بھنا گیا، پھر حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، میں لے کر حاضر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا اے جابر کیا ہے؟ میں نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری طرف سے قبیلہ انصار کو جزاء دے، خاص کر عبداللہ بن عمر بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۲)

فَائِدَۃ: صحابہ کو نبی کریم ﷺ سے کس درجہ محبت تھی کہ آپ ﷺ کی خواہش کو بھانپ لیا، کہ آپ ﷺ کو گوشت کی رغبت ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے صرف پوچھا گوشت لائے ہو کیا؟ اس میں خواہش کا کوئی اظہار نہ تھا، مگر غایت درجہ محبت و عشق کی وجہ سے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد نے گھر کی پالی ہوئی ایک بکری ذبح کر ڈالی، اور آپ ﷺ کی خدمت میں بھون کر پیش کیا۔

تنہا گوشت بلا روٹی کے کھانا

حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر بلا وضو کے نماز پڑھی۔ (شمائل، طحاوی جلد ا صفحہ ۳۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شانہ کا گوشت کھایا، اور بلا وضو کے نماز پڑھی۔ (طحاوی جلد ا صفحہ ۳۹)

آپ ﷺ نے بیشتر موقعوں پر تنہا گوشت بلا روٹی تناول فرمایا، اہل عرب کی عادت تھی کہ بلا روٹی اور چاول کے صرف گوشت ہی پر اکتفا کرتے، اور روٹی کے ساتھ کم نوبت آتی تھی۔

نمک لگا، خشک گوشت

ایک صحابی ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے بکری ذبح کی، اور ہم لوگ سفر کی حالت میں تھے تو آپ ﷺ نے اسے ٹھیک کرنے کا حکم دیا (یعنی نمک وغیرہ لگا کر سوکھا کر رکھنے کا حکم دیا) چنانچہ ہم لوگ اس خشک کردہ گوشت کو مدینہ منورہ پہنچنے تک کھاتے رہے۔ (سنن اربعہ، مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۱)

گوشت کے لمبے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور ان میں نمک و مصالحہ وغیرہ لگا کر خشک کر دیا جائے، ایسا سوکھا گوشت ہفتوں کھایا جا سکتا ہے، گوشت کو اس طریقہ سے رکھنا اور ایسا گوشت کھانا سنت ہے، توکل اور زہد کے منافی نہیں، قربانی کے گوشت کو بھی اسی طرح آپ نے کئی کئی دن تک استعمال کیا ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ قدید خشک نمک لگا کر گوشت طعام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور طعام اسلاف ہے۔ (عینی جلد ۲۱ صفحہ ۶۵)

اسی وجہ سے امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے "باب القدید" قائم کر کے اس کی سنیت اور مشروعیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اس نے گفتگو کی، (مارے خوف کے) اس کی رگ پھڑک رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اطمینان رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۲)

شوربادار گوشت

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کی کھانے کی دعوت کی جو اس نے بنایا تھا، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، انہوں نے جو کی روٹی اور گوشت کا شوربا پیش کیا، جس میں لوکی پڑی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ برتن کے چاروں طرف سے لوکی تلاش کر رہے تھے، اس دن سے میں بھی لوکی سے محبت کرنے لگا (یعنی لوکی رغبت سے کھانے لگا)۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے شوربادار گوشت بھی تناول فرمایا ہے چنانچہ قربانی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ نے شوربادار گوشت تناول فرمایا، اور یہ بھنے ہوئے گوشت سے بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے شوربا پڑوسی کو دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ (عینی جلد۲۱ صفحہ۶۴)

گوشت میں شوربا زیادہ رکھنے کی تاکید

حضرت عبداللہ قرنی رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے گوشت خریدے، اسے چاہئے کہ شوربا زیادہ رکھے، پس اگر کوئی بوٹی نہ پائے گا تو شوربا تو پالے گا، یہ بھی گوشت ہے۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ۵)

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھو (گویا) اگر نیکی نہ کر سکو تو اپنے بھائی سے مسرت کے ساتھ ملو، جب گوشت خریدو تو شوربا زائد رکھو اور اپنے پڑوسی کو اس میں سے دو۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر دو۔ یا پانی ذرا زائد ڈالو، پڑوسی کے لئے زیادہ مفید ہے۔ (شوربا دینے کا موقعہ ملے گا)۔

(مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ۲۲)

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے فرمایا کہ مجھے میرے دوست نے تین باتوں کی وصیت کی، اس میں دوسری بات یہ ہے کہ شوربا بناؤں۔ (گوشت پکاؤں) تو پانی زیادہ رکھوں، پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر کو دیکھوں

اور ان کو شوربا پہنچاؤں۔ (ادب المفرد صفحہ ۷۸)

فَائِدَہ: علامہ عینی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ شوربا دار گوشت افضل ہے خشک گوشت سے، آپ ﷺ نے پڑوسی کی رعایت کی کہ اس کا بھی فائدہ ہو جائے شوربا زیادہ رکھنے کا حکم دیا، اس طرح گھر والے بھی آسودہ ہو جائیں گے، شوربا رکھنا مندوب ہے، اسی وجہ سے اسلاف شوربا دار کھاتے تھے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۶۴)

گوشت میں کدو ڈالنے کا حکم

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوکی کھاؤ، اگر اس سے کوئی نافع درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلام پر اسی کو اگاتے، اگر تم میں سے کوئی شوربا بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کر دے، وہ عقل و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲)

ہڈی دار گوشت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ شانہ کی ہڈی کا گوشت منہ سے کھینچ رہے تھے پھر تشریف لے گئے اور بلا وضو نماز پڑھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے بیان کیا کہ میں نے (نیل گائے کی) بازو کی ہڈی رکھی تھی، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ نے قبول فرمایا اور ہڈی سے گوشت نوچ کر تناول فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴ مختصراً)

فَائِدَہ: آپ ﷺ کو وہ ہڈی جس پر لگا گوشت ہو بہت مرغوب تھا، نہایت رغبت سے ہڈی پر سے گوشت کو دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے، اکثر تو دانت سے نوچ کر کھاتے، لیکن کبھی چاقو سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا کی ایک حدیث بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہانڈی سے گوشت دار ہڈی نکالی اور اسے تناول فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے شانہ کی گوشت دار ہڈی کو تناول فرمایا اور بلا وضو نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

عامر بن یزید رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں مسجد بنی عبدالاشہل میں گوشت دار ہڈی پیش کی، آپ ﷺ اس سے گوشت نوچ کر تناول فرمانے لگے، پھر بلا وضو کئے نماز کو تشریف لے گئے۔
(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۴۰)

فَائِدَہ: ہڈی دار گوشت کھانے میں بھی لذیذ اور نفع بخش ہوتا ہے۔

بھنی ہوئی کلیجی اور گوشت

حضرت ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے کلیجی بھونی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (کھا کر) نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری، مسلم صفحہ۱۵۷، نسائی)

محمد بن منکدر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بیان کرتے ہیں کہ میں بعض ازواج مطہرات (ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے پاس حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور ہمارے یہاں کلیجی اور دل وغیرہ لٹکے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اگر یہ کلیجی ہمارے لئے پکا دو تو کتنا اچھا ہو (ہم کھالیں)۔ ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا چنانچہ ہم نے اسے پکا دیا آپ نے اسے کھایا۔ (طحاوی جلد۱ صفحہ۳۹)

روایت میں ''بطن شاۃ'' کے بھوننے کا ذکر ہے، بطن شاۃ سے مراد محدثین کے یہاں جگر اور پیٹ کی چیزیں دل وغیرہ ہیں، چنانچہ طاہر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی صاحب مجمع البحار نے بھی اس سے پیٹ کی چیزیں مراد لی ہیں، اس کا اولین اطلاق جگر کلیجی، دل پر ہوتا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے کلیجی اور دل کا کھانا سنت ہوگا، مواہب لدنیہ میں بھنی کلیجی مراد ہے۔

دار قطنی کی ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کے جانوروں کی اولاً آپ کلیجی ہی کھاتے تھے۔

(مواہب جلد۴ صفحہ۳۳۲)

پائے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے قربانی کے گوشت کے متعلق معلوم کیا گیا (کہ تین دن سے زائد رکھا جا سکتا ہے؟) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا ہم لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے پائے ایک ماہ تک رکھتے تھے جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کھاتے تھے۔ (نسائی جلد۲ صفحہ۲۰۸)

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ہم لوگ پائے اٹھا کر رکھ دیتے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسے پندرہ یوم کے بعد تک کھاتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت ہے کہ ہم لوگ قربانی کا گوشت بقرعید کے پندرہ دن کے بعد تک کھاتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۴۲، بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پائے کھانا سنت ہے، نیز یہ کہ بقرعید کے گوشت کو پندرہ دن یا ایک ماہ تک کھایا جا سکتا ہے، اس کے باقی رکھنے کا اہتمام سنت ہے، گوشت کو کئی دن تک استعمال کے قابل بنا کر رکھنا آپ سے ثابت ہے، حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ و تابعین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے بھی یہ ثابت ہے یہ زہد وتوکل کے خلاف

نہیں۔ (عمدۃ جلد ۲۱ صفحہ ۵۶)

مغز، گودا

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک پیالہ مغز بھرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے ابوثابت (سعد بن عبادہ کی کنیت ہے) یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے چالیس ۴۰ (جانور) ذبح کئے تو خواہش ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر مغز کھلاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا، اور میرے لئے خیر کی دعاء کی۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۹۸)

اونٹ کا گوشت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی شدہ اونٹوں کے گوشت کے متعلق) فرمایا کہ ہر اونٹ سے تھوڑا تھوڑا گوشت لو، چنانچہ اسے لے کر ہانڈی میں ڈال دیا (پکنے کے بعد) سب نے گوشت کھایا، اور شوربا پیا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے ہدی (اونٹ) لے کر تشریف لائے، ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدی لے کر تشریف لائے، یہ سو (۱۰۰) اونٹ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس (۲۳) اونٹ ذبح کئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینتیس (۳۷) اونٹ نحر کئے، ایک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک اونٹ سے تھوڑا تھوڑا لیا، اسے ہانڈی میں پکایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور شوربا پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا گوشت سفر اور حضر میں تناول فرمایا ہے، بڑے اور چھوٹے دونوں قسم کا گوشت کھایا ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۲)

گھوڑے کا گوشت

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں گھوڑا ذبح کیا گیا تو ہم سب گھر والوں نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے بھی کھایا۔ (طبرانی سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۹۴)

فائدہ: خیال رہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا کسی صحیح روایت میں منقول نہیں، البتہ یہ صحیح روایت ہے کہ آپ کے زمانہ میں گھوڑا ذبح کیا گیا اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھایا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱، ابن ماجہ)

جیسا کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ یہ آلہ جہاد ہے، گوشت کھانے کی صورت میں تقلیل آلہ جہاد ہے۔ اس لئے فقہاء کرام نے منع کیا۔

مرغی کا گوشت

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔
(بخاری صفحہ ۸۲۹، مسلم)

مرغی کھانے کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو اسے چند یوم تک باندھے رکھتے، پھر اس کے بعد کھاتے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۲)

زہدم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا ان کے پاس کھانے میں مرغی کا گوشت آیا، مجمع میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا، ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ہٹنے کی وجہ دریافت کی، اس نے عرض کیا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا، اس لئے میں نے مرغی نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آؤ اور بے تکلف کھاؤ، میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھا ہے، اگر ناجائز یا ناپسند ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تناول فرماتے؟ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۹، شمائل صفحہ ۱۱)

فائدہ: مرغی کھانا سنت سے ثابت ہے۔ اس کے خلاف قسم کھانا مناسب نہ تھا اس لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے توڑنے کا حکم دیا، اسی طرح جس چیز کو اللہ رب العزت نے حلال کیا ہو اس کے نہ کھانے کی قسم درست نہیں، اگر کسی وجہ سے کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو کھا لے اور قسم توڑ دے۔ اگر مرغی آزاد پھرتی ہو، گندگی وغیرہ کھاتی ہو تو سنت یہ ہے کہ تین دن تک اسے باندھ کر رکھے، پھر ذبح کرے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مرغی کے فوائد

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے مرغی کا گوشت معدہ کے لئے ہلکا اور زود ہضم ہے، دماغ میں قوت پیدا کرتا ہے، قوت باہ بڑھاتا ہے، آواز صاف کرتا ہے، رنگ نکھارتا ہے، زیادتی عقل کا باعث ہے، اچھا خون پیدا کرتا ہے البتہ نقرس والے کو مضر ہے، علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے، کھانے والا آنے والے کو بلا سکتا ہے، نہ کھانے کا سبب بھی پوچھا جا سکتا ہے، جنگلی اور پالتو دونوں طرح کی مرغی حلال ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۰۳)

خرگوش کا گوشت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مقام "مرالظہران" میں خرگوش پایا، وہ اسے

حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لے کر آئے، انہوں نے دھار دار پتھر سے اسے ذبح کیا، اور بھونا، اور اس کے ران کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کیا اور تناول فرمایا۔

(بخاری جلد۲ صفحہ۸۳۰، شرح مواہب جلد۴ صفحہ۳۳۲)

ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت کھایا ہے۔

(زاد المعاد جلد۱ صفحہ۵۴)

نیل گائے

حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں مکہ کے کسی راستہ میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اور تمام لوگ احرام کی حالت میں تھے، اور میں محرم نہیں تھا، انہوں نے ایک نیل گائے کو دیکھا، اور میں جوتا گانٹھنے میں لگا ہوا تھا، مجھے موقعہ نہیں لگا، لوگ چاہ رہے تھے کہ کاش میں دیکھ لوں، میں نے نگاہ اوپر کی تو دیکھ لیا، پھر ایک گھوڑے پر سوار ہوا، سوار ہوا تو کوڑا اور نیزہ بھول گیا، میں نے لوگوں سے کہا نیزہ اور کوڑا ہمیں دو، انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم تمہاری کوئی اعانت نہیں کریں گے، مجھے غصہ لگا میں اترا اور اسے لیا اور سوار ہوا میں نے سخت وار کیا اور اس کے پیر کو کاٹ ڈالا، پھر میں اسے لے کر آیا، اس کی جان نکل چکی تھی، سب اسے کھانے لگے، پھر انہیں حالت احرام میں ہونے کی وجہ سے شک ہوا، ہم نے ایک دست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھپا کر رکھ لیا تھا، پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تو اس کے بارے میں پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ارے اس میں سے کچھ باقی ہے؟" ہم نے کہا ہاں! اور دست (جو رکھا تھا) پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا۔ (بخاری، سیرۃ خیر العباد جلد۷ صفحہ۲۹۷)

مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیل گائے کا گوشت کھایا ہے۔ (مواہب جلد۴ صفحہ۳۳۲)

چکور

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بھنا ہوا چکور لایا گیا (ایک پرندہ کا نام ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ اپنی مخلوق میں سے بہتر کو میرے پاس بھیج دیجئے جو میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اسے کھایا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۱۳)

حباری، سرخاب

حضرت سفینہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حباری پرندہ کا گوشت کھایا۔ (شمائل صفحہ۱۱)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھنا

ہوا ایک پرندہ بھیجا اور اس کے ساتھ چار روٹیاں تھیں، میں اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! کسی کو بلاؤ جو میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ یہ پرندہ حباریٰ تھا۔ (داری، سیرۃ خیر العباد صفحہ ۲۹۵، شمائل ترمذی صفحہ ۱۱)

حباریٰ: ایک پرندہ ہے، اس سے کون سا پرندہ مراد ہے، اس میں متعدد اقوال ہیں:

❶ ایک جنگلی پرندہ ہے جس کا رنگ خاکی اور گردن بڑی اور پاؤں لمبے ہوتے ہیں اور چونچ میں تھوڑی سی لمبائی ہوتی ہے، بہت تیز اڑتا ہے، اسے چرز یا جرج کہتے ہیں۔

❷ بعضوں نے بٹیر کہا ہے۔

❸ اور بعضوں نے سرخاب بھی مراد لیا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۲۱)

پرندے کا گوشت آپ ﷺ کو پسند تھا، اس کا گوشت نہایت مقوی، لذیذ اور سہل الہضم ہوتا ہے، خدائے پاک نے اہل جنت کے لئے پرندوں کے گوشت کا ذکر کیا ہے۔ "وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ."

اروی، پہاڑی بکرا

حضرت حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ پہاڑی بکرا شکار کیا، اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا، آپ ﷺ نے قبول کیا، اور اسے تناول فرمایا، اور آپ ﷺ نے مجھے ایک عدنانی عمامہ پہنایا، آپ ﷺ نے فرمایا تم حازم نہیں مطعم ہو، حازم کے معنی تنگی اور مشقت والا، آپ ﷺ نے ہدیہ پیش کرنے کی وجہ سے اسے مطعم (کھلانے والا) کہا۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ ہدیہ پیش کرنے والے کے ساتھ حسن بخشش وعطا کا معاملہ کرنا چاہئے، نیز یہ کہ کسی کا نام معنی کے اعتبار سے بہتر نہ ہو تو اسے بدل دینا چاہئے۔

گائے کا گوشت

حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ کا گائے کو ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا آپ ﷺ کی بیویوں کے پاس آنے کا ذکر ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، آپ ﷺ کا گوشت کھانا صراحۃً کسی روایت میں مذکور نہیں ہے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ بکری کا گوشت کھانا ثابت ہے گائے کا گوشت کھانا معلوم نہ ہو سکا۔ حدیث پاک میں اس کی قربانی کا ذکر ازواج مطہرات کی جانب سے ہے ظاہر ہے کہ کھایا بھی ہوگا، اور صحیح مسلم میں کتاب الزکوۃ کے آخر میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس گائے کا گوشت آیا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کا صدقہ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے صدقہ ہمارے لئے ہدیہ ہے، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے

تناول فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے نہ کھایا ہو، بیوی کو دے دیا ہو۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد۲ صفحہ ۱۱۶)

آپ کے دستر خوان پر گائے کا گوشت آنا ثابت ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ ۳۵۶)

اس سے تناول فرمانا ثابت کیا جا سکتا ہے، البتہ بھینس کا گوشت کھانا یا دستر خوان پر آنا ثابت نہیں، اور نہ عرب میں بھینس کا گوشت رائج تھا، گائے کی قربانی جو ازواج مطہرات کی جانب سے کی اس کے متعلق ابن ماجہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی بیویوں کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا گائے ذبح کی۔

بھینس کی قربانی کے مقابلے میں گائے کی قربانی زیادہ باعث ثواب ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے گائے کی قربانی تو کی ہے مگر بھینس کی نہیں۔

نوٹ: گائے کی قربانی میں مقامی اعتبار سے کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو احتیاط کی صورت اختیار کی جائے۔

مچھلی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں ہم لوگوں نے سریہ خبط کا جہاد کیا، ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ہم لوگ سخت بھوک کی حالت میں ہو گئے تو سمندر نے ایک مچھلی اوپر پھینک دی، جس کا مثل ہم نے نہیں دیکھا تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے، ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں کہا کہ کھاؤ اسے، ہم لوگوں نے اسے کھایا اور اس کی چربی بھی استعمال کی، پندرہ (۱۵) دن تک کھاتے رہے، ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی تو اونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (پیٹھ کی ہڈی اتنی اونچی تھی) اس کی آنکھ کے حلقہ میں پانچ آدمی بیٹھ جاتے تھے، ہم لوگ مدینہ واپس آئے تو نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رزق کے طور پر نکالا تھا، اگر کچھ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ، چنانچہ جو کچھ تھا اسے لایا گیا تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

فائدہ: مچھلی کھانا آپ ﷺ کا صحاح سے ثابت ہے جنت میں مسلمانوں کی پہلی غذا مچھلی ہوگی، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۶۲۵)

جانوروں میں نہ کھانے والی چیزوں کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے ① پتہ ② مثانہ ③ فرج مادہ ④ ذکر ⑤ خصیے ⑥ غدود ⑦ خون۔

یہی روایت طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ بکرے کی سات ۷ چیزوں سے کراہیت محسوس کرتے تھے ① پتہ ② مثانہ ③ فرج مادہ ④ ذکر ⑤ خصیے ⑥ غدود ⑦

خوان۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۳۸)

گردہ ناپسندیدہ

ابن سنی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گردہ کو پیشاب سے تعلق کی وجہ سے ناپسند سمجھتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۳۸)

فائدہ: چونکہ اس کا تعلق مثانہ سے ہے جو پیشاب کا ظرف ہوتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لطافت و نظافت طبع کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے۔ ورنہ تو شرعی اعتبار سے اس کے کھانے میں ممانعت نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر مرغوب کھانوں کا بیان

حلوہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھا اور شہد پسند تھا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۷، ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۴)

فائدہ: بظاہر حلوے سے مراد ہر میٹھی چیز ہے، لیکن بعض لوگوں نے اس سے متعارف حلوہ مراد لیا ہے جو مٹھائی اور گھی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حلوہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا تھا، یہ حلوہ آٹے اور گھی سے بنایا گیا تھا۔
(خصائل صفحہ ۱۲۶)

شیرینی کا ہدیہ واپس نہ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی مٹھائی لے کر آئے تو اسے کھالو واپس نہ کرو، اسی طرح خوشبو پیش کرے تو اسے سونگھ لو۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۴)

ہریسہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمیں ہریسہ کھلایا جس سے رات کی نماز میں پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۴۱)

حضرت ام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہریسہ بناتی تھی، میں دیکھتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند کرتے تھے۔

حضرت مطر وراق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پچھنا لگواتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

لئے ہریسہ بنایا جاتا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۰۲)

حضرت اسعد بن زرارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی کسی رات ہریسہ بنا دیتے، جس رات کو ہریسہ آنے کی امید ہوتی تو پوچھتے کیا اسعد کے یہاں سے کوئی برتن (ہریسہ کا) آیا ہے؟ پس کہا جاتا ہاں! آپ فرماتے لاؤ! پس اس سے ہم جان گئے کہ ہریسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

(سیرۃ العباد جلد ۷ صفحہ ۳۰۲)

فَائِدَہ: ہریسہ عرب کا ایک کھانا ہے جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے، یہ حلیم کے مشابہ ہوتا ہے، لذیذ اور مقوی جسم ہوتا ہے۔

حیس کھجور کا ملیدہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور معلوم کیا کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے کہا ہاں! اور میں نے کھجور کے ملیدہ کا قعب پیش کیا، جسے میں نے رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ (مسند حمیدی، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۰۳)

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میرے والد کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انہوں نے کھانا پیش کیا جو کھجور کا ملیدہ تھا آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (مسلم ترمذی، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۰۳)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے؟ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کھجور کا ملیدہ حیس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا۔ (شمائل صفحہ ۱۳)

فَائِدَہ: حیس عربوں کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرغوب طعام تھا، حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیس بہت پسند تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۰۳)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ یہ کھجور، پنیر، گھی سے بنایا جاتا ہے، کبھی پنیر کے بجائے آٹا وغیرہ ڈال کر بنایا جاتا ہے اور اسے ملا لیا جاتا ہے، ایسے کھانے کو ہمارے یہاں ملیدہ کہا جاتا ہے۔ (فتح، عمدۃ القاری، جلد ۲۱ صفحہ ۵۷)

مَسْئَلَہ: اگر کوئی نفل روزہ کی نیت کر چکا تھا، پھر بعد میں توڑ دیا تو قضاء واجب ہوگی، یہ احناف کا مسلک ہے۔

خزیرہ

حضرت عتبہ بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میری

آنکھ میں تکلیف ہے آنسو گرتے رہتے ہیں، مجھے مسجد میں آنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر مناسب سمجھیں تو آپ ﷺ تشریف لے آئیں میرے گھر کسی جگہ نماز پڑھ دیں، اسی کو میں نماز کی جگہ بنا لوں گا، اور نماز پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے دوسرے روز دن چڑھنے کے بعد آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اجازت چاہی، میں نے اجازت دی، آپ ﷺ بیٹھے بھی نہ تھے کہ آپ نے فرمایا، کہاں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں، میں نے اس جگہ کا جہاں نماز پڑھنا پسند کرتا تھا بتا دیا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی، ہم آپ کے پیچھے ہو گئے، آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، پھر ہم نے خزیرہ بنایا تھا اس کو آپ ﷺ کے کھانے کے لئے روک لیا تھا۔ (بخاری جلد۲صفحہ۸۱۴)

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک سے بہت سے فوائد مستنبط کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

❶ گھر میں کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لینا۔
❷ تبرکاً کسی صالح و نیک آدمی سے نماز پڑھوانا اور اس جگہ سے تبرک حاصل کرنا۔
❸ بڑوں اور بزرگوں کو برکت کے لئے بلانا۔
❹ اور بڑوں کو ایسی بات کا قبول کرنا۔
❺ محلّہ یا گھر میں کوئی نیک و صالح بزرگ آئیں تو دوسروں کا وہاں جانا اور صحبت و برکت حاصل کرنا اور زیارت اور ملاقات کرنا۔
❻ صاحب خانہ کا نیک و صالح کی آمد پر ان سے نماز و امامت کی درخواست کرنا۔
❼ معذور کا گھر میں ہی نماز پڑھنا۔
❽ اہل علم و فضل کو (گھر بلا کر) کھانے سے اکرام کرنا۔ (عمدۃ القاری جلد۴صفحہ۱۷۰)

خبیص، آٹے یا میدے کا حلوہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھی، گیہوں اور شہد کو ملا کر خبیص بنایا اور پیالہ میں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک کھانا ہے اے اللہ کے رسول، جسے عجمی لوگ شہد، گیہوں، اور گھی ملا کر بناتے ہیں جسے خبیص کہتے ہیں آپ ﷺ نے اسے کھایا۔ (مطالب عالیہ جلد۲صفحہ۳۲۴)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور خشک کرنے کی جگہ تشریف لائے تو حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا کہ ایک اونٹنی کو کھینچے لے جا رہے ہیں جس پر میدہ گھی شہد تھا، آپ ﷺ نے ان

سے کہا روکو، چنانچہ روک لیا، آپ ﷺ نے برکت کی دعا دی، پھر ہانڈی منگوائی، آگ پر چڑھا دی گئی، اس میں گھی، شہد، آٹا ڈال دیا گیا، پھر چولہا جلانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ پک گیا، یا پکنے کے قریب تھا، اتار دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھاؤ! پھر آپ ﷺ نے اس سے تناول فرمایا، پھر فرمایا یہ وہ کھانا ہے جسے اہل فارس خبیص کہتے ہیں۔ (طبرانی، حاکم، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۰)

خبیص: آٹے کے میدہ کا حلوہ کہلاتا ہے، کبھی اس میں کھجور بھی ڈالا جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے خبیصہ کھجور کے حلوہ کو کہا جاتا ہے، اس زمانہ میں چینی کا وجود نہیں تھا، اس کی جگہ لوگ عموماً شہد ڈالا کرتے تھے، بجائے شہد کے چینی سے بھی بنایا جائے تو بھی خبیصہ کہلائے گا، یہ بھی حلوہ ہی کی ایک قسم ہے۔

ستو

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے، یہاں تک کہ ہم مقام صہبا میں یا روحہ کے قریب پہنچے، تو آپ ﷺ نے توشہ سفر مانگا، سوائے ستو کے کچھ نہ لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے کھایا، ہم نے بھی آپ ﷺ کے پاس اسے کھایا، پھر آپ ﷺ نے کلی کی، پھر مغرب کی نماز پڑھی، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی، اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

فائدہ: یہ ستو جو کا تھا، جو کا ستو گرم مزاج والوں کے لئے اور گرمی کے ایام میں بہت نفع بخش ہے، ٹھنڈک پیدا کرتا ہے، معدہ کے لئے مفید ہے اور مقوی جسم ہے۔

دشیشہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے ہم نے مٹی کے برتن میں دشیشہ بنایا آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۰۴)

دشیشہ اور جشیشہ ایک کھانے کا نام ہے جو آٹے، گوشت اور کھجور کو ملا کر پکایا جاتا ہے

مصالحہ دار کھانا (سیاہ مرچ اور زیرہ وغیرہ کا استعمال)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے، اور یہ فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور اس کو رغبت سے تناول فرماتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ، سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا پیارے بچو! اب وہ کھانا پسند نہیں آئے گا، وہ تنگی میں پسند ہوتا ہے ان لوگوں نے کہا، نہیں ضرور پسند آئے گا، وہ اٹھیں اور تھوڑا جو کر لے کر ہانڈی میں ڈالا، اور اس پر ذرا سا زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں کچھ زیرہ وغیرہ مصالحہ پیس کر ڈالا، اور پکا کر کہا کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ پسند تھا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۲)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ مصالحہ دار کھانا آپ ﷺ کو مرغوب تھا، اس حدیث کی تشریح میں علامہ مناوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کھانا بسہولت عمدہ اور مزیدار کرنا زہد کے منافی نہیں۔ (شرح مناوی صفحہ ۲۲۲)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ توابل مصالحہ سے مراد وہ ہے جو ہند سے آتے ہیں مثلاً سونٹھ، زیرہ وغیرہ، یعنی ہندوستان میں جو مصالحہ عموماً استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے استعمال کو خلاف سنت اور تکلف طعام نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے کہ حضرت سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے (ان لوگوں کے کہنے پر) جو لیا اور چھانا اور روٹی بنائی، اسے ایک ہانڈی میں ڈال دیا، اس پر زیتون کا تیل ڈالا، اور اس پر سیاہ مرچ چھوڑ دی اور ان کے قریب کیا اور کہا اسے رسول اللہ ﷺ رغبت سے کھاتے تھے۔ (ترمذی، سیرۃ صفحہ ۳۰۸)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ سیاہ مرچ کا استعمال سنت ہے۔ کھانے وغیرہ میں اس کا ڈالنا جامع نفع رکھتا ہے، البتہ لال مرچ کا استعمال نہ آپ کے زمانہ میں تھا نہ اہل عرب اس کو پسند کرتے تھے، ویسے بھی طباً مضر ہے۔

سرکہ

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس گھر میں فاقہ نہیں جس میں سرکہ ہو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶، ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرکہ ہم سے پہلے نبیوں کا سالن رہا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

حضرت ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں، سوائے روٹی کے خشک ٹکڑے اور سرکہ کے، آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ ہمارے سامنے، کوئی گھر فاقہ میں نہیں جس میں سرکہ ہو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶، سیرۃ خیر العباد صفحہ ۳۱۱)

سرکہ روٹی

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بعض ازواج مطہرات کے یہاں داخل ہوئے اولاً آپ ﷺ تشریف لے گئے، پھر میرے لئے اجازت چاہی، اور پردہ کا حکم اس وقت نازل ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! تین روٹیاں لائی گئیں، آپ ﷺ نے ان کو کسی کپڑے پر (دستر خوان پر) رکھا، آپ ﷺ نے ایک روٹی لی، اسے اپنے سامنے رکھا، اور ایک روٹی

لی اور اسے میرے سامنے رکھا، پھر تیسری روٹی لی اور اسے دوٹکڑے کیا، کچھ اپنے سامنے کچھ میرے سامنے رکھا پھر آپ ﷺ نے معلوم کیا کوئی سالن ہے؟ انہوں نے کہا سوائے سرکہ کے اور کچھ نہیں! آپ ﷺ نے سرکہ منگایا اور کھانے لگے، اور فرما رہے تھے سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے، سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا تب سے میں سرکہ سے محبت کرنے لگا۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۱۰)

آداب میں بیہقی نے لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو انہوں نے بھی کہا مجھے سرکہ سے محبت ہوگئی ہے جب سے کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ (صفحہ ۳۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ سالنوں میں سب سے پسندیدہ سالن سرکہ ہے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۱۱)

سرکہ میں خصوصی فوائد بھی بہت ہیں، سمیات کے لئے بہت مفید ہے، بلغم اور صفراء کا قاطع ہے، کھانے کے ہضم میں معین ہے، پیٹ کے کیڑوں کا قاتل ہے، بھوک اچھی لگاتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۹)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس میں برکت کی دعاء فرمائی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۹)

ثرید

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس طرح عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔ (شمائل صفحہ ۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تمام کھانوں میں آپ کو محبوب ترین کھانا ثرید تھا۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۳۰۵)

ثرید میں لوکی کے ٹکڑے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور ثرید پیش کیا جس میں لوکی پڑی تھی۔ آپ ﷺ لوکی لے کر کھا رہے تھے، آپ ﷺ کو لوکی پسند تھی۔

(آداب بیہقی صفحہ ۳۱۱)

ثرید میں برکت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سحری میں برکت ہے، ثرید میں برکت ہے جماعت میں برکت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۱)

ثرید کی تاکید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ثرید بناؤ خواہ پانی سے۔
(مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ۲۲)

ثرید: گوشت کے شوربے میں روٹی کے بھگوئے ہوئے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے، خواہ ٹکڑے کو شوربا میں ڈال کر پکایا جائے یا یوں ہی چھوڑ دیا جائے، ثرید کے ٹکڑے پیٹ کے لئے بہت مفید ہیں کہ بسہولت ہضم ہو جاتے ہیں، اس کا نگلنا بھی آسان ہوتا ہے، جلد تیار ہو جاتا ہے، اور لذیذ و مقوی ہوتا ہے۔

پنیر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو میری خالہ نے گوہ، دودھ اور پنیر کا ہدیہ بھیجا، گوہ آپ ﷺ کے دستر خوان پر رکھ دیا، اگر حرام ہوتا تو نہ رکھا جاتا، آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا اور پنیر کھایا، (اور گوہ نہیں کھایا، آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا)۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا۔ (طحاوی صفحہ ۳۷۰)

غیر مسلموں کے بنے پنیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ تبوک میں عیسائیوں کا بنا ہوا پنیر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ وہ کھانا ہے جسے اہل مجوس بناتے ہیں، آپ ﷺ نے چھری منگوائی بسم اللہ پڑھی اور کھایا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کی بنی مٹھائیاں کھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

دودھ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب دودھ پینے کے لئے لایا جاتا تو آپ ﷺ برکت برکت فرماتے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۴)

فائدہ: دودھ آپ ﷺ کی بہت مرغوب غذا تھی اس لئے آپ ﷺ بہت خوش ہوتے تھے اور برکت برکت فرماتے تھے۔

دودھ میں غذائیت بھی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مشروب ایسا نہیں جو غذا کی بھی کفایت کرے سوائے دودھ کے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۳ مختصراً)

فائدہ: دودھ میں غذائیت ہے اسی وجہ سے بچوں کی نشو و نما خالص دودھ سے ہو جاتی ہے، مریض کے لئے بھی

بہترین غذا ہے، انسان دودھ پی کر مثل غذا کے رہ سکتا ہے، آپ ﷺ نے خالص دودھ بھی نوش فرمایا ہے اور پانی ملا کر بھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر گئے، وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں، آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (مختصراً، خصائل صفحہ ۱۵۵)

بکری کا دودھ باعث برکت ہے

کشف الاستار میں بکری کے دودھ کے باعث برکت ہونے پر باب قائم کیا ہے اور ابن حنفیہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کی مرفوعاً یہ روایت ذکر کی ہے کہ جس گھر میں بکری کا دودھ ہو اس کے لئے دن میں دو برکتیں ہیں۔ (کشف الاستار جلد ۳ صفحہ ۳۳۸)

فَائِدَہ: بکری کا دودھ بہت مفید ہے، خصوصاً بچوں کے لئے اور باعث برکت ہے، اسی وجہ سے بکری کو برکت سے ذکر کیا گیا ہے۔

بکری برکت ہے

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بکری کا گھر میں ہونا برکت ہے، دو بکریاں دو برکت ہیں، تین بکریاں تین برکتیں ہیں۔ (ادب المفرد)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی شخص سے پوچھا کتنی برکت ہے تمہارے گھر میں، یعنی بکری۔ (مطالب عالیہ صفحہ ۳۰۳)

روٹی

حضرت عبداللہ بن ام حرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ ﷺ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا روٹی کا اکرام کرو اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے، پس جو شخص روٹی کا اکرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان کی برکتوں سے نازل کیا ہے، اور اس میں زمین کی برکات رکھ دی ہیں، جو دستر خوان کے گرے ہوئے کو تلاش کرے گا اس کی مغفرت ہوگی۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۷)

فَائِدَہ: روٹی کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ضائع نہ کیا جائے، اس کے ٹکڑوں کو ادھر ادھر نہ پھینکا جائے، دستر خوان پر روٹی آجائے تو سالن کا انتظار نہ کیا جائے۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے منقول ہے کہ تمہارا بہترین کھانا روٹی ہے اور بہترین پھل انگور

ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۷)

جو کی روٹی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(مختصراً شمائل ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی۔

(شمائل صفحہ ۱۰)

فائدہ: یعنی جو کی روٹی اگر کبھی پکتی تھی تو وہ مقدار میں اتنی ہوتی ہی نہیں تھی کہ بچتی اس لئے کہ پیٹ بھرنے کو ہی کافی نہیں ہوتی تھی، اور اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی کثرت اور اہل صفہ تو مستقل طور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، چنانچہ اس نے جو کی روٹی اور لوکی ملے گوشت کا شوربا پیش کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۷، مختصراً)

جو کی روٹی بلا چھنے ہوتی تھی

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جو کی روٹی کو کیسے پکاتے تھے؟ (چونکہ اس میں تنکے وغیرہ زائد ہوتے ہیں) تو سہل نے فرمایا اس کے آٹے میں پھوک مار لیا کرتے تھے، جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے، باقی گوندھ لیتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۵، شمائل صفحہ ۱۰ مختصراً)

حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھلنی نہیں تھی بلکہ اسے پھونک لیتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۳)

حضرت رومانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کی روٹی بلا چھنے آٹے کی کھاتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۸)

فائدہ: نہ اس وقت چھلنی تھی اور نہ اس کا اہتمام تھا، جو کی روٹی بلا چھنے ذرا اچھی نہیں لگتی کہ اس میں تنکے اور بھوسے زائد ہوتے ہیں، بس جو کچھ پھونک مارنے یا پھٹکنے سے اڑ جاتا تھا اس پر اکتفاء کرتے تھے۔ یہ سادہ مزاجی کی بات تھی، ویسے چھان کر پکانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔

خصائل نبوی میں ہے آج کل گیہوں کی روٹی بھی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم بھی ہوتی ہے، بعض علماء نے تو لکھا ہے کہ سب سے پہلی بدعت جو اسلام میں آئی ہے وہ

چھلنیوں کا رواج ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۶)

گیہوں کی روٹی

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہل وعیال کو مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی یہاں تک کہ دنیا سے چل بسے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۹۵۶، مسلم)

فَائِدَة: گیہوں اس زمانہ میں جو سے گراں تھا، یومیہ اس کے پکنے کی نوبت نہیں آتی تھی، عموماً جو کی روٹی پکتی تھی۔

چپاتی

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی چپاتی نہیں کھائی۔

(ترمذی، بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کبھی چپاتی نہیں پکائی گئی۔ (شمائل صفحہ ۱۰)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے وفات پا گئے، مگر چپاتی آپ ﷺ نے نہیں کھائی۔ (شمائل صفحہ ۱۰)

فَائِدَة: چپاتی گو آپ ﷺ نے نہیں کھائی، آپ ﷺ کا کھانا ترک تنعّم کی وجہ سے تھا مگر چپاتی کے کھانے میں کوئی حرمت نہیں ہے، ابن بطال رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کا کھانا جائز ومباح لکھا ہے۔

(عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ ۳۵)

میدے کی روٹی

حضرت سہیل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی سفید میدے کی روٹی بھی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ نے آخر عمر تک میدہ نہیں دیکھا، یعنی میدہ یا اس کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی۔ (شمائل مختصراً صفحہ ۱۰)

پھر سائل نے پوچھا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ (شمائل مختصراً صفحہ ۱۰)

روٹی اور کھجور

حضرت عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جو کی روٹی لی اور اس پر کھجور کو رکھا اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے۔ (شمائل، مجمع جلد۵ صفحہ ۴۳)

گوشت روٹی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت روٹی کھایا ہے۔
(طحاوی صفحہ ۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۵)

فائدہ: ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کو چربی، گھی، سرکہ کے ساتھ اور زیتون کے ساتھ تناول فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد ا صفحہ ۵۴)

روٹی کی کیفیت

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قُوْتُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ" اس حدیث کا مطلب اس کے راوی ابراہیم (بن عبداللہ بن جنید) نے یہ بیان کیا کہ روٹی چھوٹی رکھی جائے اس میں برکت ہوگی، امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روٹی کا چھوٹا ہونا مراد لیا ہے، مسند بزار میں ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۳۳۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ روٹی کا چھوٹا ہونا بہتر ہے، بعض لوگ بڑی اور چوڑی بناتے ہیں سو وہ بہتر نہیں ہے، سنت یہی ہے اور اسی میں برکت ہے۔

گھی دار روٹی، پراٹھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روٹی پکائی اور اس میں کچھ گھی وغیرہ ڈالا پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور بلا لاؤ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں گیا اور کہا کہ میری والدہ آپ کو بلاتی ہیں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور جو صحابہ کے آپ کے پاس تھے ان سے کہا چلو کھڑے ہو جاؤ، میں پہلے گیا اور والدہ کو بتا دیا (کہ پوری جماعت آ رہی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جو پکایا ہے لاؤ، ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پکایا ہے، چنانچہ دس دس کی جماعت کو بلایا گیا، میں دس دس کو بلاتا رہا، چنانچہ سب نے کھایا اور سیراب ہو گئے اور وہ اسی آدمی تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

فائدہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ اتنے کم کھانے میں اسی آدمیوں نے کھا لیا اس قسم کے بہت سے واقعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ واقع ہوا ہے۔

سبزیاں، لوکی

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو لوکی بہت پسند تھی۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۰)

حضرت جابر بن طارق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدو رکھا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ لوکی ہے، اس سے سالن میں اضافہ کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ لوکی کے ٹکڑے کٹے رکھے تھے۔ (سیرۃ ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۰)

لوکی مقوی دماغ ہے

حضرت واثلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم پر لوکی لازم ہے، یہ دماغ کو قوی کرتی ہے۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ لوکی کھاؤ، اگر اس سے زیادہ کوئی نافع درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَام پر اسی کو اگاتے، اگر تم میں سے کوئی شوربہ بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کرے، یہ عقل و دماغ کو قوی کرتی ہے۔ (شرح مواہب جلد۴ صفحہ۳۳۳)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لوکی بہت کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دماغ کو تیز کرتی ہے اور عقل کو زائد کرتی ہے۔ (سیرۃ جلد۷ صفحہ۳۳۱)

لوکی کی مرغوبیت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت کی، میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھا، اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں لوکی تھی، میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ پیالے کے اطراف سے لوکی کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے، اس وقت سے لوکی سے مجھے بھی رغبت ہوگئی۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اس سے عقل کی زیادتی ہوتی ہے، اس میں ایسی خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَام کی پرورش اسی درخت کے بیل کے نیچے کی، نیز حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے سے کمتر کی بھی دعوت قبول کرنی چاہئے، اس میں کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرنا چاہئے، نیز یہ کہ لوکی سے رغبت سنت ہے، مواہب میں ہے کہ یہ نگاہ کو تیز کرتی ہے دماغ کو گرم رکھتی ہے، قلب کو نرم کرتی ہے۔ (مواہب جلد۴ صفحہ۳۳۳)

لوکی غم دل کا علاج ہے

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں لوکی زیادہ ڈالو، یہ

غمگین دل کو طاقت پہنچاتی ہے۔ (سیرۃ صفحہ ۳۳، مسند احمد، شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۳)

چقندر

حضرت ام منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ میرے یہاں تشریف لائے، ہمارے یہاں کھجور کے خوشے آویزاں تھے، آپ ﷺ تناول فرمانے لگے، ساتھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک دیا کہ ابھی تم کو بیماری سے افاقہ ہوا ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے رہے، اور آپ ﷺ کھا رہے تھے، ام منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے چقندر اور جو لیا اور اسے پکایا، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے علی تمہارے لئے یہ مناسب ہے اسے کھاؤ۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۲۷)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں، اور طبع کے موافق ہونے نہ ہونے کی رعایت سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے کہ جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوتے تو ایک ضعیفہ تھی اس کے پاس ملاقات کو چلے جاتے، وہ چقندر لیتی اسے ہانڈی میں ڈالتی، کچھ جو لیتی اسے ہانڈی میں ڈال کر پکاتی، نماز جمعہ کے بعد ہم لوگوں کو وہ پیش کرتی، اس وجہ سے ہم لوگ جمعہ کے دن خوش ہوتے ہم لوگ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد ہی کھاتے اور قیلولہ کرتے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے بے تکلفی ہو ان کے یہاں جا کر کھانا کھانے میں کوئی قباحت نہیں، نیز یہ کہ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا اور قیلولہ کرنا سنت ہے۔

اروی

ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اروی کا ہدیہ پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا اور پسند کیا، اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا "شحمة الارض" زمین کی چربی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین کی چربی (اروی) تو بہت خوب ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۳۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اروی کھائی، طبی فوائد کے اعتبار سے اروی مقوی باہ و سہل الہضم ہے۔ گوشت میں زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

پکا پیاز

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا آخری کھانا وہ تھا جس میں پیاز تھا۔ (یعنی پکا

ہوا پیاز)۔(مشکوۃ صفحہ ۳۶۷، ابوداؤد)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے آخری کھانا جمعہ کے دن کھایا تھا اس میں بھنا ہوا پیاز تھا۔(ادب المفرد سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۹)

فَائِدَۃ: آپ نے کچا پیاز اور لہسن کبھی نہیں استعمال کیا۔ البتہ پیاز کو پکا دیا جاتا، جیسے سالن وغیرہ میں، یا اسے تل دیا جاتا تو آپ ﷺ بدبو نہ ہونے کی وجہ سے نوش فرما لیتے، آپ نے کچا پیاز کھا کر مسجد میں جانے سے سخت منع فرمایا ہے، بہت سے لوگ افطاری میں کچا پیاز استعمال کرتے ہیں پھر نماز کو جاتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔

پھلوں اور میووں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

کھجور

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال کے یہاں ایک ایک ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی، صرف کھجور اور پانی پر گزارا تھا۔ (شمائل صفحہ ۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچے ہرے کھجور نوش فرمانے لگے اور مجھ سے کہا اے ابن عمر تم بھی کھاؤ۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۹)

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہمارا گزارہ کھجور اور پانی پر تھا۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۴)

مکہ اور مدینہ کی کھجوریں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی کھجوروں کے واسطے برکت کی دعا کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کھجور کے واسطے برکت کی دعا کی۔ پس ہمیشہ مدینہ کے کھجور وپھل میں برکت ہوتی رہے گی۔ (عمدۃ جلد ۲ صفحہ ۶۷)

کھجور کی پیدائش

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور کی پیدائش اس مٹی سے ہوئی ہے جس سے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (مطالب عالیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳)

عجوہ کھجور کی فضیلت وفوائد

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے زیادہ پسندیدہ کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجوہ تھی۔ (ابن حبان)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص صبح سات عجوہ کھجور کھالے گا

اس دن اسے کوئی جادو یا زہر کا اثر نہ ہوگا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۹)

''عجوہ'' مدینہ کی ایک خاص قسم کی کھجور ہے جسے نبی کریم ﷺ نے بویا تھا، یہ خصوصیت صرف مدینہ کے عجوہ کو حاصل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ عجوہ جنت سے ہے۔ (عمدۃ القاری جلد۲۱ صفحہ۱۷)

جس گھر میں کھجور ہو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ یعنی گھر میں اگر کھجور ہے تو کھانے کی ایک بڑی نعمت ہے پھر بھوکے رہنے کا کیا سوال؟ یہ غذا بھی ہے اور میوہ بھی، خصوصاً اہل عرب کے لئے تو یہ غذا ہے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۴)

کھجور پر خوشی و مسرت کا اظہار

حضرت انس و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ جب تازہ خرما کھجور آجائے تو اس کی بشارت سناؤ۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۴۲)

فائدہ: کھجور آنے پر آپ ﷺ کو مسرت ہوتی تھی یہ اس کے محبوب ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہ ہو گویا وہ گھر والے بھوکے ہیں جس گھر میں سرکہ نہ ہو وہ گھر بلا سالن کے ہے جس گھر میں چھوٹا بچہ نہ ہو اس گھر میں برکت نہیں، تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں میں بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں میں بہتر ہوں۔

(سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۳۱۸)

محبوب ترین میوہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پسندیدہ ترین میوہ نبی کریم ﷺ کا تازہ کھجور اور خربوزہ ہے۔

(سیرت جلد۷ صفحہ۳۲۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ ان کو نوش فرما رہے تھے اور اس وقت بھوک کی وجہ سے اپنے سہارے سے تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اکڑو بیٹھ کر کسی چیز سے سہارا لگائے ہوئے تھے۔ (خصائل صفحہ۱۱۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے طبق میں کچے پکے کھجور لائے گئے۔ آپ ﷺ نے پکے کھجور کو کھا لیا اور کچے کو چھوڑ دیا۔ (زوائد مسند بزار جلد۳ صفحہ۳۳۵)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دستر خوان پر جو آئے اس کا کھا لینا ضروری نہیں جس کا کھانا مناسب نہ ہو، کچا ہو تو اسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

جس گھر میں کھجور نہیں کھانا نہیں

حضرت ابورافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی دادی سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ گھر جس میں کھجور نہیں ایسا ہے گویا کہ اس میں کھانا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۴۴)

بچے والی عورت کو کھجور

مسند ابی یعلی میں نبی کریم ﷺ کا یہ قول منقول ہے کہ بچے والی عورت کو (جس نے بچہ جنا ہو یا جس کا بچہ چھوٹا ہو) کھجور کھلاؤ، اگر کھجور نہ پاسکو چھوہارا ہی کھلاؤ، اس درخت سے بہتر کوئی درخت نہیں جس کے نیچے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم عَلَیْھَا السَّلَامُ کو رکھا۔ (عمدہ جلد۲۱ صفحہ۶۸)

فَائِدَۃ: کھجور مقوی اور مولد دم اور گرم ہے، بچہ والی عورت کو اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے ایسے وقت میں اس کو کھلانا بہت نفع بخش ہے، مزید یہ ملین بھی ہے۔ پیٹ صاف کرے گی۔

نومولود بچے کی پہلی غذا کھجور ہو

حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور آپ ﷺ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور برکت کی دعا کی۔ (بخاری صفحہ۸۲۲)

فَائِدَۃ: نومولود بچے کے منہ میں کھجور چبا کر چٹانا سنت ہے، علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کھجور چٹانے میں تفاؤل خیر ہے ایمان کی۔

چونکہ اس درخت کو آپ ﷺ نے مؤمن سے تشبیہ دی ہے اور کسی صالح آدمی سے چبوا کر بچے کو چٹانا چاہئے، اس سے اس میں نیکی آئے گی۔ (عمدۃ جلد۲۱ صفحہ۸۴)

کھجور اور مکھن

بسر سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دو صاحبزادوں سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ ﷺ کے لئے چادر بچھا دی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی، ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور مکھن پیش کیا، آپ ﷺ کو مکھن بہت مرغوب تھا۔ (ابن ماجہ صفحہ۲۴۶)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی تشریف آوری پر اکراماً اچھی چادر بچھا دینی چاہئے اور یہ کہ کھانے کو عمدہ طریقہ سے کھانا ممنوع نہیں۔

دودھ اور کھجور دو پاکیزہ چیزیں

امام احمد اور ابونعیم رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بسند حسن بعض صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ دودھ اور کھجور کو ساتھ نوش فرماتے اور کہتے کہ یہ دو خوشگوار چیزیں ہیں۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۰۸)

کھانا اور کھجور

عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم نے کھانا اور کھجور خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے دونوں سے نوش فرمایا۔ (مسلم، ترمذی، سیرت صفحہ ۲۷۳)

کھجور اور پانی

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے یہاں کھجور اور پانی نوش فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہ وہ نعمت ہے جس کا سوال کیا جائے گا۔ (مسند طیالسی، سیرت صفحہ ۳۲۲)

خربوزہ اور کھجور

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو خربوزہ اور کھجور اکٹھے کھاتے دیکھا۔

فَائِدَۃ: خربوزہ کو کھجور کے ساتھ کھانے کی وجہ بظاہر اس کا پھیکا ہونا ہے یعنی اس کے پھیکے پن کی تلافی کھجور سے ہو جائے گی، نیز دونوں کے ملانے سے اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ (خصائل صفحہ ۱۵۰)

ککڑی اور کھجور

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ککڑی کو کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

فَائِدَۃ: ککڑی چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم، اس طرح کھانے سے اصلاح اور اعتدال کی شکل پیدا ہو جاتی ہے اور غذائیت اور مزے کے اعتبار سے بہتر صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۴۹)

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں ہاتھ میں ککڑی دیکھی اور بائیں ہاتھ میں کھجور، کبھی اس ہاتھ سے (ککڑی) کبھی اس ہاتھ سے (کھجور) کھا رہے تھے۔

(مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۷)

ککڑی اور نمک

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ ککڑی جب کھاتے تھے تو نمک سے کھاتے

تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۲۵)

ککڑی کو کھجور کے ساتھ کھانے کی روایت اوپر گزر چکی ہے، بظاہر اکثر تو آپ ﷺ ککڑی کو کھجور ہی کے ساتھ کھاتے تھے کیونکہ اس میں جامعیت اور غذائیت ہے اور نمک سے بھی کبھی کھا لیتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۵۲)

تربوز اور کھجور

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ (شمائل صفحہ ۱۴)

ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس قصہ میں تصریح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کردے گی۔ (خصائل صفحہ ۱۵۰)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں اعتدال مزاج کی رعایت رکھنی چاہئے اسی وجہ سے آپ ﷺ کھجور کی گرمی کو تربوز کی برودت سے اور گوشت کو سبزی لوکی سے معتدل فرما کر کھایا کرتے تھے، شرح مواہب میں ہے اعتدال کی رعایت کرنا صحت کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تازہ کھجور کا ایک طبق جس پر چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ کو ککڑیاں مرغوب تھیں میں جس وقت ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئی آپ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ (شمائل صفحہ ۱۴)

فَائِدَہ: آپ کو ککڑی کھجور کے ساتھ بہت پسند تھی دونوں کو ملا کر کھانا مزاج کو معتدل رکھتا ہے، بدن کو موٹا کرتا ہے، چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ میری رخصتی کے وقت میری والدہ نے چاہا کہ میرا بدن موٹا ہو جائے تو مجھے کھجور اور ککڑی کھلائی چنانچہ میں موٹی ہوگئی۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شمائل میں بیان کیا ہے کہ ککڑی کھجور کے ساتھ صحت کے اعتبار سے بہت مفید ہے کہ اس میں مزاج کی رعایت ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۴۰)

ردی کھجور

ایک موقع پر حضور پاک ﷺ کھجور نوش فرما رہے تھے جب خراب ردی کھجور کا نمبر آیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا، کسی کہنے والے نے کہا یہ باقی مجھے دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جسے میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لئے کیسے راضی ہو جاؤں۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فَائِدَہ: یہ کمال ورعایت اخلاق تھے کہ جب میں خود اپنے لئے ردی کھجور پسند نہیں کرتا تو دوسروں کے لئے کس

طرح پسند کرلوں۔

کھجور سالن ہے

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے۔ (ابوداؤد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کھجور کو روٹی کا سالن بنایا جا سکتا ہے جب روٹی کے ساتھ کھائی جائے، کھجور ہوتے ہوئے کسی سالن کی الگ سے ضرورت نہیں، قناعت و سادگی کی اس سے بہتر کیا مثال ہو سکتی ہے۔

دستر خوان پر کھجور ہو تو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کھانا کھاتے تو اپنے سامنے کے علاوہ نہ بڑھتے اور جب کھجور لائی جاتی دست مبارک چاروں طرف گھومتے۔ (بزار، سیرت صفحہ ۲۷۲)

فائدہ: دستر خوان پر کھجور صرف اپنے ہی سامنے کی نہ کھاتے بلکہ اور جانب سے بھی ہاتھ بڑھا کر لے لیتے۔

حضرت عکراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک (بڑے) پیالہ میں بہت سا ثرید اور چربی لائی گئی، میں کھاتے ہوئے ہاتھ چاروں طرف لے جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ، ایک ہی قسم کا تو کھانا ہے، پھر طبق میں مختلف قسم کے خرمے اور کھجور لائے گئے تو میں صرف اپنے سامنے سے کھانے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک چاروں طرف پھر رہا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب منشا ہر طرف سے کھا رہے تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷)

فائدہ: دستر خوان پر مختلف چیزیں پھیلی ہوئی ہوں تو اپنے جانب کے علاوہ سے اٹھا کر کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ کھجوریں چونکہ مختلف ہوتی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب منشا و خواہش دوسری جانب سے بھی کھا رہے تھے۔

ایک ساتھ دو کھجور کھانے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی ایک ساتھ دو کھجوروں کو کھائے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں مگر یہ کہ اپنے رفیق (دستر خوان) سے اجازت لے لے۔

(ابوداؤد، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳)

فائدہ: ایک ساتھ دو کھجور اٹھا کر کھانا حرص کی علامت ہے اور رفقاء کی حق تلفی بھی ہے اسی وجہ سے منع کیا گیا ہے، ہاں اگر رفقاء کی رضا ہو تو پھر حدیث پاک میں اجازت ہے۔

پرانی کھجور

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پرانی کھجوریں لائی گئیں تو آپ اس کی تفتیش کر رہے تھے اس سے کیڑا وغیرہ نکال رہے تھے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۴۵)

فائدہ: بسا اوقات پرانی کھجور میں کیڑا وغیرہ ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غور سے اسے توڑ کر کیڑے وغیرہ کو دیکھ رہے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں کیڑے وغیرہ کا احتمال ہو تو دیکھ کر کھائے جیسے سرکہ۔

کھجور یا پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغیچہ میں داخل ہوئے اور کھجور نوش فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔

(طبرانی، سیرت الشامی صفحہ ۲۶۵)

فائدہ: پھل وغیرہ میں گنجائش ہے کہ کبھی چلتے پھرتے ٹہلتے کھالیا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے۔

کھجور کی گٹھلی پھینکنے کا مسنون طریقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق کھجور کا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنے کے بل بیٹھے اور ایک ایک مٹھی لینے لگے اور بیویوں کے گھر بھیجنے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائی اس طرح جس سے معلوم ہو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشتہا تھی (یعنی بھوک تھی) اور گٹھلی کو بائیں ہاتھ سے پھینک رہے تھے، ایک بکری گزری تو اس نے وہ گٹھلی کھالی۔ (ابن سعد، سیرت صفحہ ۳۲۴)

فائدہ: دائیں ہاتھ سے کھانا اسی ہاتھ سے گٹھلی پھینکنا، یہ نظافت کے خلاف ہے اس میں منہ کا لعاب رہتا ہے، دائیں ہاتھ کا اس سے آلودہ کرنا لطافت طبع کے خلاف ہے اسی طرح جس برتن میں کھائے اسی میں گٹھلی نہ رکھے۔

گٹھلی انگلیوں کی پشت پر سے پھینکنا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے والد کے یہاں تشریف لائے ہم لوگوں نے کھانا اور کھجور کا ملیدہ پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا، پھر کھجور پیش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھا رہے تھے اور اس کی گٹھلی کو دو انگلیوں کے بیچ شہادت کی انگلی کے درمیان سے پھینک رہے تھے، پھر پانی لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرما کر دائیں جانب والے کو دے دیا، میرے والد نے پھر (فراغت کے بعد جانے کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑی اور دعا کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ فَاغْفِرْلَھُمْ فَارْحَمْھُمْ" (مسلم جلد۲ صفحہ ۱۸۰)

فَائِدَہ: علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ گٹھلی کو کھانے کے برتن میں نہیں رکھ رہے تھے (تاکہ گٹھلی کھجور کے ساتھ نہ مل جائے اور کراہت محسوس ہو) بلکہ دونوں انگلیوں کی پشت پر رکھ رہے تھے اور اسے باہر پھینک رہے تھے۔ (شرح مسلم جلد۲ صفحہ۱۸۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس کی دعوت کی جائے اس سے دعا کی درخواست کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حضرت بسر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے کیا تھا، مہمان کو چاہئے کہ داعی کو وسعت رزق اور مغفرت کی دعا دے۔ آپ ﷺ کی اس دعا میں دین و دنیا کی بھلائی جمع ہے، مدعو کے لئے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کی ایک روایت میں ہے ہمارے یہاں نبی کریم ﷺ تشریف لائے، ہماری والدہ نے چادر بچھائی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر کھجور پیش کی گئی آپ کھانے لگے اور اس طرح گٹھلی کو شہادت اور بیچ کی انگلی پر آپ رکھ رہے تھے (یعنی اس طرح رکھ کر پھینک رہے تھے)۔

(سیرت جلد۷ صفحہ۳۱۸)

فَائِدَہ: امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بھی احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ طبق میں خرما اور گٹھلی اکٹھی نہ کرے اور نہ ہاتھ میں جمع کرے بلکہ گٹھلی کو منہ سے نکال کر ہتھیلی کی پشت پر (یعنی دو انگلیوں کی پشت پر جیسا کہ حدیث میں گزرا) رکھے اور ڈال دے جن چیزوں میں گٹھلی ہو سب کا یہی طریقہ ہے۔ (جلد۲ صفحہ۱۱)

جمار، کھجور، گوند

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کھجور کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۱۹، سیرت جلد۷ صفحہ۳۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کی ایک روایت میں ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھجور کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (سیرت جلد۷ صفحہ۳۲۲)

کباث، پیلو کا پھل

جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ہم مقام مرالظہران میں تھے اور کباث توڑ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ توڑنا ہم نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کوئی نبی نہیں جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (مسلم صفحہ۱۸۲)

فَائِدَہ: مواہب میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھایا ہے۔ (صفحہ۳۲۵)

مدارج میں ہے آپ ﷺ نے کباث نوش فرمایا ہے، یہ اراک کا پھل ہے جسے، ہندی میں پیلو کہتے ہیں۔ (صفحہ۸)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ابتداء اسلام میں جب تنگی تھی تب آپ ﷺ نے کھایا ہے وسعت کے بعد نہیں۔ (جلد ۲۱، صفحہ ۷۵)

زیتون

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ یہ مبارک درخت سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کھاؤ اس کا تیل بھی لگاؤ یہ بابرکت ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

زیتون سے شیطان کا بھاگنا

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے علی! زیتون کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ، جو اس کا تیل لگائے گا شیطان اس کے پاس چالیس رات تک نہیں آئے گا۔ (مطالب عالیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

حضرت عمران رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا زیتون کا سالن استعمال کرو اور اس کا تیل لگاؤ۔ یہ مبارک درخت سے نکلا ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ ستر بیماریوں سے اس میں شفاء ہے۔ ان میں جذام بھی ہے۔ (جمع صفحہ ۲۰۵)

فَائِدَہ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ زیتون کو روٹی کے ساتھ کھانے کی تاکید ہے۔ اس کے مبارک ہونے کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ مبارک اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس کے بہت منافع ہیں یا اس وجہ سے کہ اس کی پیدائش مقدس زمین ملک شام میں ہوئی ہے۔ اس علاقے کو ستر (۷۰) نبیوں کی برکت حاصل ہے۔ جس میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ بھی ہیں۔ اس میں غذائیت کے ساتھ دوائیت بھی ہے۔

زیتون کے منافع

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اس کی ہر چیز میں نفع ہے اس کا تیل جلانے کے کام آتا ہے، کھانے کے کام میں آتا ہے۔ اس کا درخت دباغت کے کام آتا ہے، ایندھن میں جلانے کے کام میں لایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی راکھ ریشم دھونے کے لئے خاص طور سے مفید ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے درخت کی عمر بہت ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد تو پھل لاتا ہے اور ایک ہزار برس کی عمر اکثر ہوتی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۳۲)

انجیر

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو انجیر ایک طبق میں ہدیۃً پیش کیے گئے،

آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ، اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ اتارا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا۔ یہ بواسیر اور نقرس کے لئے نافع ہے۔ (ابن سنی، ابونعیم، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

انگور

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں طائف کے انگور ہدیۃً پیش کئے گئے، آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا یہ خوشہ لے جاؤ اور اپنی والدہ کو دو، میں نے اسے کھالیا قبل اس کے کہ والدہ کو پہنچاؤں۔ چند یوم گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا انگور کیا ہوئے؟ والدہ کو دیدیا؟ میں نے کہا نہیں!!! آپ نے مجھے ''غدر'' کہا یعنی دھوکہ دینے والا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ خوشہ سے انگور کھا رہے تھے۔ (سیرت صفحہ ۳۱۹)

حضرت امیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کو میووں میں انگور اور خربوزہ مرغوب تھا۔ (ابن سنی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

انگور بہترین پھل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ انگور بہترین پھل ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ ایک ضعیف روایت میں روٹی انگور کھانا آپ ﷺ سے منقول ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۷)

کشمش

حضرت ثابت بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر داخل ہوئے انہوں نے کشمش پیش کی، آپ ﷺ نے کھائی اور فراغت پر یہ دعا پڑھی "اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ." (مسند احمد، سیرت الشامی صفحہ ۳۲۰)

انار

مسند ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت ہے کہ عرفہ کے دن آپ کی خدمت میں انار بھیجا گیا۔ آپ ﷺ نے کھایا۔ (سیرت، مواہب لدنیہ صفحہ ۳۴۰)

مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ انار کھاؤ اس میں معدہ کی صفائی ہے۔ (مجمع ۵/۴۸)

سونٹھ کا ہدیہ شاہ ہند کی جانب سے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہندوستان

کے راجہ نے ایک گھڑا بھیجا جس میں سونٹھ تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ہر ایک کو کھلایا اور ہمیں بھی۔

(ترمذی، حاکم جلد۴ صفحہ۱۳۵)

فَائِدَہ: کھانے کی تصریح تو نہیں ہے۔ اغلب ہے کہ ہدیہ جب آپ نے قبول کیا تو کھایا ہوگا۔

شہتوت

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ذکر کیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو شہتوت ایک پیالہ سے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سیرت صفحہ۳۲۱، مواہب جلد۴ صفحہ۳۴۰)

سفر جل بہی

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے طائف سے سفر جل یعنی بہی لاکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے کھایا اور فرمایا کھاؤ یہ دل کو مجلی کرتا ہے، سینہ کے درد و بوجھ کو زائل کرتا ہے۔

اسی طرح طبرانی میں بھی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سفر جل کھایا ہے۔ ابن سنی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور ابونعیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ طائف سے سفر جل آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔ (مواہب جلد۴ صفحہ۳۴۰، مجمع جلد۵ صفحہ۴۸)

پھلوں کے متعلق ایک حکمت

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے علاقے کے پھلوں کو کھاتے تھے جب اس کا موسم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ کے باشندوں کی رعایت وہاں کے پھلوں میں کی ہے۔ (چنانچہ عربوں کے لئے کھجور) لہٰذا علاقائی پھلوں کی رعایت کرنی چاہئے۔ اس کو صحت میں بہت دخل ہے۔ (مواہب جلد۴ صفحہ۳۴۰)

اس اعتبار سے اہل ہند کو آم کے موسم میں آم، خربوزہ و ککڑی کی رعایت کھانے میں کرنی چاہئے۔ یہ صحت کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

جب موسم کا پہلا پھل آئے تو

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پہلا پھل آتا تو اسے بوسہ دیتے، آنکھوں سے لگاتے، پھر یہ دعا پڑھتے۔ ”اَللّٰھُمَّ کَمَا اَطْعَمْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَطْعِمْنَا اٰخِرَہٗ“ (اے اللہ جس طرح آپ نے اس کا شروع کھلایا آخر بھی کھلا) پھر کسی بچے کو دے دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ حاضرین میں کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو اسے دے دیتے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس جب موسم کا پہلا پھل آتا تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ اَرِنَا اٰخِرَہٗ" (اے اللہ جیسا کہ آپ نے اس کا اول دکھلایا آخر بھی دکھلا)۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ دعا کے بعد آپ ﷺ اول پھل کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

فَائِدَۃ: علامہ مناوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ موسم کا پہلا پھل دیکھنے پر دعا کرنا سنت ہے کہ وقت مستجاب ہے۔ اس وقت دو چیزیں سنت ہیں: ① دعا ② چھوٹے بچہ کو دے دینا۔

دعوت طعام کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

دعوت قبول کرنا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے دعوت دی جسے اس نے تیار کیا تھا (چنانچہ حضرت انس کہتے ہیں کہ) میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۸۱۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایک عامی شخص کی بھی دعوت قبول کی جاسکتی ہے۔ اس میں عار محسوس نہ کرنی چاہئے یہ متواضعین کا طریقہ ہے۔

معمولی دعوت ہو تو تب بھی قبول کرلی جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کے پائے کی بھی دعوت کرے تو میں قبول کرلوں گا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۷۷۸)

فائدہ: یعنی اگر خلوص ومحبت کی بنیاد پر کوئی معمولی سے معمولی کھانے کی دعوت کرے تو قبول کرلینا سنت ہے مثلاً آج کل کے عہد میں دال روٹی کی دعوت۔ یہ مناسب نہیں بلکہ خلاف سنت ہے کہ داعی کے اہتمام کو معیار بنائے اگر عمدہ اور بہتر کھانے کا علم ہو تو شریک ہو ورنہ نہیں۔ جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے اس مزاج کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

دعوت قبول کرنے کا حکم

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلاموں کو آزاد کرو، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو بیماروں کی مزاج پرسی کرو۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۷۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب دعوت کی جائے تو اسے قبول کرو۔

(مسلم جلد۲ صفحہ ۴۶۲)

دعوت قبول نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جس نے دعوت کو چھوڑ دیا (یعنی قبول نہ کیا) اس نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۷۷۸)

فَائِدَۃ: مراد اس سے ہر دعوت نہیں ہے بلکہ وہ دعوت ہے جو علی طریق السنۃ ہو جو محض خلوص ومحبت کی بنیاد پر ہو، فخر وریا وشہرت مقصود نہ ہو، عار سے بچنے کے لئے نہ ہو نہ بدلہ وعوض کے پیش نظر ہو نہ خلاف شرع امور کا محل ہو مثلاً گانا بجانا، نہ خلاف سنت طریقہ پر ہو مثلاً ٹیبل کرسی وغیرہ، نہ محض امراء اور خوش حال لوگوں کی دعوت ہو، تب قبول کرنا سنت ہے۔

ہر قسم کی دعوت میں شرکت

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب دعوت کی جائے تو اس میں شرکت کرو! راوی حدیث حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دعوت ولیمہ اور غیر ولیمہ ہر دعوت میں شریک ہوتے تھے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۷۷۸)

فَائِدَۃ: ہر دعوت سے مراد جو مباح اور مشروع ہو، رواجی دعوت مراد نہیں ہے۔

نہ کھا سکے تو دعا ہی کردے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے اگر وہ روزہ سے ہو تو (نہ کھا سکنے پر) اس کے حق میں دعا دے اور روزہ سے نہیں ہو تو کھالے۔ (مسلم صفحہ ۴۶۲)

فَائِدَۃ: علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ مغفرت اور برکت کی دعا کردے، چنانچہ ابن حبان کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ روزہ سے ہوتے تو نہ کھاتے اور برکت کی دعا کردیتے ورنہ تو بیٹھتے اور کھاتے۔ (جلد۷ صفحہ ۳۴۸)

دعوت قبول کرنے کے بعد کھانے کا اختیار

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تمہاری کھانے کی دعوت کی جائے تو قبول کرلو۔ اب چاہو تو کھاؤ، چاہو تو نہ کھاؤ۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۴۶۲)

دعوت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رعایت

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک درزی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دعوت کی جو کی روٹی اور متغیر چربی (سالن) سے جس میں کدو پڑے ہوئے تھے۔ (ابن حبان جلد۷ صفحہ ۳۴۹)

فَائِدَۃ: یعنی چربی میں بو آگئی تھی مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لحاظاً واکراماً نوش فرمالیا، اس سے معلوم ہوا کہ دعوت میں

اگر کچھ بیشی خلاف مزاج وغیرہ ہو جائے تو واپس نہ آئے بلکہ ثواب کی نیت سے برداشت کرے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی دعوت دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۴۱)

دعوت میں دوسرے کی شرکت کی شرط

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فارسی آدمی جو سالن نہایت عمدہ بناتا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اور دعوت دی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے بغل میں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی میرے ساتھ رہے گی اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا نہیں (تنہا آپ کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کہا اور اشارہ کیا کہ یہ بھی میرے ساتھ رہے گی اس نے کہا نہیں، پھر تیسری مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ بھی میرے ساتھ رہے گی اس نے کہا ٹھیک ہے۔

(مسلم جلد۲ صفحہ ۱۷۶، ابن حبان جلد ۷ صفحہ ۳۵۲)

فائدہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ مزاج اور بے تکلفی کی بات تھی، بے تکلفی ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھوکی ہونے کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا ہوگا۔

دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو کیا کرے

ایک صحابی سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو جن کا دروازہ قریب ہو اس کی قبول کرو، اگر دروازہ دونوں کا قریب ہو تو جو پڑوس کے اعتبار سے قریب ہو تو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر جو پہلے آ جائے اس کی قبول کرو! (مسند احمد، کنز جلد۹ صفحہ ۱۵۶)

فاسق کی دعوت کا حکم

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: فسق کی وجہ سے دعوت میں بھی اشتباہ رہے گا، معلوم نہیں کیا کھانا ہے، یا اس وجہ سے کہ فاسق کا احسان پسندیدہ نہیں، یا اس لئے کہ وہ شرع کی رعایت نہیں کرے گا وغیرہ۔ (مجمع جلد۴ صفحہ ۵۴)

متفاخرین کی دعوت ممنوع ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متفاخرین کے کھانے سے منع فرمایا

ہے۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد۳ صفحہ۱۴۶)

فائدہ: متفاخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھلا کر فخر اور بڑائی کرتے ہیں اپنی وجاہت، نام ونمود کے لئے کھلاتے ہیں، ایسے کھانے میں نور نہیں۔

بدترین ناقابل شرکت دعوت

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ بدترین دعوت ولیمہ کی وہ دعوت ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غرباء کو چھوڑ دیا جائے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۷۷۸)

فائدہ: چونکہ یہ دعوت مخلصانہ اللہ واسطے نہیں ہے، ظاہر ہے کہ مالداروں سے نفع کی امید ہوتی ہے یا وقار ومرتبہ کی امید ہوتی ہے، غرباء ومساکین سے یہ فائدہ نہیں، حالانکہ ثواب اسی میں ہے۔

بلا بلائے دعوت میں شرکت کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو بغیر دعوت کے شریک ہوا وہ چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد۳ صفحہ۱۴۴)

دعوت میں خلاف شرع امور ہوں تو واپس آجائے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (ایک دعوت میں تشریف لے گئے) گھر میں تصویر دیکھی تو واپس تشریف لے آئے۔ (تصویر کا رکھنا خلاف شرع ہے)۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۷۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے دیوار پر کپڑے کا پردہ دیکھا تو فرمایا کہ قسم خدا کی نہیں کھاؤں گا اور واپس تشریف لے آئے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۷۷۸)

دعوت کا قبول کرنا اور جانا اور کھانا کب سنت ہے؟

حدیث پاک میں جو دعوت کے قبول کرنے کی تاکید اور نہ قبول کرنے پر وعید آئی ہے یہ مطلقاً ہر حالت میں نہیں بلکہ طریقہ سنت اور مشروع ہونے کی قید کے ساتھ ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شارح مسلم نے بیان کیا ہے کہ:

1. اگر دعوت میں شبہ ہو (حرام ناجائز آمدنی سے ہونے کا)
2. یا صرف مال دار مدعو ہوں۔
3. یا حضور میں تکلیف ہو (مثلاً فساق یا اوباش لوگ ہوں)
4. یا جاہ وفخر کی وجہ سے ہو۔
5. یا کسی غلط کام کے ارادے سے ہو (مثلاً ناجائز کام کی تائید کرالے)

۶ یا مجلس طعام میں منکرات ہوں (مثلاً گانا بجانا ٹیبل کرسی پر کھانا وغیرہ)
۷ یا شراب ہو۔
۸ یا تصویر کا استعمال ہو۔
۹ ریشمی کپڑے پر بیٹھنا ہو۔
۱۰ یا سونے، چاندی کا برتن استعمال ہو۔ یہ سارے وہ امور ہیں جن کی وجہ سے دعوتوں میں جانے کی مندوبیت ختم ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ آج کل عموماً دعوتیں ایسی ہوتی ہیں۔ اس لئے خصوصاً اہل علم واقتداء کو ان امور کا لحاظ کرنا چاہئے چنانچہ اہم مواقع پر مثلاً حج مبارک یا شادی کے موقع پر عار سے بچنے اور وقار وناک کو باقی رکھنے کے لئے دعوت کرتے ہیں، اہل بصیرت اس کی نوعیت سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے قبول ہدیہ کے ضمن میں ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شمائل میں لکھا ہے کہ اگر بدلہ اور حیا یعنی لحاظ اور عار کی وجہ سے نہ ہو تب مباح ومشروع ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص سفر (مثلاً حج) سے آیا اور عار کے خوف سے دعوت کر رہا ہے (کہ دعوت نہ کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے اور تبصرہ کریں گے) تو بالا جماع اس کا قبول کرنا حرام ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۷)

جنت میں سلامتی سے داخلہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام کو رائج کرو، جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۳)

جہنم سے دوری

حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرسلاً مروی ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ان لوگوں پر ملائکہ کے درمیان فخر کرتے ہیں جو اس کے بندوں کو کھانا کھلائے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۵)

یہ تمام مسلمانوں کے کھلانے کا ثواب ہے، اگر کوئی شخص اہل علم وفضل اور اہل تقویٰ کے ساتھ یہ سلوک کرے تو اس کا ثواب اور زیادہ ہوگا۔

داعی کے لئے بطور برکت کے نماز

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میری دادی ملیکہ نے کھانے کی دعوت کی جسے انہوں نے بنایا تھا چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے اور کھایا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا (گھر والوں سے) کھڑے ہو جاؤ، تمہارے لئے نماز پڑھ دوں (یعنی برکت اور دعا کے لئے)۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ داعی خواہش ظاہر کرے، یا مدعو اگر بہتر سمجھے اور نفل کا وقت ہو تو نماز پڑھ دے۔

برکت ودعا کے پیش نظر، برکۃً نماز پڑھنا سنت سے ثابت ہے، چنانچہ ملیکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی اس حدیث دعوت کا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے۔ اس میں چٹائی پر نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں اس کی شرح کے ضمن میں لکھا ہے" داعی کے گھر میں نماز پڑھنا اور برکت کے لئے نفل نماز کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ملیکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ارادہ دعوت طعام سے نماز سے برکت حاصل کرنے کا تھا۔"

(عمدۃ جلد۴ صفحہ ۱۱۲)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک انصاری کے مکان پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، پھرانہی کے یہاں کھانا تناول فرمایا، پھر گھر کے ایک حصہ کو صاف کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس زمین پر پانی چھڑکا گیا وہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نماز ادا فرمائی اور ان کے لئے دعا کی۔ (ادب المفرد صفحہ ۱۶۰)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ بغرض ملاقات جائے تو اہل خانہ کے ساتھ کھانے میں ان کے کہنے سے شریک ہوسکتا ہے۔

تصویر کی وجہ سے دعوت سے انکار

حضرت اسلم مولی عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہمراہ شام کو پہنچے تو وہاں کے دہقانی آئے اور کہا کہ امیر المؤمنین ہم نے آپ کے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ مع اپنے معزز رفقاء کے میرے مکان پر تشریف لائیں یہ میرے لئے باعث صد افتخار اور اعزاز کی بات ہوگی، آپ نے جواب دیا کہ ہم تمہارے ہاں ان تصویروں کی وجہ سے نہیں آسکتے جو تمہارے کنیسوں (یا گھروں) میں لگی ہیں۔ (ادب المفرد صفحہ ۵۹۹)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ داعی کے یہاں مکان میں تصویر ہو تو دعوت نہیں قبول کرنا چاہئے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تصویر کی وجہ سے گھر میں تشریف نہیں لے گئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آج کل تصویر کی نحوست عام ہوگئی ہے، اس منکر کو روکنا چاہئے۔

میزبانی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

مہمان کا اکرام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۷۹، مسلم)

فائدہ: اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے کھانے پینے اور قیام و آرام کا بہتر سے بہتر انتظام کرے۔

مہمان کے اکرام پر جنت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان المبارک کا روزہ رکھا، مہمان کا اکرام کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: مہمان کا اکرام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصائل میں سے ہے، اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ آل و اولاد کے ساتھ کھانے پینے میں جو برتاؤ کرتا ہو اس سے زائد اور بہتر کرے۔ (عمدۃ جلد۲۲ صفحہ۱۱۰، ترغیب جلد۳ صفحہ۳۷۲)

جو مہمان نواز نہیں اس میں خیر نہیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نواز نہ ہو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۳۷۴)

فائدہ: یعنی جو مہمان کے حق میں بہتر ہو، اگر مہمان آجائے تو اس سے خوش ہو اور اس کے ساتھ محبت و الفت کا برتاؤ کرے تو یہ خیر کا باعث ہے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو اس میں کوئی خیر نہیں، مہمان نوازی کا نہ ہونا یا تو بدخلقی یا بخل یا قطع رحمی کے باعث ہوگا ظاہر ہے کہ یہ امور برے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمانوں سے گھبرانا اچھی علامت نہیں ہے بلکہ اسے باعث خیر و برکت تصور کرنا چاہئے۔

مہمان کا حق

ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا حق ایک دن ایک رات ہے، اور ضیافت تین دن تین رات ہے،

اس کے علاوہ صدقہ ہے، اس کے لئے درست نہیں کہ اس کے بعد ٹھہرے کہ اس کو تنگی میں ڈالے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہمان نوازی تین دن ہے اس سے زائد صدقہ ہے، مہمان کو چاہئے کہ اس کے بعد وہ چلا جائے، اہل خانہ کو تنگی میں نہ ڈالے۔

فائدہ: سلمان خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مہمان کی آمد پر ایک دن ذرا تکلف اور اہتمام سے کام لے، اس کے ساتھ تمام دنوں سے زائد نیکی کا برتاؤ کرے اور آخر کے دو دنوں میں اس سے کم، رکھی ہوئی چیزوں سے اکرام کرے، جب تین دن گزر جائیں تو اس نے اس کا حق پورا کر دیا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۷۸)

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ پہلے دن اس کے سامنے نفیس اور قیمتی شے پیش کرے، دوسرے دن اس کے سامنے تکلف یعنی اہتمام کرے اور تیسرے دن جو کہ حاضر ہو پیش کر دے۔ (الگ سے انتظام نہ کرے)۔ (عمدۃ جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۵)

رات کو آنے والا مہمان

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات کو آنے والے مہمان کا حق ہر مسلمان پر ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)

یعنی اگر اتفاقاً رات میں کوئی مہمان آ جائے تو اس کی رعایت عام محلے والوں پر ہے کہ ایسا شخص قیام کے ارادے سے اور رات ہونے کی وجہ سے آیا ہے کسی خاص مقصد سے کسی کے یہاں نہیں آیا ہے تو عامۃ المسلمین پر اس کا حق ہے لہذا چاہئے کہ ہر شخص اس کی ضیافت میں پیش قدمی کرے۔

میزبان کا حق مہمان پر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مہمان کا حق ہے کہ وہ اس سے رخصت ہو تو میزبان کی کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۹)

فائدہ: یعنی میزبان کے ذمہ اکرام ہے مگر اس اکرام میں کوتاہی ہو جائے یا مہمان کو کسی بھی اعتبار سے تکلیف ہو تو مہمان کو دوسرے سے تبصرہ نہ کرنا چاہئے کہ اس سے باہمی منافرت کا اندیشہ ہے۔

مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور لوگوں کے گناہوں کو دور کر کے رخصت ہوتا ہے یعنی اس کے اکرام کے باعث ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(کنز جلد ۹ صفحہ ۱۴۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہمان لوگوں پر اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو مغفرت کا سبب ہوتا ہے۔ (فردوس دیلمی، کنز صفحہ ۱۴۸)

مہمان سے کام لینا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ انسان کی نہایت کمزوری میں سے ہے کہ اپنے مہمان سے خدمت لے۔ (فردوس دیلمی، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

مہمان کے ساتھ کھانا

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مہمان کے ساتھ کھاؤ کیونکہ مہمان شرم محسوس کرے گا کہ وہ اکیلے کھائے۔ (ابن حبان، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

مہمان کی آمد تحفہ خدا

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے تحفہ بھیجتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ تحفہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان!!! وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو گھر والوں کی مغفرت کرا کر جاتا ہے۔ (ابونعیم، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۶۳)

مہمان حق مہمانی کا مطالبہ کر سکتا ہے

حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کوئی شخص اگر کسی کا مہمان ہو اور وہ اس کا اکرام نہ کرے (یعنی طعام و قیام کا لحاظ نہ کرے) تو وہ حق مہمانی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۵)

میزبان جو پیش کرے اس کی تحقیر نہ کرے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت پہنچی، انہوں نے ان حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خدمت میں روٹی اور سرکہ پیش کیا اور فرمایا کھائیے! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سرکہ کیا ہی اچھا سالن ہے، آدمی کے لئے ہلاکت کی بات ہے کہ بھائیوں کی جماعت اس کے پاس آئے اور جو کچھ ماحضر ہو اس کے سامنے پیش کرے اور وہ اسے حقیر سمجھے، اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی ہلاکت کی بات ہے کہ جو کچھ پیش کیا وہ اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ابویعلی کی روایت ہے کہ آدمی کے بدتر ہونے کے لئے کافی ہے کہ جو پیش کیا جائے اسے وہ حقیر سمجھے (یعنی کھانا کم مرتبہ کا ہو تو اس کا خیال نہ کرے اسے ناپسندیدہ نگاہوں سے نہ دیکھے)۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

مہمان کے لئے اہتمام وتکلف کا حکم

امام بخاری رَحْمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے صحیح بخاری میں "اَلتَّکَلُّفُ لِلضَّیْفِ" کا باب قائم فرمایا ہے جس میں حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مہمان حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے کھانا تیار کیا حالانکہ وہ روزے سے تھے، اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مہمان کے کھانے میں تکلف واہتمام باعث ثواب ہے، چنانچہ جب آپ ﷺ کے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا تو اس کے لئے آنحضرت ﷺ باوجود عسرت وتنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۶۰)

مہمان کے کھانے پر حساب نہیں

امام غزالی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ مہمان کے کھانے پر جو خرچ کیا جائے گا اس کا حساب نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے اسلاف کرام واکابر عظام کی عادت رہی ہے کہ اپنے کھانے میں حد درجہ سادگی فرماتے مگر مہمان کے کھانے کا نہایت ہی پر تکلف اہتمام فرماتے تھے۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۱۷)

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی عادت طیبہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے، چنانچہ کئی میل جا کر مہمانوں کو تلاش کرتے تھے۔ (اسوہ صفحہ ۲۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے میزبانی کی وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ (ابن حبان، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ طعام کی مجلس میں جو وقت گزرے، قیامت کے دن اس کا حساب نہ ہوگا۔ اس طرح اس کھانے کا بھی حساب نہ ہوگا جو احباب کے ساتھ مل کر کھایا جائے، حسن بصری رَحْمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا ہے جو کھانا دوستوں کے آگے پیش کیا جائے وہ حساب سے مستثنیٰ ہے۔

(کیمیائے سعادت، اتحاف السادۃ جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

تین کھانوں کا حساب نہیں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین کھانے ایسے ہیں کہ جن کا حساب نہ ہوگا ایک وہ جو افطار کے وقت کھایا جائے دوسرا وہ جو سحری کے وقت کھایا جائے، تیسرا وہ جو مسلمان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھایا جائے۔ (اسوہ صفحہ ۱۷)

مہمان نہیں تو فرشتہ کی آمد نہیں

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں مہمان نہیں آتا اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔

(احیاء العلوم)

مہمان کے سامنے ماحضر پیش کردینا

حضرت شقیق رَحِمَہُ اللہُ تعَالیٰ نے کہا کہ میں اور ایک ساتھی حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ہمیں روٹی اور نمک پیش کیا اور کہا کہ اگر آنحضرت تکلف سے منع نہ فرماتے تو میں تمہارے لئے تکلف کرتا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۷۸)

فَائِدَہ: یہاں تکلف کا مطلب بظاہر وسعت اور گنجائش سے زائد خرچ کرنا ہے جس سے ایک گونہ گرانی ہو ورنہ تو خاص اہتمام کرنا اور کھانے پینے میں اچھا نظم کرنا محمود ہے۔

آداب رخصت مہمان

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ (اس میں مہمان کی توقیر واکرام ہے)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۰)

مہمان کی خدمت بذات خود کرنا مسنون ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ کہتے ہیں کہ ایک شخص بطور مہمان آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے اس کو اپنی زوجہ محترمہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس تو پانی کے علاوہ مہمان داری کے لئے کچھ نہیں، تب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے مجلس میں اعلان کیا کہ اس مہمان کو کون اپنی طرف لیتا ہے؟ یا اس کی مہمان داری قبول کرتا ہے؟ انصار میں سے ایک صاحب بولے میں! چنانچہ اس کو لے کر گھر گئے، بیوی سے کہا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کا مہمان ہے، اس کی خدمت کا انتظام کرو۔ وہ کہنے لگیں میرے پاس تو اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کو کھلاسکوں، وہ کہنے لگے تم کھانا تیار رکھو چراغ روشن کرو اور جب بچے رات کا کھانا مانگیں تو انہیں بہلا پھسلا کر سلا دو۔ چنانچہ ان کی بیوی نے کھانا چنا، چراغ لاکر رکھا بچوں کو سلا دیا جب کھانے کا وقت ہوا تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے اٹھیں اور چراغ گل کردیا۔ (ادب المفرد صفحہ ۷۴۶)

فَائِدَہ: امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تعَالیٰ نے ادب المفرد میں اس بات پر کہ مہمان کی خدمت خود میزبان کرے باب قائم کیا ہے جس سے مقصد ترغیب وتاکید ہے کہ مہمان کو دوسرے کے حوالہ نہ کرے کہ بسا اوقات حق تلفی ہو جاتی ہے۔ اس لئے حتی الامکان خود اس کی خدمت کرے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ صحابی حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ تھے۔

صبح کی میزبانی کس کے ذمہ؟

حضرت ابوکریمہ السامی رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا رات میں آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس آئے) واجب ہے۔ پھر اگر صبح کے وقت بھی وہاں رہے تو اس

وقت کی مہمانی بھی اس کے ذمہ ہے۔ خواہ اسے وہ پورا کرے یا چھوڑ دے۔

فَائِدَة: یعنی مہمان جہاں رات گزارے صبح کا ناشتہ بھی اسی کے ذمہ ہے اور اسی کا حق ہے، بلا ناشتہ کے رخصت کرنا حق تلفی ہے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۳۱۱)

مہمان کا اتنا ٹھہرنا کہ میزبان تنگ ہو جائے

حضرت ابوشریح کعبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اتنا ٹھہرے کہ جس سے میزبان تنگ ہو جائے۔ (ادب المفرد صفحہ۳۱۳)

فَائِدَة: بعض لوگ رشتہ داری کا بہانہ بنا کر پڑے رہتے ہیں اور تکلیف کا بالکل خیال نہیں کرتے، یہ درست نہیں ہے اگر آپسی محبت وحسن تعلقات ہی اس درجہ ہو کہ بار کا احتمال نہ ہو یا میزبان کا اصرار ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فضل اللہ الصمد جلد۱ صفحہ۲۰۹)

کھانے پینے میں اعتدال و میانہ روی کا بیان

عمدہ ولذیذ ومرغن غذاؤں کا اشتغال وانہماک مذموم ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا خبردار!! عیش وتنعم سے بچنا، اللہ کے بندے عیش وتنعم میں پڑنے والے نہیں ہوتے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

امت کے بدترین لوگ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ہماری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، الوان واقسام کے مشروبات پئیں گے۔ رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے، باتیں خوب بنائیں گے یہ ہماری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۳)

فائدہ: ہمہ وقت کھانے پینے میں لگا رہنا اس کے اقسام والون میں ذہن لگانا کہ آج اس قسم کا کھانا کل دوسرے قسم کا کھانا، اسی کی فکر میں روپیہ پیسہ خرچ کرتے رہنا، اسی طرح کپڑے کے ڈیزائن بدلتے رہنا، کبھی یہ کپڑا کبھی وہ کپڑا، غرض کہ اسی کو مقصد حیات بنانا مذموم ہے۔ یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کبھی ہو جائے تو یہ قابل مذمت نہیں ہے۔

آخرت کو نہ بھول جاؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر پیٹ اور شرمگاہ کی بے جا شہوتوں کا اور نفس کی گمراہی کا خوف کرتا ہوں، یعنی کھانے پینے کے ذہن اور خواہشات نفس میں مبتلا رہنے سے خوف ہے کہ آخرت کو یکسر بھول نہ جاؤ۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

ہر خواہش کی تکمیل اسراف ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسراف میں سے ہے کہ ہر کھانا جس کا تمہارا من خواہش کرے کھاؤ۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

فائدہ: یعنی امراء ورؤساء کی طرح جس لذیذ کھانے کی خواہش ہو جائے فوراً اس کے انتظام میں لگ جائے، جہاں کہیں مزیدار کھانے کا علم ہوا خواہش ہوئی اس میں پڑ گیا، اس سے معلوم ہوا کہ ہر خواہش کی تکمیل سے نفس

کوروکتا رہے جو من چاہے اسی کے پیچھے نہ پڑے۔

قیامت کے دن بھوکے رہنے والے

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ تیز بھوک لگی (اور کھانے کو کچھ نہ تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر لیا اور اسے پیٹ پر رکھ لیا اور فرمایا کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس دنیا میں لذیذ کھانوں اور ناز و نعمت میں لگے ہیں اور وہ قیامت کے دن ننگے اور بھوکے ہوں گے، اور بہت سے ایسے لوگ جو نفس کا اکرام کرنے والے ہوں گے حقیقت میں اسے ذلیل کرنے والے ہوں گے، بہت سے وہ لوگ جو نفس کی تذلیل کرنے والے ہوں گے حقیقت میں اس کی عزت کرنے والے ہوں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے گوشت روٹی کا ثرید کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے ڈکار ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ڈکار سے بچو، جو آج دنیا میں جس قدر پیٹ بھر کھانے والا ہوگا کل قیامت میں اسی قدر بھوکا ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کے بعد حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ اس دنیا سے چل بسے، صبح کھاتے تو شام نہ کھاتے، شام کھاتے تو صبح نہ کھاتے، ابن ابی الدنیا کی ایک روایت میں ہے کہ ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے تیس سال تک پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

فائدہ: یہ کمال محبت و اتباع کی بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک پر اس طرح عمل پیرا رہے جو بلند پایہ عزم و ہمت کی بات ہے، یہ کمال تقویٰ تھا کہ تاحین حیات اس فضیلت پر عامل رہے۔ ویسے پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگر قلت طعام سے قویٰ کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ آج کل کے دور میں، یا پھر عبادت میں خلل واقع ہو تو یہ مناسب نہیں ہے۔

سادا کھانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹا (سادا کم قیمت والا) کھانا کھایا اور موٹا پہنا ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۲۲۶)

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کے الوان و اقسام اور اس کے تنعم میں نہیں لگے رہتے تھے، آسانی سے جو سادہ کھانا میسر آجاتا اسے کافی سمجھتے، عموماً کھجور، جو کی روٹی اور گوشت آپ کی غذا تھی، کھانے میں تنعم و تلون اور رنگ برنگ کے اقسام جو ہمارے دور میں خوشحال گھرانوں میں رائج ہیں، متعدد اقسام کے سالن، دسیوں قسم کی چٹنی، اچار وغیرہ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دو کھانے اور دو سالنوں کا جمع کرنا بھی پسند نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بطن مبارک میں دو کھانے جمع نہیں ہوئے اگر گوشت کھاتے تو اس پر زیادتی کسی چیز کی نہیں فرماتے اگر کھجور کھاتے تو اس پر کسی کی (بطور غذا و سالن کے) زیادتی نہ فرماتے، اگر روٹی کھاتے تو اس پر کسی چیز کو زائد نہ فرماتے۔ (سیرت جلدے صفحہ ۱۵۸)

پیٹ بھر کھانے کی مذمت

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ پہلی بدعت جو اس امت میں نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کھانا ہے۔، جب پیٹ بھرے گا تو بدن موٹا ہوگا تو ان کے دل کمزور ہوں گے اور ان کی شہوتیں بڑھیں گی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ بلا دریغ کھانے پینے کی فراوانی ہوگی تو جسم فربہ ہوگا اس سے شہوتوں کا انہماک ہوگا جو عبادت سے غافل کر دینے والی چیزیں ہیں جو یقیناً باعث خسارہ ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کھانا اتنا کھانا کہ بدن کو بوجھل کر دے اور نیند زیادہ آئے مکروہ ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۳۲)

بڑے پیٹ کی مذمت

حضرت جعدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا پیٹ بڑا تھا تو آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کیا اگر یہ زیادتی کہیں اور ہوتی تو اچھا ہوتا، یعنی عمل، فکر، رائے عقل میں زیادتی ہوتی بجائے پیٹ کے تو یہ اچھا ہوتا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

بھاری بھرکم ہونا کمال کی بات نہیں

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑا لمبا بھاری بھرکم شخص خوب کھانے پینے والا لایا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قیمت مچھر کے برابر بھی نہیں ہوگی اور چاہو تو یہ آیت اس کی تفسیر میں پڑھ لو "فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا" تَرْجَمَہ: "ہم قیامت کے دن ان کے لئے ترازو قائم نہ کریں گے۔" (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

اسی طرح بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت کے دن ایک موٹا شخص لایا جائے گا جس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔

فَائِدَہ: یعنی وہ لحیم و شحیم تو ہوگا جسم کے اعتبار سے، مگر عمل کے اعتبار سے نل ہوگا جس کی وجہ سے کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں پیٹ کے بڑے ہونے اور موٹاپا کی جو مذمت ہے وہ مطلقاً نہیں بلکہ اس موٹاپے پر ہے جو کھانے پینے کی فراوانی اور کثرت سے ہو اور اس کے اسباب بے فکری وغیرہ سے ہو۔ ورنہ اگر غیر اختیاری ہو تو یہ مذموم نہیں۔

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ مراد کھانے پینے میں توسیع وفراوانی کو پسند نہ کرنا ہے. چونکہ موٹاپے کا بھی یہی سبب ہے۔ (عینی جلد۱۳صفحہ۲۱۴)

ناز ونعمت کا پروردہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہماری امت کے بدترین افراد وہ ہیں جن کوناز ونعمت کی غذا ملی اوراسی تنعم میں ان کے جسم کی پرورش ہوئی۔

فَائِدَہ: یعنی کھانے پینے کی فراوانی میں پرورش ہوئی، الوان و اقسام کے کھانے میں پروان چڑھے۔ مذمت اس وجہ سے ہے کہ عموماً ایسے حالات و ماحول میں اور ایسے گھروں میں دینداری وخوف خدا باقی نہیں رہتا ایسے لوگوں کے یہاں فسق وفواحش بڑی آسانی سے داخل ہو جاتے ہیں۔ بیشتر امراء ورؤساء اورنوابوں کے ہاں ایسا ہی ماحول رہتا ہے، چونکہ یہ غفلت کے اسباب قویہ میں سے ہے اس لئے شریعت کے نزدیک مذموم ہے۔

(ترغیب جلد۳صفحہ۱۴۴)

مؤمن کی خوراک کم ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک کافر بہت کھایا کرتا تھا وہ مسلمان ہوگیا تو کم کھانے لگا، اس کا ذکر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مؤمن ایک پیٹ کھاتا ہے کافر سات پیٹ کھاتا ہے۔ (بخاری جلد۲صفحہ۸۱۲)

فَائِدَہ: یا تو یہ خاص واقعہ ہے جس کا ذکر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے کیا گیا یا یہ کہ یہ کافر کے حرص اور زائد کھانے کی مثال ہے کہ مؤمن کے مقابلے میں وہ حریص ہوتا ہے، اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مؤمن قلیل الطعام ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ (فتح الباری جلد۹صفحہ۵۳۹)

چنانچہ اس کا مشاہدہ بالکل آنکھوں کے سامنے بین اور واضح ہے، مسلمین اور کافرین کی خوراک کے درمیان کس قدر عظیم فرق ہے مطالب عالیہ میں ہے کہ وہ (کافر) زیادہ اس وجہ سے کھاتا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ سات پیٹ کی مقدار حدیث پاک میں بطور مثال کے ہے کہ اس کی خوراک زائد ہوتی ہے۔

(حاشیہ مطالب عالیہ جلد۲صفحہ۳۳۱)

زیادہ کھانے والا آدمی اچھا نہیں

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا (چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خریدا اور خریدنے کے بعد) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس کے سامنے (کھانے کے لئے) کھجوریں ڈال دیں، اس نے کھایا اور بہت زیادہ کھایا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زیادہ کھانا برا ہے اور واپس کرنے کا

حکم دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ خوراک زائد ہونا اچھی بات نہیں اور یہ کہ زیادہ کھانے والا نوکر اور خادم نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرت نافع رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس وقت تک نہ کھاتے تھے جب تک کہ کوئی غریب نہ شامل ہو جائے چنانچہ میں ایک شخص کو لایا جس نے زیادہ کھایا، تو ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا اس آدمی کو مت لانا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

فَائِدَہ: یعنی زیادہ کھانے والا کافر کے مشابہ ہے ایسی صحبت اختیار کرنا بہتر نہیں۔ (کرمانی حاشیہ بخاری)

ایک مؤمن کا کھانا دو کے لئے کافی ہے

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ایک مؤمن کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دو کا چار کے لئے۔ اور ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ دو کا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور حضرت سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حدیث جو بزار میں ہے اس میں ہے کہ جماعت پر اللہ کی مدد و نصرت ہوتی رہتی ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ مؤمن کا مقصد خواہشات کی تکمیل تو ہے نہیں بلکہ گزارا کرنا ہے چنانچہ وہ کمی پر بھی گزارا کر لیتا ہے، کم بھی کھا لیتا ہے تو کوئی پریشانی نہیں، یا یہ کہ اس کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے مستفاد ہوتا ہے یا یہ کہ حسب موقعہ ساتھیوں کی رعایت میں اس کا یہ اقدام اور ایثار ہوتا ہے اور یہی ہونا بھی چاہئے۔

گزراوقات (کھانے پینے کی طرز حیات) کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے ایسی نوبت نہیں آئی کہ مسلسل تین دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے گیہوں کی روٹی کھائی ہو یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۹۵۶)

فائدہ: آپ کے زمانہ میں گیہوں بمقابل جو کے گراں تھا، اتنی وسعت نہیں تھی کہ مسلسل اسی کی روٹی پکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دون پے در پے پیٹ نہیں بھرا۔ (شمائل صفحہ ۱۰)

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے فقر ہی پسند تھا اتنا ہوتا ہی نہیں تھا کہ سب پیٹ بھر سکیں جو کچھ ہوتا تھا وہ غرباء ومساکین پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۱۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ایک ایک ماہ تک ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی صرف کھجور اور پانی پر گزارہ تھا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۹۵۶)

فائدہ: آگ نہ جلنے کا مطلب یہ ہے کہ پکانے کی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں تھی ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دو ماہ کامل گزر جانے کے بعد تیسرے مہینے کا چاند نظر آجاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کی ایک ٹانگ پیش کی رات کا وقت تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندھیرے ہی میں اسے ٹکڑے کرنے لگی۔ کسی نے کہا گھر میں چراغ نہیں ہے؟ فرمانے لگیں اگر چراغ میں جلانے کے لئے تیل ہوتا تو اس کو کھانے میں استعمال نہ کرتے۔ (خصائل صفحہ ۲۴۴)

مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ مسلسل کئی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے رہ جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو رات کا کھانا، نہ ملتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام غذا جو کی روٹی تھی۔ (سیرت جلد۷ صفحہ ۱۲۸)

شیخین نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل کیا ہے کہ بسا اوقات آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کھجور پاتے تو فرماتے اگر صدقہ کے ہونے کا خوف نہ ہوتا تو اسے کھالیتا۔

فائدہ: یعنی شدت بھوک کی وجہ سے کھانا چاہتے مگر صدقہ کے احتمال کی وجہ سے نہ کھاتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۲۹)

مسند بزار میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیا سے تشریف لے گئے نہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نہ آپ کے اہل نے جو کی روٹی سے پیٹ بھرا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۲۷)

طبرانی میں حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیا سے تشریف لے گئے مگر کسی دن آپ نے دو وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ جو کی روٹی بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے گھر والوں سے نہیں بچتی تھی۔

مسلم اور بیہقی میں سماک بن حرب کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ فرمان منقول ہے کہ تم حسب خواہش کھانے پینے میں مشغول ہو حالانکہ میں نے ابن خطاب (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے سنا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھوک سے کروٹیں بدلتے اور پیٹ بھرنے کو ردی کھجور بھی دستیاب نہیں ہوتی۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا روٹی کا ٹکڑا لے کر آپ کی خدمت میں آئیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا روٹی ہے جو میں نے پکائی ہے، دل نے گوارہ نہ کیا (کہ میں کھالوں) اس لئے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے آئی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ تین دن کے بعد پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں گیا ہے۔

ابن عساکر میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے گھر والوں کو تین دن بھی گیہوں کی روٹی کھانے کی نوبت نہ آسکی۔ یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انتقال فرما گئے اور دنیا ہمارے اوپر تنگ رہی آپ کی وفات کے بعد تو دنیا ہم لوگوں پر برس پڑی۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۰)

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ کے گھر والوں پر ایک مہینہ دوسرا مہینہ تیسرا مہینہ گزر جاتا اور گھر میں آگ جلانے کی نوبت نہ آتی، نہ روٹی کے لئے نہ اور کچھ پکانے کے لئے، پوچھا گیا پھر کس سے گزر ہوتا تھا؟ کہا کھجور اور پانی سے!! اور کہا انصاری پڑوسی تھے، اللہ ان کو جزائے خیر دے، ان کے پاس دودھ والے جانور تھے وہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۵۶، بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۶)

ابن سعد میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیٹ مبارک میں، دو کھانے جمع نہ ہوتے اگر گوشت کھاتے تو پھر اس پر کچھ نہ کھاتے، اگر کھجور کھالیتے تو پھر اس پر نہ کھاتے، اگر روٹی

کھالیتے تو اس پر زیادتی نہ کرتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۸)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ کبھی آپ ﷺ کے دستر خوان پر صبح کے کھانے میں یا شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں مگر حالت ضعف میں۔ (خصائل صفحہ ۳۴۹)

مالک بن دینار رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضعف میں۔

فائدہ: یعنی روٹی اور گوشت جو اس زمانہ کا بھی متوسط درجہ کا کھانا تھا، اس سے بھی پیٹ بھرنے کی نوبت نہیں آئی۔ ضعف کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ دعوت یا کسی مجمع میں دو کھانوں کی نوبت آئی دوسرا یہ کہ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے موقع پر ان کی رعایت و اہتمام میں تا کہ وہ بھوکے نہ رہ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ تنہا گھر میں جو میسر ہوتا اسی پر اکتفا کرتے خواہ صرف روٹی یا گوشت ہی سہی مگر مہمان آ جاتا تو اہتمام فرماتے، کم از کم روٹی گوشت ہو جائے۔

خصائل میں ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا تو اس کے لئے آپ ﷺ باوجود عسرت اور تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۶۰)

فائدہ: خیال رہے کہ آپ ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ نے اپنی زندگی کو ابتدا سے انتہا تک اسی فقر پر باقی رکھا۔ باوجودیکہ خیبر اور حنین کی فتح کے بعد مال کی بہتات اور فراوانی و آسودگی آ چکی تھی، جو وسعت ہوتی اسے آپ ﷺ فقراء و مساکین اور آنے والوں پر صرف فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایسی حالت میں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوا کرتی تھی، درخت کے پتے، کیکر، (ببول) کی پھلیاں ہم لوگ کھایا کرتے تھے جس کی وجہ سے منہ کے جبڑے زخمی ہو گئے تھے اور پتے کھانے کی وجہ سے پاخانے میں اونٹ اور بکری کی طرح مینگنیاں نکلا کرتی تھیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

امت چار قسموں پر!

(آپ ﷺ کی وفات کے بعد) امت چار قسموں پر منقسم ہو گئی ایک وہ جماعت جنہوں نے نہ تو خود دنیا کی طرف رخ کیا نہ دنیا ہی نے اس کا ارادہ کیا جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، دوسری وہ جنہوں نے دنیا کا رخ نہ کیا لیکن دنیا نے اس کا ارادہ کیا جیسے حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رخ کیا اور دنیا نے بھی ان کی طرف رخ کیا جیسے بنو امیہ کے بادشاہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے علاوہ، چوتھے وہ لوگ جنہوں نے دنیا کا ارادہ کیا مگر دنیا نے ان کا رخ نہ کیا جیسے وہ تنگ دست

وغریب جن کو دنیا کی فکر ومحبت لگی رہتی ہے مگر ملتی نہیں۔ (شرح شمائل مناوی صفحہ ۱۸۶)

کثرت اکل وحرص طعام پر امام غزالی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے ترہیبی مضامین

زیادہ کھانا اور پیٹ بھرنے کی ہوس بیسیوں گناہوں کی جڑ ہے کیونکہ اس سے جماع کی خواہش بڑھتی ہے اور جب شہوت بڑھتی ہے تو مال حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ شہوتیں مال کے بغیر پوری نہیں ہوسکتیں اوراس کے بعد طلب جاہ کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ جاہ کے بغیر مال کا حاصل کرنا دشوار ہے اور جب مال وجاہ کی خواہش پیدا ہوگی تو تکبر، ریا، حسد، کینہ، عداوت غرض بہتیری آفتیں جمع ہوجائیں گی اور دین کی تباہی کا پورا سامان اکٹھا ہوجائے گا اس لئے حدیث میں بھوک کی زیادہ فضیلت آئی ہے۔

کم کھانے کے فضائل وفوائد

رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے بھرنے کے واسطے پیٹ سے زیادہ کوئی برا برتن نہیں ہے آدمی کو ضرورت کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں جن سے زندگی قائم اور کمر مضبوط رہے اور اگر اس سے زیادہ ہی کھانا ضروری ہے تو پیٹ کے تین حصے کر لئے جائیں کہ تہائی حصہ کھانے کے لئے ہو اور تہائی حصہ پینے کے لئے اور اور تہائی حصہ سانس لینے کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے۔ بھوک میں فائدے تو بے شمار ہیں مگر ہم ان میں سے چند بڑے فائدوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو اصول کہنا چاہئے اور درحقیقت آخرت کی سعادت کا حاصل ہونا انہیں پر موقوف ہے۔

اول: قلب میں صفائی اور بصیرت میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ پیٹ بھر لینے سے بلادت پیدا ہوتی ہے اور قلب کی آنکھیں اندھی ہوجاتی ہیں اور جب ذکاوت جاتی رہی تو معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔

دوم: دل رقیق ہوجاتا ہے اور مناجات میں مزہ آتا ہے کیونکہ جب یہ توبرہ خالی ہوگا تو اپنے مالک کے سامنے سوال اور التجا اور دعا کرنے میں لطف آئے گا اور خوف وخشیت وانکسار پیدا ہوگا جو معرفت کے حاصل کرنے کی کنجیاں ہیں۔

سوم: سرکش نفس ذلیل اور مغلوب ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب دشمن خدا کو شکست ہوئی تو غفلت کا دروازہ بند ہوگیا تو حق تعالیٰ کی جانب توجہ ہوگئی اور سعادت کا دروازہ کھل جائے گا یہی وجہ ہے کہ جب رسول مقبول ﷺ پر دنیا پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے منظور نہیں فرمایا اور یوں عرض کیا کہ بار الٰہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھرے تا کہ شکر ادا کروں اور ایک دن فاقہ ہوتا کہ صبر کروں۔

چہارم: آخرت کی مصیبتوں اور عذاب کی تکلیفوں کا دنیا میں بھی کچھ مزہ چکھنا چاہئے تا کہ ان کی اذیت سے نفس خبردار ہوکر ڈرے اور ظاہر ہے کہ بھوک سے زیادہ انسان اپنے نفس کو کوئی عذاب نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اس

میں کسی قسم کے تکلف اور سامان فراہم کرنے کی حاجت نہیں اور جب بھوک کی وجہ سے عذاب الٰہی کا ہر وقت مشاہدہ رہے گا تو حق تعالیٰ کی معصیت کی جانب توجہ بھی نہ ہوگی اور نافرمانی کی جرأت نہ ہوسکے گی۔

پنجم: تمام شہوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں کہ کسی خواہش کے پورا ہونے کی آرزو نہیں رہتی اور دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں نے پیٹ بھر کر کھایا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی گناہ مجھ سے صادر ہوا یا کم سے کم گناہ کا قصد تو ہو ہی گیا۔ اور حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے بعد سب سے پہلی بدعت جو ایجاد ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے پس جب مسلمانوں کے پیٹ بھرنے لگے تو ان کے نفس دنیا کی جانب کھینچ لے گئے۔

ششم زیادہ نیند نہیں آتی اور عبادت گراں نہیں گزرتی، کیونکہ پیٹ بھر کر کھانے سے نیند کا غلبہ ہوا کرتا ہے اور نیند سے عمر بھی کم ہوتی ہے کیونکہ وہ خدا کی عبادت نہیں کرنے دیتی۔ حضرت ابوسلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جنہوں نے شکم سیر ہوکر کھایا ہے ان میں چھ خصلتیں پیدا ہوئیں۔ اول: عبادت کی حلاوت جاتی رہی۔ دوم: حکمت وفراست اور ذکاوت ونور معرفت کا حاصل ہونا دشوار پڑ گیا۔ سوم: مخلوق خدا پر شفقت اور ترس کھانے سے محرومی ہوئی کیونکہ سب کو اپنے ہی جیسا پیٹ بھرا ہوا سمجھا۔ چہارم معدہ بھاری ہو گیا۔ پنجم: خواہشات نفسانی زیادہ ہوگئیں۔ ششم: یہ حالت ہوگئی کہ مسلمان مسجدوں میں آرہے ہوں گے اور یہ بیت الخلاء جا رہا ہوگا۔ اللہ کے بندے بیت اللہ کا چکر لگائیں گے اور یہ کوڑیوں کا گشت کررہا ہوگا۔

ہفتم: دنیوی تفکرات کم ہو جائیں گے اور فکر معاش کا بار ہلکا ہو جائے گا کیونکہ جب بھوک کی عادت ہوگئی تو تھوڑی سی دنیا پر قناعت کر سکے گا اور پیٹ کی خواہش پورا کرنے کو دوسروں سے قرض نہ لے گا بلکہ اپنے نفس ہی سے یہ قرض مانگ لے گا یعنی اس کو خالی رکھے گا۔ شیخ ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی سے جب کہا جاتا تھا کہ فلاں چیز گراں ہوگئی تو یوں فرمایا کرتے تھے کہ ترک کر دو اور اس کی خواہش چھوڑ کر اس کو ارزاں بنالو اس سے زیادہ سستی چیز کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو خریدا ہی نہ جائے۔

شکم سیری کا علاج اور اس کا طریقہ

چونکہ شکم سیری اور زیادہ کھانے کی لوگوں کو عادت پڑی ہے اس لئے یک لخت اس کا چھوڑنا دشوار ہے لہٰذا اپنی خوراک مقررہ میں روزانہ ایک لقمہ کم کر دیا کرو تو مہینہ بھر میں ایک روٹی کم ہو جائے گی اور کچھ گراں بھی نہ گزرے گا اور جب اس کی عادت ہو جائے تو اب مقدار اور وقت اور جنس کی طرف توجہ کرو تاکہ رفتہ رفتہ اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے۔

کھانے کے مراتب

یادرکھو کہ مقدار کے تین درجے ہیں۔

اعلیٰ: درجہ صدیقین کا ہے یعنی بس اتنا کھانا چاہئے جس سے کمی کرنے میں زندگی جاتی رہے یا عقل میں فتور آجائے اس سے زیادہ کھانا اس مرتبہ میں گویا پیٹ بھر کے کھانا ہے جس کی ممانعت ہے۔ حضرت سہل تستری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک یہی مختار ہے ان کی رائے یہ تھی کہ بھوک کے ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا شکم سیری کی قوت کے سبب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

متوسط: درجہ یہ ہے کہ روزانہ نصف مد یعنی دو تہائی رطل پر اکتفاء کیا کرو، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور اکثر صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی عادت یہی تھی کہ ہفتہ بھر میں ایک صاع جو سے زیادہ نہ کھاتے تھے۔

ادنیٰ: درجہ یہ ہے کہ روزانہ ایک مد کی مقدار کھاؤ بس۔ اگر اس سے زیادہ کھاؤ گے تو پیٹ کے بندے سمجھے جاؤ گے اور چونکہ مقدار خوراک کے بارے میں لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں لہٰذا سب کے لئے ایک مقدار معین نہیں ہوسکتی ہے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ سیر بھر اناج کھا سکتے ہیں اور بعض آدمیوں سے پاؤ بھر بھی نہیں کھایا جاتا۔ اس لئے قاعدہ کلیہ یاد رکھو کہ جب اشتہاء صادق ہو تو کھانے کی جانب ہاتھ بڑھاؤ اور یہ اشتہاء پوری نہ ہونے پائے کہ ہاتھ روک لو اور صادق اشتہاء کی علامت یہ ہے کہ جیسی بھی روٹی سامنے آجائے اس کو سالن اور ترکاری کے بغیر کھانے کی رغبت ہو، کیونکہ جب خاص گیہوں کی روٹی کی خواہش ہوئی یا سالن کے بغیر روٹی کا کھانا گراں گزرا تو معلوم ہوا کہ بھوک کی سچی خواہش نہیں ہے بلکہ طبیعت کو لذت اور ذائقہ کی جانب ایسا میلان ہے جیسا شکم سیر ہونے کے بعد پھل یا میوہ کا ہوا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا نام بھوک نہیں ہے بلکہ تفکّہ اور تلذذ ہے۔

اوقات طعام کے مختلف مراتب

کھانے کے وقت میں بھی کئی درجے ہیں۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ کم سے کم تین دن بھوکے رہ کر چوتھے دن کھایا کرو۔ دیکھو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پے در پے چھ چھ دن بھوکے رہتے تھے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور حضرت سفیان ثوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سات سات دن تک بھوکے رہنے کے عادی تھے، بزرگوں کے فاقہ کی نوبت چالیس دن تک پہنچی ہے اور یاد رکھو کہ جو شخص چالیس دن بھوکا رہے گا اس پر ملکوتی عجائبات اور اسرار میں سے کوئی راز ضرور منکشف ہوگا اور چونکہ یک لخت اس کا حاصل کرنا بھی دشوار ہے اس لئے آہستہ آہستہ بھوک کی عادت ڈالو۔ متوسط درجہ یہ ہے کہ دو دن بھوکے رہو اور تیسرے دن کھایا کرو، اور ادنیٰ یہ ہے کہ روز صرف ایک دفعہ کھاؤ کیونکہ دونوں وقت کھانے سے تو بھوک کی کبھی حاجت ہی نہ ہوگی پس جو شخص دو وقت

کھانے کا عادی ہے اس کو تو بھوک کا مزہ ہی نہیں معلوم ہوسکتا ہے کہ کیسا ہوتا ہے۔ (تبلیغ دین صفحہ ۴۷)

جنس طعام کے مختلف مراتب

جنس طعام میں اعلیٰ درجہ گیہوں کی روٹی کا ترکاری کے ساتھ کھانا ہے اور ادنیٰ درجہ جو کی روٹی بلا ترکاری کے کھانا ہے۔ یاد رکھو کہ ترکاری کی عادت اور مداومت بہت بری ہے۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی تھی کہ صاحبزادہ کبھی گوشت روٹی کھاؤ اور کبھی روٹی اور گھی اور کبھی دودھ روٹی، کبھی سرکہ روٹی، کبھی زیتون کے ساتھ روٹی کھاؤ اور کبھی نمک کے ساتھ اور کبھی روٹی پر قناعت کرو۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ ارشاد بھی ان لوگوں کے لئے ہے جن کو ترکاری کی ہمیشہ عادت ہے۔ جو اہل طریق و سالک ہیں ان کو ترکاری کا کیا معنی؟ ساری مزے دار چیزوں اور خواہشوں سے منع کیا جاتا ہے اور بعض بزرگوں نے ایک ایک چیز کی خواہش کو دس دس بیس بیس برس روکے رکھا ہے اور پورا نہیں ہونے دیا۔ حضرت رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں بدتر لوگ وہ ہیں جن کے بدن عمدہ غذاؤں اور لذیذ طعام سے پرورش پائے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمتیں بس طرح طرح کے کھانوں اور قسم قسم کے لباس ہی کی جانب متوجہ ہیں کہ منہ پھاڑ پھاڑ کر باتیں بناتے ہیں اور کام کچھ بھی نہیں کرتے۔

انتباہ: خیال رہے کہ آج کل ضعف صحت کی وجہ سے تقلیل طعام کے ایسے مجاہدوں کی اجازت نہیں ہے بلکہ ابقاء صحت بھی واجبات دین میں سے ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں "بقدر حاجت خورد ونوش واجب ہے، قلت طعام کی ایسی ریاضت کہ عبادت ہی سے ضعیف ہو جائے جائز نہیں ہے۔"

(اسوہ صفحہ ۸)

پینے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ٹھنڈی میٹھی چیز سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی دو چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز زیادہ پسند تھی۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۱)

فائدہ: بظاہر تو اس حدیث سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مراد ہے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے شہد کا شربت یا کھجور کا نبیذ (شربت) مراد ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کھانے کا اہتمام کچھ ایسا نہ تھا جو حاضر ہوتا وہی تناول فرما لیتے لیکن میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ سقیا جو مدینہ طیبہ سے کئی میل پر ہے وہاں سے میٹھا پانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا جاتا تھا۔

ٹھنڈے پانی کا اہتمام سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام سقیا سے ٹھنڈا پانی منگایا جاتا تھا جو مدینہ طیبہ سے دو یوم کی مسافت پر تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۷۱)

فائدہ: مقام سقیا مدینہ سے دو منزل یعنی (۳۶) میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (مدارج) اتنی دور سے ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ٹھنڈا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور مدینہ میں شیریں پانی دستیاب نہیں تھا بلکہ کھارا تھا۔ (مواہب جلد۷ صفحہ۳۵۷)

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں قیام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مالک بن نضر کے کنویں سے شیریں پانی لایا جاتا تھا، پھر بئیر سقیا سے ازواج مطہرات کے یہاں لایا جاتا تھا۔ رباح اسود جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور خادم تھے وہ کبھی بیر سقیا اور کبھی بئیر غرس سے پانی لاتے تھے۔ (جلد۱۰ صفحہ۷۴)

حضرت ہیثم بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بئیر تیہان سے پانی لایا کرتا تھا جس کا پانی نہایت شیریں اور عمدہ تھا۔ (سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۳۴۶)

حضرت عمرو بن حاکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیئر غرس سے پانی لایا جاتا تھا۔

آپ ﷺ اسی سے غسل فرماتے تھے۔ اس کا پانی نہایت عمدہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ بئیر غرس بہترین کنواں ہے اس کا تعلق جنت کے چشموں سے ہے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۵۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بیئر غرس پر تشریف لائے اور پانی سے کلی کی اور وہ کنویں میں ڈال دیا۔

حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بئیر غرس کا پانی پیا۔ آپ ﷺ نے اس میں برکۃً کلی فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے پرانے مشکیزہ میں پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ٹھنڈے پانی کے اہتمام کے لئے برف اور صراحی وغیرہ کا انتظام خلاف سنت نہیں بلکہ موافق سنت ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شیریں اور ٹھنڈے پانی کا اہتمام زہد کے منافی نہیں ہے کھارا پانی پینا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

ٹھنڈے پانی کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اے فرزندو! پانی کو ٹھنڈا کر کے پیو، کیونکہ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا ہوتا ہے۔ (مدارج جلد ۵ صفحہ ۱۵)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں بیان کیا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

باسی ٹھنڈا پانی

بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور شخص تھا۔ باغ والا باغ میں پانی دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس رات کا باسی پانی ہے؟ تو لاؤ! ورنہ اس کیاری ہی سے (تازہ) پانی پی لوں گا اس باغ والے نے کہا میرے پاس رات کا باسی پانی مشکیزہ میں ہے۔ چنانچہ اس نے پانی پیالہ میں نکالا اور بکری کا دودھ ملایا اور آپ کو پلایا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رات کا باسی پانی پینا بمقابل تازہ پانی کے بہتر ہے اور یہ کہ باسی پانی سنت ہے۔
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۰)

مشروبات کا سردار

حضرت صہیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مشروبات کا سردار دنیا و آخرت میں پانی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)

پانی کو خوشبودار بنانا مذموم ہے

پانی کو مشک گلاب (کیوڑہ) سے خوشبو دار بنانا مذموم ہے یہ ترفہ اور تنعّم میں داخل ہے۔ امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔ (مدارج، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

فَائِدَہ: شادی بیاہ اور دیگر موقعوں پر بعض لوگ پانی میں کیوڑہ ڈال دیتے ہیں جیسا کہ امراء کے یہاں دیکھا گیا ہے یہ مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود پانی کو ایسا صاف و شفاف پیدا کیا ہے کہ خوشبو سے اس کے عمدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پانی کو خوشبودار بنانا اسراف میں داخل ہے جو مذموم ہے۔ (سیرت شامی صفحہ ۳۶۰، فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

شہد پانی (شہد ملا پانی)

نبی پاک ﷺ شہد میں پانی ملا کر نوش فرماتے تھے۔ (مدارج النبوت جلد ۱۵ صفحہ ۶۵)

نہار منہ شہد پانی

آنحضرت ﷺ شہد پانی نوش جاں فرماتے اور جب اس پر کچھ گھڑی گزر جاتی اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کو موجود ہوتا تناول فرماتے۔ صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا ہے کہ اس میں صحت کی حفاظت ہے، شہد کا شربت ناشتہ میں استعمال کرنا بلغم کو کم کرتا ہے۔ معدے کے حمولات کو صاف کرتا ہے اور اس کی چکنائی کو زائل کرتا ہے، فضلات کو دور کرتا ہے، معدے کو اعتدال کے ساتھ گرم رکھتا ہے اور جوڑوں کو کھولتا ہے۔ (مدارج صفحہ ۱۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت میں جو ٹھنڈی میٹھی چیز کے مرغوب ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد یہی شہد ملا شربت ہے۔ (مدارج صفحہ ۱۶)

شہد

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۰)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ زینب بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس تشریف لاتے اور شہد نوش فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۲۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر دو شفا دینے

والے لازم کرلو ایک قرآن دوسرا شہد۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص ہر ماہ تین دن صبح کو شہد چاٹ لیا کرے تو تمام بڑی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۱)

فَائِدَہ: شہد نہایت ہی مفید اور نفع بخش غذا اور دوا ہے، سینکڑوں فوائد کا حامل ہے۔ خارجی و داخلی استعمال دونوں میں مفید ہے۔ نومولود سے لے کر بوڑھوں تک کو مفید صحت ہے۔ قرآن کریم میں اسے شفاء فرمایا گیا ہے اس کے منافع وفوائد پر بے شمار طبی رسائل ہیں۔ جنت میں شہد کی نہریں ہوں گی۔ حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کے متعدد فوائد شمار کرائے ہیں۔ رگوں اور معدے کے لئے مفید، رطوبات کا محلل ہے بلغمی امراض میں نافع ہے، غذا اور دوا دونوں کی شان ہے۔ اس کا پانی کتے کاٹے کو مفید، اس کا سرمہ آنکھوں کے لئے مقوی، دانتوں کے لئے مصقل، صفراء والوں کا تریاق ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۰)

دودھ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ یہ کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" تَرْجَمَہ: "اے اللہ! اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور زیادتی نصیب فرما۔" میں خوب جانتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کی طرف سے کافی ہو (یعنی جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دے) سوائے دودھ کے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں اور خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے یہاں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ایک برتن میں دودھ لائیں، نبی پاک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے اسے نوش فرمایا۔ (شمائل مختصر ا صفحہ ۱۴)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا شب معراج میں میرے سامنے تین قسم کے پیالے پیش کئے گئے۔ دودھ کا پیالہ، شہد کا پیالہ، شراب کا پیالہ۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا اسے پیا تو مجھے کہا گیا آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور آپ کی امت نے (بھی)۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۰)

فَائِدَہ: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے شراب کے مقابلہ میں دودھ کو استعمال کیا کہ یہ زیادہ نفع بخش ہے۔ اس میں غذائیت کا مادہ زائد ہے۔

حضرت براء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے (ہجرت کے موقع پر) تشریف لے جارہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پیاس لگی اور ہم چرواہوں کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے ایک پیالہ دودھ حاصل کیا اور آپ کی

خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اسے نوش فرمایا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۵۵)

پانی ملا دودھ

آنحضرت ﷺ دودھ کبھی خالص بھی پیتے اور کبھی اس میں پانی ملا کر نوش فرماتے، بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ایک صحابی بھی تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اس نے جواب دیا وہ انصاری باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اگر تیرے مشکیزہ میں رات کا باسی پانی ہے تو لاؤ ورنہ ہم کیاری سے ہی پی لیتے ہیں اس انصاری نے کہا ہاں میرے پاس باسی پانی ہے۔ وہ جھونپڑے میں گیا اور پیالہ میں پانی لیا اور اس میں بکری کا دودھ دوہا۔ پس آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا اور اس آدمی نے بھی پیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۰، بخاری صفحہ ۸۴۱)

فائدہ: دودھ میں پانی ملا کر پینا گرم ملاقے والے کے لئے بہت مفید ہے کہ اس سے معتدل ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے دودھ میں کنویں کا پانی ملا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔

خیال رہے کہ پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا درست ہے اور مسنون ہے۔ مگر فروخت ہونے والے دودھ میں پانی ملانا درست نہیں ہے۔ (عینی جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۰)

اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ" قائم کیا کہ پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا مشروع اور مسنون ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مشروبات میں دودھ آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۸۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جب سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا تو وہاں چار نہریں تھیں، دو ظاہر میں بہہ رہی تھیں اور دو باطن میں۔ ظاہر کی دو نہریں، نیل اور فرات تھیں اور باطن کی دو نہریں جنت میں ہیں۔ پھر میرے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے، دودھ، شہد، شراب کا پیالہ۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور پیا اس پر کہا گیا کہ تو نے فطرت کو اختیار کیا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۸۱)

نبیذ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے لئے نبیذ بناتی تھی، تھوڑی کھجور

تھوڑی کشمش لیتی اور اسے پانی میں ڈال دیتی، اگر صبح ڈالتی تو آپ ﷺ شام کو نوش فرماتے اگر شام کو ڈالتی تو صبح کو نوش فرما لیتے۔ (ابن ماجہ، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۲)

فائدہ: تاخیر نہ فرماتے کہ کہیں سکر نہ پیدا ہو جائے اور اس مقدار سے اس میں نشہ نہیں ہوتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لئے نبیذ بنایا جاتا۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ وہ پیالہ ہے جس میں میں نے نبی پاک ﷺ کو شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا ہے۔ (عمدہ جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۶)

نبیذ: عرب کے محبوب مشروبات میں سے ہے۔ آپ ﷺ کو بھی یہ مرغوب تھا، چھوہارے یا کشمش وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جاتا تھا اس کی مٹھاس اور اس کا ہلکا سا مزہ پانی میں آجاتا تھا اسے آپ ﷺ نوش فرما لیتے تھے۔ گویا کہ ہلکا میٹھا شربت ہوا، صبح کا ڈالا ہوا شام میں شام کا ڈالا ہوا صبح میں پی لیتے تھے۔ لیکن پانی میں اتنی دیر ڈالے رکھنا اور چھوڑے رکھنا کہ گاڑھا پن اور نشہ آجائے یا جھاگ آجائے تو حاشا وکلا آپ ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے نشہ کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ اگر زیادہ دیر کی ہو جاتی اور نشہ کا احتمال ہوتا تو آپ ﷺ اسے انڈیلنے کا حکم دیتے۔ نبیذ کی یہ صورت جو آپ نے استعمال کی ہے مسنون ہے اور اس کے بعد نشہ والی صورت حرام ہے۔

آپ ﷺ کے مشروبات کا ذکر

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں آپ ﷺ کے مشروبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ستو، شہد، پانی، نبیذ تمر اور حریرہ جو دودھ اور آٹے سے بنایا جاتا ہے اسے نوش فرمایا ہے۔

(جلد ۱ صفحہ ۵۴)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کھجور اور کشمش کا نقیع نبیذ پیا ہے۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰)

کھانے کے بعد فوراً پانی پینا

آپ ﷺ کھانے کے بعد (فوراً) پانی نوش نہیں فرماتے تھے۔ (مدارج صفحہ ۱۷)

کھانے کے بعد فوراً پانی پینا معدہ اور ہضم کے لئے مضر ہے اس لئے تھوڑی دیر کے بعد پانی پینا چاہئے۔

دودھ کے بعد کلی کرنا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پیا اور کلی فرمائی اور فرمایا

کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۳۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی پاک سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دودھ پیو تو کلی کرو کہ اس میں دسومت (چکناہٹ) ہوتی ہے۔

دودھ کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا۔ دودھ، تکیہ، تیل۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۰۲، مجمع جلد۵ صفحہ ۴۵)

پانی پینے کا مسنون طریقہ

حضرت بہز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ مسواک عرض میں فرماتے تھے اور پانی چوس کر پیا کرتے تھے، انڈیلتے نہیں تھے اور تین سانس میں پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار، مزیدار اور بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ ۸۳، سیرت الشامی جلد۷ صفحہ ۳۷۵)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ لبوں اور ہونٹوں سے پانی چوستے ہوئے پیتے تھے یہ بات گلاس اور کٹورے میں تو پائی جائے گی مگر لوٹوں کی ٹونٹی سے یہ بات حاصل نہ ہوگی۔

غٹ غٹ پینا ممنوع ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی پیو تو چوس کر پیو، غٹ غٹ مت پیو۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۵۳)

احیاء العلوم میں ہے کہ اس سے جگر کی بیماری ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد۲ صفحہ ۱۱)

پانی تین سانس میں پینا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیتے تھے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۰)

فَائِدَہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں سانس نہیں نکالتے تھے بلکہ برتن منہ سے الگ ہٹا لیتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۵۲)

برتن میں سانس لینا ممنوع ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ برتن میں سانس لیا جائے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پینے کی چیزوں میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد)

دو سانس میں بھی اجازت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی پیتے تو دو سانس میں پیتے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۱)

فائدہ: دو سانس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے یہ بھی درست ہے مگر تین سانس میں اولیٰ ہے یا مراد پانی کے درمیان کا سانس ہے۔ جب دو سانس لی جائے گی تو تین سانس میں پانی پینا ہوگا۔ (خصائل صفحہ ۱۵۵)

ایک سانس میں پینا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ہی مرتبہ میں پانی مت پیو جیسے کہ اونٹ پیتا ہے لیکن دو یا تین سانس میں پیو اور بسم اللہ پڑھو اور پی چکو تو الحمد للہ پڑھو۔

(جمع الوسائل صفحہ ۲۵۳، ترمذی جلد۲ صفحہ۱۱)

ہر سانس میں الحمد للہ کہنا مسنون ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی تین سانس میں پیتے جب برتن منہ کو لگاتے تو بسم اللہ کہتے، اور جب دور کرتے تو الحمد للہ کہتے۔ اس طرح تین مرتبہ کرتے۔

(جمع الوسائل جلد۲ صفحہ ۲۵۳، مجمع جلد۵ صفحہ۸۴)

فائدہ: یہ طریقہ بھی مسنون ہے اور دوسرا یہ طریقہ بھی سنت ہے کہ شروع میں بسم اللہ کہے اور آخر میں الحمد للہ کہے، چنانچہ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیتے تھے، شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ۸۴)

پلانے والے کا نمبر آخر میں

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پلانے والے کا نمبر آخر میں ہوتا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۱۱)

فائدہ: یعنی جو شخص پلائے اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ آخر میں پیے جب سب لوگ فارغ ہو جائیں۔

پینے والا اپنے دائیں کو دے

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب میں تھا اسے دیا۔ (بخاری صفحہ۸۴۰، ترمذی جلد۲ صفحہ۱۱، مجمع جلد۵ صفحہ۸۵)

فائدہ: یعنی مجلس میں پینے کے بعد کسی کو دینا ہو تو پینے والا اپنے دائیں کو دے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

پینے کی ابتدا بڑے سے ہو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پلاتے تو فرماتے بڑوں سے شروع کرو۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۸۴)

فائدہ: مجلس میں تقسیم کی ابتدا یا تو بڑے سے ہونا مسنون ہے یا دائیں جانب سے۔ اول کسی بڑے بزرگ سے ابتدا کر کے دایاں رخ اختیار کر لے۔

کھڑے ہو کر پانی پینا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پیے، قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اور کھانا؟ تو فر. یا وہ تو اس سے برا ہے۔ (مسلم جلد۲ صفحہ۱۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا جو کھڑے ہو کر پانی پی رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قے کر دو۔ اس نے پوچھا کس وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ بلی پانی پیے تو پسند کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے زیادہ برے شیطان نے تیرے ساتھ پیا ہے۔ (سیرت خیر العباد جلد۷ صفحہ۳۶۹)

زمزم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم پلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (مسلم جلد۲ صفحہ۱۷۴، ترمذی جلد۲ صفحہ۱۰)

زمزم کا کھڑے ہو کر پینا افضل اور مسنون ہے۔ زمزم پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے اس کے پینے سے قبل دعا کر لی جائے۔

پھونک مارنا ممنوع ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا مکروہ سمجھتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۷۷)

وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے

نزال بن سیرہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پیا ہے۔
(شمائل صفحہ۱۴)

فائدہ: وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضو کا پانی کھڑے ہو

کر پینے کو بعض بزرگوں سے شفاء امراض کے لئے علاج مجرب نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے شرح شمائل میں اس کا استحباب نقل کیا ہے، فتاوٰی ہندیہ (عالمگیری) میں بھی اس کا استحباب منقول ہے۔ نیز قبلہ رخ پینا مسنون ہے۔ (شامی جلد ۱ صفحہ ۸۷)

سونے چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے

حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہَا کی روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے سونے چاندی کے برتن میں پانی پیا اس نے پیٹ میں جہنم کو انڈیلا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

فَائِدَہ: سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال خواہ کسی چیز کے لئے ہو مردوں وعورتوں دونوں کے لئے حرام ہے۔ عورتوں کو صرف زیورات کی اجازت ہے اس کے علاوہ پاندان، سرمہ دانی، چمچہ وغیرہ سونے چاندی کا برتنا حرام ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ کا بیان

عاصم احول رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھا وہ لکڑی کا پیالہ تھا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ اس میں لوہے کا پترا لگا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا پترا لگا دے تو ان سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس پیالے کی ہیئت نہ بدلو جیسا تھا ویسے ہی رہنے دو۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۸۴۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں چاندی کے پترے لگے ہوئے تھے۔ (سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۵۷۴)

فائدہ: پیالہ خالص لکڑی کا پیلے رنگ کا تھا، درخت شمشاد کی لکڑی سے بنا تھا۔ (اشیہ بخاری صفحہ۸۴۲)

لکڑی کا پیالہ سنت ہے

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو ایک لکڑی کا ٹوٹا پیالہ دکھلایا جس میں لوہے کے پترے لگے تھے اور کہا اے ثابت یہ پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت نضر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میراث سے یہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ امام بخاری نے بصرہ میں اس کی زیارت کی اور اس سے پانی بھی پیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ۱۴۸)

شیشہ کا پیالہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیشے کا پیالہ تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے تھے۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۶۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مقوقس (بادشاہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیشہ کا پیالہ ہدیہ بھیجا تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے۔ (ابن ماجہ، سیرت صفحہ۳۶۲)

تانبے کا ملمع شدہ پیالہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک تانبے کا پیالہ تھا جس پر چاندی کا ملمع تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے اور وضو کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد۵ صفحہ۸۰)

فَائِدَہ: تانبے یا پیتل کا پیالہ ہوتو بغیر ملمع (قلعی) کے استعمال کرنا صحت کے لئے مضر ہے۔ برتن پر چاندی کا پانی چڑھانا اور اس کا استعمال درست ہے۔

مٹی کا پیالہ

حضرت خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شوربا دار گوشت نوش فرماتے ہوئے دیکھا اور پکی مٹی کے پیالہ سے پانی پیتے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ایک پیالہ مٹی کا تھا۔
(سیرت شامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۵)

بڑا پیالہ

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیان کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا (جس کی چوڑائی اور وزن کا یہ حال تھا کہ) چار آدمی اٹھاتے تھے۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۶۴)

فَائِدَہ: بہت بڑا برتن پیالے کی شکل کا تھا جس میں ایک جماعت شریک طعام ہوتی تھی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیالے کی تفصیل

حضرت عاصم احول رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ایک پیالہ، دیکھا جو پھٹ گیا تھا اس کے جوڑ کو چاندی سے باندھا گیا تھا، حضرت عاصم احول رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ یہ بڑا چوڑا تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۲)

فَائِدَہ: یہ بہت بڑا پیالہ تھا اس کی چوڑائی لمبائی سے زائد تھی۔ یہ درخت جھاؤ کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔
(عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۶)

(پیالے اور برتن کے لئے اس کی لکڑی بہت عمدہ ہوتی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس لکڑی کا پیالہ اور چمڑے کا ڈول تھا۔ (طبرانی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مطالب العالیہ میں مسند ابویعلی سے نقل کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ دیکھا جو نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس سے پانی پیتے اور وضو فرماتے تھے۔ (مطالب العالیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲)

محدث مندہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے حضرت خباب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مٹی کے پیالہ میں پانی پیتے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس پتھر کا بنا تسلا تھا جسے مخضب کہا جاتا ہے، اور ایک برتن تانبہ کا بھی تھا،

اور جس سے آپ ﷺ غسل فرماتے تھے وہ پیتل کا تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی پاک ﷺ کا ایک پیالہ تھا جسے خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مانگ لیا تھا یہ پیالہ اس پیالہ کے علاوہ تھا جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ شاید کہ آپ ﷺ نے وفات سے قبل دے دیا تھا) جس کے وارث (تبرکاً) ان کے صاحبزادے حضرت نضر رحمہ اللہ تعالیٰ ہوئے، ان کی اولاد سے یہ پیالہ آٹھ ہزار درہم یا دینار میں خریدا گیا جس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بصرہ میں پانی پیا۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۵۵)

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ آپ کے پاس کئی پیالے تھے ایک کا نام ریال ایک کا نام مغیث تھا۔ (شرح مناوی صفحہ ۲۳۸)

ایک اور پیالہ تھا جس کا نام قمر تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۶۳)

ایک اور پیالہ تھا جس کا نام ریان تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب میں لکھا ہے کہ آپ کے پیالہ کا رنگ زردی مائل تھا شرح مواہب میں ہے کہ زرد لکڑی کا تھا جس کا رنگ سنہرا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کا ایک پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا ایک حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا (جس کا ذکر اوپر گزرا) ایک حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا یہ سب کے سب لکڑی کے تھے۔

(عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۴)

اس سے معلوم ہوا کہ لکڑی کا پیالہ سنت ہے آپ کی عادت طیبہ اسی لکڑی کے پیالہ میں پینے کی تھی گومٹی کا اور شیشہ کا بھی استعمال کیا ہے، آج کل لکڑی کا پیالہ نہیں ملتا اگر لکڑی کا پیالہ بنوا کر پانی پینے کی توفیق ہو جائے تو یہ ثواب عظیم کا باعث اور محبت رسول ﷺ کی واضح علامت ہے۔

اللھم وفقنا لاتباع السنة. امین ثم امین

دعاؤں کا بیان

جب کھانا پیش کیا جائے تو کیا پڑھے

❶ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جب کھانا پیش کیا جاتا تو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا پڑھتے

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ"

تَرْجَمَہ: "اے اللہ جو نوازا ہے آپ نے اس میں برکت عطا فرما اور عذاب دوزخ سے بچا، اللہ کے نام سے شروع ہے۔" (الدعاء صفحہ ۸۸۸)

جب کھانا شروع کرے تو کیا پڑھے

❶ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم کھانے پر ہاتھ لگاؤ (یعنی شروع کرو) تو یہ دعا پڑھو:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ"

تَرْجَمَہ: "شروع اللہ کے نام سے اور اس کی برکت پر۔" (حاکم، حصن صفحہ ۲۵۵)

❷ حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے تم کھاؤ تو کہو بسم اللہ، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (صحیحین، الدعاء صفحہ ۸۸۶)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لو، اور جب آپ کے سامنے کھانا آتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بسم اللہ کہتے (اور شروع فرما دیتے)۔ (ابوداؤد، ترمذی صفحہ ۲۸۱)

بسم اللہ کے متعلق

❶ شروع میں صرف بسم اللہ پڑھ لینا بھی کافی ہے اور پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا بہتر ہے۔ علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ افضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور بسم اللہ سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

❷ علامہ زرقانی شارح مواہب نے لکھا ہے کہ بسم اللہ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ" (شرح مواہب جلد۴ صفحہ ۳۴۸)

اور یہ دعا پڑھنا بھی سنت ہے

❶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے تو یہ کہے:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ"

ترجمہ: "اے اللہ اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھانا نواز۔" (ترمذی دعا نمبر ۳۴۵۵)

کسی کو کھانے پر بلائے تو کیا کہے

❶ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کے پاس کھانا رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا قریب آجاؤ، بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ (ترمذی ابن سنی نمبر ۴۶۲)

پہلا لقمہ لے تو کیا دعا پڑھے

❶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب پہلا لقمہ لیتے تو "يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ" (اے وسیع مغفرت والے) کہتے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۶۱)

لقمہ کھانے کے بعد کیا پڑھے

❶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھائے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے اور ایک گھونٹ پانی پیئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے۔

(مسلم، زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۲۵)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہر لقمہ پر الحمد للہ کہنا خوشنودی رب کا باعث ہے اور مزید ثواب کا باعث ہے۔

اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کیا پڑھے

❶ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آجائے تو "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ" پڑھ لے۔

(ابوداؤد، ترمذی، حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۰۸، ابن سنی نمبر ۴۵۹)

کھانے کے بعد کی مختلف دعائیں

نبی کریم ﷺ سے کھانے کے بعد دعائیں متعدد منقول ہیں، ان منقولہ دعاؤں میں سے کسی ایک کا پڑھ لینا بھی ادائے سنت کے لئے کافی ہے، بہتر یہ ہے کہ تمام دعاؤں کو مختلف موقعوں پر پڑھ لے تا کہ تمام دعاؤں کا

ثواب مسنون مل جائے جو باعث اجر عظیم ہے۔

❶ حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ فراغت طعام پر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا پڑھتے تھے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمْنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ"

تَرجَمہ: "تعریف اس خداوند قدوس کی جس نے کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔" (ابن سنی نمبر ۴۶۴)

❷ حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا"

تَرجَمہ: "اللہ کا شکر ہے جس نے کھلایا پلایا حلق سے اترنا آسان کیا اور نکلنے کا راستہ بنایا۔"

(الدعا، نمبر ۸۹۷، ابوداؤد نمبر ۳۸۹۱)

❸ حضرت حارث ازدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صبح وشام کے کھانے سے فراغت پر یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَطْعَمْتَ وَاَسْقَيْتَ وَاَشْبَعْتَ وَاَرْوَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ"

تَرجَمہ: "اے اللہ آپ ہی کے لئے تعریف ہے آپ نے کھلایا پلایا آسودہ کیا، سیراب کیا، بس تیرے ہی لئے تعریف ہے جس میں نہ ناشکری کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ اے رب بے پرواہی برتی گئی۔" (ابن سنی نمبر ۴۸۷)

❹ حضرت عمرو بن شعیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا وَالَّذِیْ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَكُلَّ الْاِحْسَانِ اٰتَانَا"

تَرجَمہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان کیا، ہدایت سے نوازا، جس نے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، سیراب کیا اور ہر قسم کے احسانات کی بخشش کی۔" (ابن سنی نمبر ۴۶۶)

❺ ایک دوسری روایت میں اس سے مختصر ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا"

تَرجَمہ: "تمام تعریف اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان کیا ہدایت سے نوازا، ہر عمدہ قابل آزمائش چیزوں سے آزمایا (یعنی نعمتوں کو نواز کر کہ شکریہ کرتا ہے یا نہیں)۔" (الدعا نمبر ۸۹۵)

❻ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَكَفَانَا وَاَوْلَانَا فَكَمْ مِّنْ مَّكْفُوْفٍ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مَأْوٰى وَمَصِيْرُهٗ اِلَى النَّارِ"

ترجمہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور پیٹ بھرا، سیراب کیا، کفایت کی، نعمتوں سے بخشا، کتنے ایسے ہیں کہ ان کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور ان کا ٹھکانہ اور جگہ جہنم ہے۔" (الدعاء نمبر ۸۹۴)

❼ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک (ایسے) صحابی سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے آٹھ سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے بسم اللہ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَاَسْقَيْتَ وَاَغْنَيْتَ وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَاَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ مَا اَعْطَيْتَ"

ترجمہ: "اے اللہ آپ نے کھلایا، پلایا، غنی بنایا، چیزوں سے نوازا، ہدایت دی، حیات بخشی، تیرے ہی لئے تعریف ہے اس پر جو تو نے عطا کیا ہے۔" (ابن سنی نمبر ۴۶۵)

❽ حضرت مسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانَا وَآوَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَيْنَا وَاَفْضَلَ، نَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ اَنْ تُجِيْرَنَا مِنَ النَّارِ"

ترجمہ: "حمد اس ذات پاک کی جس نے ہمیں کھلایا پلایا، تعریف اس کی جس نے ہماری کفایت کی ٹھکانہ دیا، تعریف اس کی جس نے ہم پر انعام کیا اور فضل کیا، ہم تیری رحمت کے طفیل سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے بچا۔" (بزار جلد ۳ صفحہ ۲۳۸)

❾ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فراغت طعام پر یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اَشْبَعْتَ وَاَرْوَيْتَ فَهَنِّئْنَا وَرَزَقْتَنَا فَاَكْثَرْتَ وَاَطَبْتَ فَزِدْنَا."

ترجمہ: "اے اللہ تو نے پیٹ بھرا، سیراب کیا پس اسے خوشگوار بنا تو نے ہمیں رزق دیا خوب دیا اچھا دیا پس اس میں اور زیادتی فرما۔" (اتحاف جلد ۵ صفحہ ۲۲۷)

❿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے

کوئی کھانا کھا چکے تو یہ پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا مِّنْهُ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔"

(کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۴)

⓫ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک دوسری روایت میں یہ دعا ہے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھلا۔" (حصن صفحہ ۲۵۸، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۴)

جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف

❶ حضرت معاذ بن انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو فراغت طعام پر یہ دعا پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ"

تَرجَمَہ: "تعریف اس کی جس نے ہمیں یہ کھانا کھلایا اور بلا قوت و طاقت کے مجھے بخشا۔"

(الدعا نمبر ۹۰۰)

جس نے یہ دعا پڑھی اس نے گویا شکر ادا کر دیا

❶ سعید بن ہلال رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک صحابی سے روایت کی کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے فراغت طعام پر یہ دعا کی، اس نے کھانے کا شکریہ ادا کر دیا۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ وَاَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَاٰوَانِيْ بِلَا حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ"

تَرجَمَہ: "تمام تعریف اس خدا کی جس نے مجھے کھلایا، آسودہ کیا، ٹھکانہ دیا بلا میری قوت و طاقت کے۔" (ابن سنی نمبر ۴۶۹)

❷ حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَاٰوَانَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْعَمَ عَلَيْنَا وَاَفْضَلَ نَسْئَلُهٗ بِرَحْمَتِهٖ اَنْ يُّجِيْرَنَا مِنَ النَّارِ فَرُبَّ غَيْرِ مَكْفِيٍّ لَّا يَجِدُ مُقِيْلًا وَّلَا مَاْوٰى"

تَرجَمَہ: "تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، تعریف اس کی

جس نے ہماری کفایت کی اور ٹھکانا دیا اور تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے جس نے ہمارے اوپر انعام اور فضل فرمایا، ہم اس سے اس کی رحمت کے صدقہ طفیل سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما پس بہت سے ناکافی ہیں جو نہ کوئی جگہ، نہ کوئی ٹھکانا پاتے ہیں۔ (یعنی تنگ دست لوگ)۔" (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۷۹)

جب پیٹ بھر جائے تو کیا پڑھے

❶ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھائے اور پیٹ بھر جائے اور پئے اور سیراب ہو جائے تو یہ دعا پڑھے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ فَاَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ فَاَرْوَانِیْ" (ابن سنی نمبر ۴۷۳)

ترجمہ: "تعریف اس کی جس نے مجھے کھلایا پس پیٹ بھر گیا، پلایا پس سیراب ہو گئے۔"

وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

❷ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جب پیٹ بھر جاتا تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ"

ترجمہ: "تمام تعریف اللہ کے لئے، ایسی تعریف جو بہت ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ ناشکری کی گئی ہو، نہ چھوڑی گئی ہو۔" (عمل الیوم نسائی نمبر ۲۸۳)

جب کھانا وغیرہ اٹھایا جانے لگے تو کیا پڑھے

❶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اٹھایا نہیں جاتا کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا رکھا جائے تو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھے اور جب کھانا اٹھایا جائے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا" پڑھے۔

جب دسترخوان اٹھنے لگے تو کیا پڑھے

❶ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب دسترخوان اٹھنے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا"

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ایسی تعریف جو بہت زیادہ پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ اس پر کفایت کی گئی ہو نہ اسے چھوڑا گیا ہو، نہ اس سے بے پرواہی کی گئی ہو، اے پروردگار ہمارے۔"

(ابن سنی نمبر ۴۸۴، ترمذی نمبر ۳۴۵۶)

جب ہاتھ وغیرہ دھولے تو کیا پڑھے

❶ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبا کے ایک انصاری صحابی نے کھانے کی دعوت کی، چنانچہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا، آپ ﷺ نے جب کھانا کھا لیا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا تب یہ دعا پڑھی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا فَاَسْقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافًا وَّلَا مَكْفُوْرًا وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ وَكَسٰى مِنَ الْعُرْيِ وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَهٗ تَفْضِيْلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

تَرجَمَہ: "تعریف اس اللہ کی جو کھلاتا ہے اور اسے نہیں کھلایا جاتا، اس نے ہم پر احسان کیا، ہدایت سے نوازا، کھلایا پلایا اور ہر قسم کی نعمتوں سے بخشا، سب تعریف اللہ کی، اس کو نہ چھوڑا جائے کہ میرا رب ہے، نہ اس سے کفایت لی گئی نہ اس کی ناشکری کی گئی نہ اس سے بیزاری کی گئی، تعریف اللہ کی جس نے کھانا کھلایا پانی پلایا، کپڑا ننگے بدن کو پہنایا گمراہی سے ہدایت بخشی، اندھے پن سے بینا بنایا، بہت سے لوگوں کے مقابلہ میں فضیلت بخشی، تعریف اللہ کی جو جہانوں کا رب ہے۔"

(ابن سنی نمبر ۴۸۵)

کسی دوسرے کے یہاں کھائے (دعوت میں) تو کیا پڑھے

❶ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے یہاں آنحضرت ﷺ نے روٹی اور زیتون نوش فرمایا تو یہ دعا پڑھی:

"اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ"

تَرجَمَہ: "روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں فرشتے تم پر دعاءِ مغفرت کرتے رہیں۔" (ابوداؤد)

❷ حضرت عبداللہ بن بسر سلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہمارے والد کے پاس تشریف لائے، والد نے آپ کی خدمت میں کھانا اور ملیدہ، ستو اور کھجور پیش کیا پھر پانی پیش کیا آپ نے دائیں ہاتھ سے پانی پیا، راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کھجور نوش فرمارہے تھے اور اس کی گٹھلی کو وسطی اور سبابہ (دونوں کو ملا کر) اس کی پشت کی جانب رکھ کر پھینک رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ"

ترجمہ: "اے اللہ جس چیز سے آپ نے ان کو نوازا ہے اس میں برکت عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔" (ابن سنی نمبر ۴۸۶)

❸ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعوت کے موقعہ پر) یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ"

ترجمہ: "اے اللہ جس نے مجھے کھلایا اسے کھلایئے، جس نے مجھے پلایا اسے پلایئے۔"

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

مجذوم یا کسی خطرناک مرض والے کے ساتھ کھانے کی دعا

❶ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو اپنے ساتھ برتن میں شریک طعام کیا اور یہ دعا پڑھی:

"بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ"

ترجمہ: "اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کے نام سے شروع ہے۔" (ابن ماجہ جلد ۲ نمبر ۳۵۸۷)

فائدہ: اگر کسی ایسے مریض کے ساتھ جس کا مرض متعدی اور خطرناک ہو اور کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو یہ دعا پڑھ لے، انشاء اللہ کوئی ضرر نہ ہوگا۔ تاہم اس سے احتیاط کرنا بھی درست اور جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے، اگر طبیعت کمزور ہو تو احتیاط بہتر ہے۔

کھانے پینے کے ضرر سے محفوظ رہنے کی دعا

❶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو یہ دعا پڑھ لو تو تم کو کوئی ضرور نقصان نہ ہوگا اگرچہ اس میں زہر ہی کیوں نہ ہو۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ"

ترجمہ: "اللہ کے نام سے اس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی شئے ضرر نہیں پہنچا سکتی، اے زندہ اور قائم رہنے والے۔" (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۱)

❷ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھ لے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا:

"بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَفِي السَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ بَرَكَةً وَّعَافِيَةً وَّشِفَآءً."

تَرجَمَہ: ”اللہ کے نام سے شروع ہے جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں، اے اللہ اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

دودھ پینے کی دعا

❶ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جسے خدا دودھ پلائے تو یہ دعا پڑھے:

”اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“ (ترمذی نمبر ۳۴۵۵، ابن ماجہ)

تَرجَمَہ: ”اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور زیادہ عطا فرما۔“

پانی پینے کی دعائیں

❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ برتن سے پانی پیتے تو تین سانس میں پیتے اور ہر مرتبہ الحمد للہ کہتے اور آخر میں شکر ادا کرتے۔ (ابن سنی نمبر ۴۷۱)

❷ اسی طرح حضرت معاویہ دوئلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ آخر میں الحمد للہ کہتے۔

(ابن سنی نمبر ۴۷۲)

❸ حضرت ابوجعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب پانی پیتے تو یہ دعا فرماتے۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا“

تَرجَمَہ: ”تعریف اللہ پاک کی جس نے اپنی رحمت سے شیریں پانی پلایا اور ہمارے گناہوں کے سبب نمکین اور کھارا نہیں بنایا۔“ (الدعا نمبر ۸۹۹)

جو پانی سے تنکا وغیرہ دور کردے تو کیا دعا دے

❶ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پانی مانگا، میں پیالہ میں پانی لے کر حاضر ہوا، اس میں بال معلوم ہوا میں نے اسے نکال دیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں یہ دعا دی ”اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ“ (اے اللہ اسے اچھا رکھیو) راوی نے کہا کہ میں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔ یہ حضور اقدس ﷺ کی دعا کا اثر تھا۔ (ابن سنی نمبر ۴۷۷)

کھانے کے مختلف آداب کا بیان

حضرت امام غزالی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحہم اللہ نے کھانے پینے کے مختلف آداب احادیث ورآثار کی روشنی میں بیان کئے ہیں منتخب کر کے ان کو پیش کیا جارہا ہے۔

کھانے کی شرعی ضرورت

تخلیق انسانی کا اصل مقصد حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا حصول ہے اس کا طریقہ تحصیل علم وعمل ہے اور یہ موقوف ہے صحت بدن پر اور بدن کی صحت وسلامتی کا ذریعہ کھانا پینا ہے، اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ "اَلْاَکْلُ مِنَ الدِّیْنِ" کھانا دین ہے، مقصد طعام اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت ہو نہ کہ لذت اور مزہ کا پورا کرنا۔

کھانے کے وہ آداب جو انفرادی حیثیت سے ہیں

1. کھانے میں عبادت وطاعت کی نیت کرنا۔
2. کھانے کا حلال اور پاک وصاف ہونا کہ خداوند قدوس نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔
3. شروع اور فراغت پر ہاتھ دھونا اور نظافت بھی اسی میں ہے نیز اس میں حکمت یہ ہے کہ کھانا عبادت ہے اور عبادت سے قبل طہارت ہے جیسے نماز میں۔
4. دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔
5. ہاتھ دھونے کے بعد نہ پوچھنا۔
6. کھانے کے لئے مسنون حالت پر بیٹھنا یعنی دوزانو یا اکڑو یا بائیں پیر پر بیٹھنا اور دائیں کو کھڑا رکھنا۔
7. جس ہیئت پر بیٹھنا ہو اسی ہیئت پر آخر تک بیٹھے رہنا۔
8. بار بار نشست نہ بدلنا۔
9. ٹیک اور تکیہ نہ لگانا۔
10. چہار زانو نہ بیٹھنا۔
11. کھانے کی جانب ذرا جھک کر تواضع کے ساتھ بیٹھنا۔
12. دسترخوان پر کھانا۔

⑬ زمین پر کھانا۔
⑭ بالکل پیٹ بھر نہ کھانا۔
⑮ جو کھانا وقت پر میسر آجائے اس کو رغبت سے کھانا۔
⑯ صرف روٹی ہو تو صبر وشکر کے ساتھ کھالینا دال یا سالن کا انتظار نہ کرنا۔
⑰ عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں نہ پڑنا۔
⑱ نماز سے قبل کھانے سے فارغ ہو جانا۔
⑲ کھانے میں کسی کو شریک کر لینا کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔
⑳ کھانے کی ابتداء وانتہا نمکین اشیاء سے کرنا۔
⑳ نوالہ چھوٹا لینا اور ٹھیک سے چبانا۔
㉒ کھانے کی برائی نہ بیان کرے۔
㉒ رغبت نہ ہو یا پسند نہ آئے تو عیب نہ بیان کرے بلکہ چھوڑ دے۔
㉔ کھانا اپنے سامنے اور قریب سے کھانا۔
㉕ روٹی اس طرح نہ کھائے کہ بیچ کی تو کھالے اور کنارہ چھوڑ دے۔
㉖ گرم کھانا نہ کھائے۔
㉗ گرم کھانے میں پھونک نہ مارے بلکہ ٹھہر جائے کہ کھانے کے لائق ہو جائے۔
㉘ کھانے میں پھل یا میوہ ہو تو اسی سے شروع کرے۔
㉙ میوہ یا مٹھائی طاق عدد میں لے۔
㉚ کھانے میں عمدہ اور لطیف کھانا ہو تو اولاً اسے کھائے۔
㉚ کھجور وغیرہ کھا کر گٹھلیوں کو اسی برتن میں نہ ڈالے جس میں کھا رہا ہے بلکہ کسی اور جگہ ڈال دے۔
㉜ گٹھلیوں کو یا بیج کو منہ سے نہ پھینکے بلکہ منہ سے نکال کر ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر پھینکے یہ طریقہ مسنون ہے۔
㉝ کھاتے وقت بالکل خاموش وساکت نہ رہے بلکہ حسب ضرورت گفتگو کرے۔
㉞ روٹی پر سالن کا پیالہ نہ رکھے۔
㉟ روٹی سے انگلیوں کا سالن نہ صاف کرے۔
㊱ کھانے کے درمیان پانی نہ پئے۔
㊲ گلاس یا کٹورہ دائیں ہاتھ میں لے۔

۳۸ اگر انگلیاں کھانے سے آلودہ ہوں تو اسے چاٹ لے پھر اس ہاتھ سے گلاس وغیرہ پکڑے۔
۳۹ پانی ٹھہر ٹھہر کر پیئے۔
۴۰ پانی تین سانس میں پیئے۔
۴۱ پانی پینے کے درمیان ڈکار یا سانس نہ لے۔
۴۲ پانی پینے سے قبل پانی کو دیکھ لے کہ اس میں تنکا وغیرہ تو نہیں۔
۴۳ کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے۔
۴۴ انگلیوں کو اس ترتیب سے چاٹے اول بیچ کی انگلی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا۔
۴۵ کھانے میں تین انگلیاں ہی لگائے البتہ ضرورت پڑ جائے تو زیادہ کی بھی اجازت ہے جیسے دال، چاول وغیرہ میں۔
۴۶ کھانے کے بعد خلال کرے۔
۴۷ کھانے کے اجزاء جو زبان چلانے اور ہلانے سے نکلیں وہ کھالے اور جو خلال سے باہر نکلیں ان کو پھینک دیا جائے۔
۴۸ خلال کرنے کے بعد کلی کرلیں۔
۴۹ کھانے کے ریزے جو دستر خوان پر گرے ہوں ان کو چن کر کھالیا جائے۔
۵۰ دستر خوان کی ہڈی وغیرہ راستے یا غلط جگہوں میں نہ ڈالیں بلکہ کنارے یا ایسی جگہ ڈالیں جہاں سے جانور وغیرہ کھالیں۔
۵۱ اولاً دستر خوان اٹھائے پھر خود اٹھے۔
۵۲ فراغت طعام پر ہاتھ دھوئیں۔
۵۳ ہاتھ کو منہ بازو اور پیر وغیرہ پر مل لیں یا کپڑے وغیرہ سے پوچھ لیں۔
۵۴ ابتداء وانتہا ہاتھ دھونے میں دوسرے کی مدد نہ لیں خود دھوئیں۔
۵۵ دن کو کھانے کے بعد قیلولہ کریں۔
۵۶ رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کرلیا کریں۔
۵۷ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد فوراً پانی نہ پئیں۔
۵۸ کھانے کے درمیان اگر پانی پیئے تب بھی دائیں ہاتھ سے پیئے۔
۵۹ پانی نہ کھڑے ہو کر پیئے نہ لیٹ کر پیئے۔

۱۰ فراغت طعام پر جو دعائیں منقول ہیں ان کو پڑھے۔

ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانے کے وقت کھانے کے آداب

۱ کھانے کے اوقات میں کسی کے یہاں نہ جائے کہ خواہ مخواہ اسے مشقت اٹھانی پڑے۔

۲ اگر ضرورت کی وجہ سے ایسے وقت میں گیا اور اسے کھانے پر لحاظاً مدعو کیا گیا تو شریک طعام نہ ہو اگر بے تکلف رفیق ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳ بے تکلف دوستوں اور مخلصوں سے کھانا طلب کر کے بھی کھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول پاک ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت ابوایوب انصاری اور ابوہیثم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے یہاں تشریف لے گئے اور کھانا طلب کیا اور کھایا۔

۴ اگر معلوم ہو کہ صاحب خانہ سے فرمائش شادمانی اور مسرت کا باعث ہوگی تو فرمائش کر سکتا ہے چنانچہ امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بغداد میں زعفرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے یہاں تشریف فرما تھے، زعفرانی روزانہ فہرست بنا کر باورچی کو دے دیتے اسی طرح کھانا تیار ہوتا۔ ایک دن امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک کھانے کا اضافہ فہرست میں کر دیا۔ اس سے انہیں اس قدر خوشی ومسرت ہوئی کہ کنیز کے ہاتھ میں تحریر دیکھی تو مارے خوشی کے اسے آزاد کر دیا۔

۵ بے تکلف دوستوں کے یہاں کھانا خود بھی نکال کر کھایا جا سکتا ہے اگر صاحب خانہ نہ ہو۔ چنانچہ واقعات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ بہت سے لوگ حضرت سفیان ثوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے مکان پر پہنچے، حضرت گھر پر نہیں تھے انہوں نے دروازہ کھولا دستر خوان بچھایا اور خود ہی کھانا نکال کر کھانا شروع کر دیا اتنے میں حضرت سفیان ثوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی تشریف لے آئے ان سب کو اس حال میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ حضرت بریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کی غیر موجودگی میں ان کے یہاں کھانا تناول فرمایا۔

دعوت کرنے کے آداب

۱ مسنون یہ ہے کہ نیک وصالح اور پرہیزگار لوگوں کے علاوہ کسی کو نہ بلائے، کیونکہ نیک لوگ جو کھائیں گے تو اس سے عبادت کریں گے۔ کھانے کی قوت وطاقت عبادت وطاعت میں صرف ہوگی۔ ثواب میں یہ بھی شریک ہوگا کہ سبب طاعت یہ کھانا ہوا اسی وجہ سے حدیث پاک میں ہے تیرا کھانا متقی کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔

۲ فاسق وفاجر دنیاداروں کی دعوت نہ کرے کیونکہ وہ کھا کر فسق وفجور میں مبتلا ہوں گے۔

۳ اگر کسی بھوکے کو کھلانا ہو اور اس کا پیٹ بھرنا ہو تو اس میں فاسق و فاجر کو نہیں دیکھا جائے گا کہ حاجت روائی مستقل ایک ضرورت ہے۔

۴ دعوت میں امراء و اغنیاء ہی کو صرف نہ بلائے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے سب سے بدترین وہ دعوت ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو محروم رکھا جائے۔ چنانچہ آج کل متمول گھرانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ عموماً ان کے خاندان اور متعلقین میں جو خوش حال لوگ ہوتے ہیں وہی مدعو ہوتے ہیں اور جو غریب طبقے کے کچھ لوگ ہوتے ہیں وہ تو کام کی وجہ سے بلائے جاتے ہیں۔ ایسی دعوت کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

۵ اعزاء و اقارب کی دعوت میں رعایت رکھے کہ ان کے ساتھ حسن برتاؤ و صلہ رحمی کا حکم ہے۔

۶ جسے دعوت میں آنے میں دشواری ہو (خواہ بیمار ہونے کی وجہ سے یا ناموافق مزاج کی وجہ سے) اسے آنے کی تکلیف نہ دے بلکہ اس کی رعایت کرے۔

۷ دعوت کا مقصد فخر و مباہات، نام و نمود و ریاکاری اور ناموری نہ ہو کیونکہ اس کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا بلکہ اس ارادہ سے دعوت گناہ ہے، ثواب کے بجائے الٹا مواخذہ ہوگا۔

دعوت قبول کرنے کے آداب

۱ آداب قبولیت میں سے یہ ہے کہ امیر و غریب سب کی دعوت قبول کر لے۔ امتیاز اور فرق اس بنیاد پر نہ کرے کیونکہ حضرت رسول اکرم ﷺ معمولی لوگوں کی بھی دعوت قبول فرما لیتے تھے چنانچہ ایک درزی کی دعوت آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

۲ کسی کی دعوت کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

۳ جو دعوت رسماً و لحاظاً ہو اسے قبول نہ کرے۔

۴ اگر احسان جتلانے کی نیت سے ہو تو شریک نہ ہو۔

۵ داعی کے یہاں مشتبہ مال ہو تو عذر کر دے۔

۶ داعی اگر اہل بدعت یا فاسق و فاجر ہو تو ایسی دعوت قبول نہ کرے۔

۷ دور ہونے کی وجہ سے انکار نہ کرے۔

۸ داعی کے یہاں خلاف شرع امور کا ارتکاب ہو رہا ہو تو ایسی مجلس طعام میں شریک نہ ہو کہ یہ درست نہیں ہے مثلاً گانا بجانا، ڈھول قوالی، تصویر اور ٹی وی وغیرہ ہو یا شرعی قباحت ظاہر ہو۔

۹ قبول دعوت میں محض کھانے اور پیٹ بھرنے کی نیت نہ کرے بلکہ سنت کی نیت کرے، خوشی دل مؤمن اور

اکرام مسلم اور ملاقات دوست واحباب یہ امور بھی پیش نظر ہوں تاکہ ثواب آخرت سے نوازا جائے۔

(تلخیص سوہ دکیمیائے سعادت)

دعوت میں حاضر ہونے کے آداب

❶ وقت مقررہ پر جائے تاخیر نہ کرے کہ انتظار میں زحمت ہوگی نہ اس سے پہلے جائے کہ یہ حرص کی دلیل ہے ہاں مگر یہ کہ داعی سے گہرے تعلق ہوں یا یہ کہ اس کے کام میں ہاتھ بٹائے تو پہلے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

❷ بلا اذان واجازت کے گھر کے اندر نہ جائے کہ کہیں بے پردگی نہ ہوجائے۔

❸ اولاً سلام کرے (پہلے خیریت اور مزاج نہ پوچھے)

❹ جہاں مجلس میں جگہ ملے بیٹھ جائے۔

❺ صدر نشینی بالانشینی کے چکر میں نہ رہے کیوں یہی (سادگی) سنت ہے۔

❻ اگر لوگ صدر مقام پر بٹھانا چاہیں تو اولاً انکار کرے پھر بھی اصرار ہو تو بیٹھ جائے۔

❼ اگر صاحب خانہ کہیں بٹھائے تو اسی جگہ بیٹھے اس کی مخالفت نہ کرے شاید اس کے ذہن میں کوئی ترتیب ہو۔

❽ اس مقام پر نہ بیٹھے جہاں سے بے پردگی کا احتمال ہو۔

❾ وقار کے ساتھ بیٹھے اِدھر اُدھر نہ تاکے۔

❿ اگر بولنا ہو تو ہوش اور موقع محل کی رعایت کرتا ہوا بولے ورنہ خاموش رہے۔

⓫ مجلس میں اگر کوئی بڑا بزرگ ہو تو اس کی رعایت اور اس کا ادب کرے۔

⓬ کلام وغیرہ میں حاضرین مجلس کی رعایت کرے مثلاً اہل بدعت ہوں تو ایسی بات نہ کرے جس سے اس کا استہزا ہو۔

⓭ جو شخص کہیں دعوت میں جائے اور وہاں کوئی ناجائز چیز مثل گانا بجانا وغیرہ دیکھے تو اگر اس کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا اور لہو ولعب کہیں دوسری جگہ ہو عین کھانے کی جگہ پر نہ ہو تو شریک طعام ہوسکتا ہے اگر اسی مقام پر ہو تو شرکت دعوت مناسب نہیں، وہاں سے چلا آوے، یہ حکم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اگر مقتدا اور پیشوا ہے (اہل علم میں سے ہے) اور منع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو دسترخوان پر سے اٹھ کر چلا آئے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا گانے اور باجے کی آواز قلب میں اس طرح نفاق اگاتی ہے جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے اور بزار میں ہے کہ باجوں کی آواز کا سننا حرام ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

فرمایا مزامیر (باجوں) کا سننا حرام ہے بیٹھنا وہاں فسق ہے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

مجلس یا جماعت کے ساتھ کھانے کے آداب

۱. اگر مجمع میں اہل فضل اور بڑے عمر کے لوگ ہوں تو کھانے کی ابتداء ان سے ہو۔
۲. مجلس طعام میں بالکل خاموش نہ ہوں یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ امور خیر کا ذکر ہوتا رہے لیکن لغو اور لایعنی باتوں سے احتیاط کرے۔
۳. کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے رفقاء کو اذیت و تکلیف ہو کیوں کہ یہ حرام ہے اپنے رفقاء کو ترجیح دے خود بڑھ چڑھ کر نہ کھائے۔
۴. اگر کوئی ساتھی کم کھائے تو اسے کھانے کی ترغیب دے اور اسے دو تین مرتبہ کہے اصرار نہ کرے۔
۵. کسی طشت میں ہاتھ دھلایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔
۶. رفقاء کے کھانے کی طرف نہ تاکے اور نہ غور سے دیکھے۔
۷. اپنے رفقاء کی رعایت کرے ان سے پہلے ہاتھ نہ روکے بلکہ آہستہ آہستہ شرکت کرتا رہے۔
۸. رفقاء کے ساتھ اخیر تک شریک طعام نہ رہ سکے تو پہلے ہی معذرت کر دے۔
۹. منہ سے کوئی چیز نکالنی ہو تو کھانے کی طرف سے منہ پھیر کر بائیں ہاتھ سے نکال لے۔
۱۰. دانت سے کتری ہوئی روٹی شوربہ میں جس میں اور لوگ شریک ہوں نہ ڈالے۔
۱۱. اپنے ہاتھ کو رکابی میں نہ جھاڑے۔
۱۲. نوالہ منہ میں رکھتے وقت سر کو اونچا نہ کرے۔
۱۳. اگر دستر خوان پر پھل یا میوہ ہو تو اسے پہلے کھائے اور کھانے کی ترتیب بھی یہی ہے کہ اولاً لطیف اور عمدہ کھانا کھائے۔ (اسوہ، احیاء العلوم وغیرہ)

میزبانی کے آداب کا بیان

❶ مہمان کے لئے تکلف (باعث گرانی والا کام) نہ کرے بے تکلفی کے ساتھ جو موجود ہو یعنی ما حضر پیش کر دے ایسا نہ ہو کہ بال بچے تو بھوکے رہیں اور یہ دوست واحباب کو کھلا دے۔ یہ تکلف ممنوع ہے۔ روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپ نے فرمایا منظور تو ہے مگر تین شرطوں کے ساتھ اول، تم بازار نہ جانا (یعنی بازار سے نہ خریدنا) دوم، جو کچھ گھر میں موجود ہو بس وہی لے آنا۔ سوم، بال بچوں کا حصہ چھوڑ کر لانا۔ چنانچہ بعضوں نے تو خشک روٹی اور پانی کے لانے میں بھی تکلف نہیں کیا۔

❷ مہمان سے مرغوب و پسندیدہ شے معلوم کر لے اگر بآسانی مہیا ہو سکے تو فراہم کر دے کہ اس میں زیادہ اکرام ہے اور باعث اجر ہے۔

❸ کھانے کے لئے جب ہاتھ دھلائے تو میزبان پہلے اپنا ہاتھ دھوئے پھر مہمان کو دھلائے اور فارغ ہونے پر اولاً مہمان کا ہاتھ دھلائے پھر میزبان اپنا ہاتھ دھوئے امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی جب امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے یہاں تشریف لے گئے تو امام مالک نے ایسا ہی کیا تھا۔

❹ کھانا پیش کرنے میں جلدی کرے کیونکہ مہمان کی تعظیم اور خاطر میں شمار ہے اور اس میں اکرام بھی ہے اور اکرام ضیف کا حکم بھی ہے۔ شاید کہ بھوکا ہو اور اسے کھانے کی ضرورت ہو، حاتم اصم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں جلد بازی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزوں میں جلدی کرنا سنت ہے۔ ① مہمان کا کھانا لانے میں ② میت کی تجہیز وتکفین میں ③ کنواری کا نکاح کرنے میں ④ فرض ادا کرنے میں ⑤ گناہوں سے توبہ کرنے میں۔

❺ کھانا دسترخوان پر بقدر ضرورت لائے کہ ضرورت سے کم لانا بخل اور مروت کے خلاف ہے۔

❻ دسترخوان پر کھانا ضرورت سے زائد نہ لائے، تخمینہ اور اندازہ لگا لے، کہ یہ فخر اور اسراف ہے بسا اوقات بچا ہوا کھانا ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ فخراً ومباحۃً زائد کھانا سجا دیتے ہیں پھر باقی ماندہ استعمال نہیں کرتے ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر یہ ہو کہ مہمان کا بچا ہوا استعمال ہو جائے گا تو پھر گنجائش ہے۔

❼ گھر کے افراد کا حصہ پہلے ہی نکال کر الگ رکھ لیا جائے تاکہ ان کا دل مہمان کے کھانے میں نہ لگا رہے اور

کی پر آزردہ خاطر نہ ہوں ہاں اگر یہ بات نہ ہو یا اتفاقاً ایسے وقت پر آ گئے کہ انتظام نہ ہو سکا، ایسی صورت میں ان کو ترجیح دے دیں تو یہ ایثار باعث اجر اور برکت ہے۔

۸ کھانے کے جو انواع تیار ہوں ان کو مہمان کے سامنے رکھ دیا جائے تا کہ ہر قسم کا کھانا حسب خواہش کھائے ایسا نہ ہو کہ پیٹ بھر گیا پھر لذیذ چیزیں لائی گئیں تو یہ مناسب نہ ہوگا۔

۹ مہمان سے نہ پوچھا جائے کہ کھانا لاؤں، کھانا کھائیے گا بلکہ وقت اور دوسرے لطیف ذرائع سے وہ خود اندازہ لگالے پھر جو موجود و میسر ہو اس کے سامنے پیش کر دے خواہش اور ضرورت ہوگی تو کھالے گا ورنہ پوچھنے سے بعض شریف آدمی لحاظاً انکار کر دیتے ہیں۔

۱۰ جو کھانا دسترخوان پر نہ ہو اس کی تعریف نہ کرے۔

۱۱ اگر شرکاء دسترخوان کی تعداد کثیر ہو ان سے بیشتر لوگ آجائیں تو کھانا شروع ہو جائے ایک دو شخص کے انتظار میں لوگوں کو مقید نہ رکھا جائے۔

۱۲ دسترخوان کے اٹھانے میں جلدی نہ کرے شاید کہ کسی کی عادت آہستہ کھانے کی ہو یا کسی کی خواہش باقی ہو۔

۱۳ میزبان سب سے آخر میں اٹھے۔

۱۴ میزبان کو چاہئے کہ بیٹھنے اور کھانے کی جگہ کا بہتر انتظام کرے کہ اکرام ضیف میں داخل ہے۔

۱۵ کھانے پینے اور دیگر امور میں مہمانان کرام کے مزاج کی رعایت کرے کہ یہ اکرام کا اولین مقصد ہے۔

۱۶ اکرام و احترام میں سنت و شریعت سے تجاوز نہ کرے۔ مثلاً ٹیبل، کرسی کے بجائے فرش پر اور عمدہ دسترخوان پر آرام و راحت کے ساتھ کھلائے۔ گانے بجانے کا اہتمام ہرگز نہ رکھے۔

۱۷ اگر مہمان رات میں قیام کرنے کا ارادہ کر رہا ہو تو مہمان کو انتظام راحت کے علاوہ سمت قبلہ، بیت الخلاء اور طہارت وغیرہ کا مقام بتا دے۔ چنانچہ جب حضرت امام شافعی امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے یہاں مہمان ہوئے تھے تو امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لوٹے میں پانی بھر کے رکھ دیا تھا کہ بوقت تہجد ضرورت ہو، سمت سے قبلہ بتا دیا تھا اور بیت الخلاء معلوم کرا دیا تھا۔ (سفر نامہ امام شافعی، اسوۃ الصالحین، احیاء العلوم وغیرہ)

۱۸ مہمانان کرام جب گھر سے جانے لگیں تو کچھ دور تک یا گھر کے دروازے تک ان کے ساتھ جائے۔

۱۹ مہمان کے ساتھ میزبان کو چاہئے کہ کھانے میں شریک ہو ایسا نہ کرے ان کو کھانا دے کر کہہ دیا جائے آپ کھا لیجئے ہم نہیں کھائیں گے یا بعد میں کھائیں گے، یہ تعظیم و اکرام و مروت کے خلاف ہے۔

۲۰ میزبان کو چاہئے کہ وہ مہمان کو کھانے پر اصرار کرے کہ وہ حیاء و لحاظاً بھوکا نہ رہ جائے۔

۲۰ میزبان کو چاہئے کہ وہ خود مہمان کی خدمت کرے نوکروں اور خادموں سے اس کی خدمت نہ کرائے البتہ

ان کی اعانت ہو تو پھر حرج نہیں یا یہ کہ عذر ہو یا پھر اس کی نگرانی کرتا رہے۔ ہمہ تن حوالہ نہ کرے کہ بسا اوقات بے توجہی اور بے پرواہی سے حق ضیافت میں کوتاہی ہوتی ہے۔

۲۲ گفتگو و بات چیت کے ذریعہ سے انس اختیار کیا جائے تاکہ اسے اجنبیت اور توحش محسوس نہ ہو۔

۲۳ مہمان کی آمد کا استقبال ہو (اگر پہلے سے اطلاع ہو جائے) جانے پر مشایعت ہو۔

۲۴ مہمان کی آمد پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا جائے تاکہ وہ اپنی آمد پر افسوس نہ کرے اور نالاں نہ ہو۔

۲۵ مہمان از خود دستر خوان پر سے کوئی چیز دوسرے کو نہ دے مثلاً سائل وغیرہ کو کیونکہ اسے مالکانہ تصرف کا اختیار نہیں۔

۲۶ مہمان کو چاہئے کہ کھانے کی کمی یا کسی چیز کی نامناسب زیادتی وغیرہ کا میزبان سے ذکر نہ کرے تاکہ وہ شکایت سمجھ کر کبیدہ خاطر نہ ہو۔

آدابِ رخصت

۱ مہمانوں کو چاہئے کہ وہ میزبان اور اہل خانہ ہی کی اجازت سے مجلس طعام سے باہر آئیں۔

۲ اہل خانہ میزبان کے لئے سنت ہے کہ وہ مہمان حضرات کو باہر دروازے تک چھوڑ آئیں۔

۳ میزبان کو چاہئے کہ مہمانوں کے ساتھ گفتگو و معاملہ و برتاؤ میں تعظیم و تکریم سے پیش آئے، خندہ پیشانی سے ان کو رخصت کرے اور اسی طرح مہمان حضرات بھی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے خندہ رو رخصت ہوں۔

۴ اگر میزبان سے کوئی کوتاہی وغیرہ ہو جائے تو مہمان اسے درگزر کر دے اس پر تبصرہ و تذکرہ نہ کرے۔

۵ میزبان کے یہاں سے کھانا بلا اذن و اجازت کے اپنے ساتھ نہ لائیں کہ ناجائز اور باعث ذلت ہے، اگر وہ خود دے دیں یا بطیبِ خاطر اجازت و حکم دیں تو پھر درست ہے۔

۶ داعی کے لئے دعاء خیر و برکت کرتے جائیں۔

۷ یہ دعا جاتے وقت پڑھنا مسنون ہے۔

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ"

چند فقہی مسائل

(چونکہ فقہاء کرام کے اقوال اسوۂ رسول اکرم ﷺ سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں اس لئے ضمناً چند مسائل بیان کئے جا رہے ہیں)۔

مسئلہ: کھانے کے لئے جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھ دھونے کے بعد پوچھنا نہیں چاہئے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)

مسئلہ: فراغت طعام پر ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے پوچھنا درست ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
مسئلہ: جنابت کی حالت میں بلا وضو (ہاتھ منہ دھوئے) کھانا مکروہ ہے۔ (شامی صفحہ ۲۱۶)
مسئلہ: حائضہ کے لئے بلا وضو کھانا بلا کراہت درست ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
مسئلہ: ہاتھ گٹے تک دھونا سنت ہے۔ (نفع المفتی صفحہ ۱۰۸)
مسئلہ: ہاتھ کے ساتھ کلی کرنا یا منہ دھونا سنت نہیں ہے۔ (صفحہ ۱۰۸)
مسئلہ: ہاتھ خود سے دھونا بہتر ہے، دوسرے سے مدد لینا بہتر نہیں۔ (نفع صفحہ ۱۰۸)
مسئلہ: روٹی کو بیچ سے کھانا اور کنارہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (نصاب الاحتساب صفحہ ۱۴۸)
مسئلہ: دسترخوان پر روٹی آ جائے تو شروع کر دے، سالن کے انتظار میں رکا ہوا نہ رہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)
مسئلہ: سالن کے پیالہ کو روٹی پر رکھنا بے ادبی ہے۔ (نفع صفحہ ۱۰۹)
مسئلہ: کھانے کی ابتدا و انتہا نمکین اشیاء سے ہو۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)
مسئلہ: کھانے کے لئے دونوں ہاتھ دھونا سنت ہے ایک ہاتھ دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی۔
(شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶، نفع المفتی صفحہ ۱۰۸)

مسئلہ: گرم کھانا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)
مسئلہ: کھلے سر کھانا مکروہ نہیں ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴، نفع ۱۰۹)
مسئلہ: راستہ میں کھانا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)
مسئلہ: کھانے کے بعد ہاتھ کی تری کو پیر ہاتھ پر مل لینا بہتر ہے۔ (نفع صفحہ ۱۱۰)
مسئلہ: دسترخوان کا بچا ہوا کھانا اسلاف کی عادت ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)
مسئلہ: انگلی یا چھری کو روٹی سے پوچھنا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)
مسئلہ: مٹی کے برتن میں کھانا اولی ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
مسئلہ: اسٹیل، شیشے، چینی، المونیم وغیرہ کے برتنوں میں کھانا درست ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
مسئلہ: ہنود اور مشرکین کے برتنوں میں کھانا مکروہ ہے۔
مسئلہ: پیتل اور تانبے کے برتن میں بلا قلعی کئے کھانا مکروہ ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
مسئلہ: اچھا اور عمدہ کھانا اس لئے کھانا کہ موٹا ہو مکروہ ہے۔ (طحاوی صفحہ ۱۷۱)
مسئلہ: کھانے پینے میں اتنی کمی کرنا کہ ضعف و نقاہت کا احساس ہونے لگے درست نہیں ہے۔
(شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

لباس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

کُرتا

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لباس میں سب سے زیادہ پسندیدہ کُرتا تھا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

فَائِدَہ: آپ کو لباس میں کُرتا زیادہ مرغوب تھا، محدث زین الدین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ کُرتا پہننا مندوب و بہتر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ستر پوشی زیادہ ہے۔ سلائی کی وجہ سے بدن کو گھیرے ہوئے رہتا ہے۔ بے ستری کا احتمال نہیں رہتا، بخلاف چادر وغیرہ کہ اس میں باندھنے اور دیگر احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بیان کیا ہے کہ کُرتا زیادہ ساتر ہوتا ہے، اور بدن پر ہلکا ہوتا ہے اس کے پہننے میں زیادہ تواضع ہوتی ہے۔ (جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۱۰۷)

اور ساتھ میں تجمل اور زینت بھی ہو جاتی ہے۔

سوتی کُرتا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے پاس سوتی کرتا تھا۔ (ابو یعلی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۴۸)

عطا بن رباح رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ بیعت رضوان کے موقع پر آپ تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! عطا نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کون سا لباس تھا؟ انہوں نے جواب دیا ''سوتی۔'' (ابونعیم سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۴)

محدث دمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا سوتی تھا۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا سوتی یا کتان کا ہوتا تھا، صوف یعنی اون کا نہیں۔ کیونکہ

صوف کھردرا ہونے کی وجہ سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ سوتی کپڑے کا استعمال آپ نے بکثرت فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرض وفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سہارے تشریف لائے تو سوتی کپڑا زیب تن تھا۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتان اور سوتی کپڑا پہنا تھا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس قبطی قمیض تھی جو لمبی نہ تھی اور تنگ آستین والی تھی (قبطی سفید باریک کتان جو مصر میں بنایا جاتا ہے)۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۴)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ بیشتر آپ نے سوت کے بنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا ہے اور کبھی کتان وصوف بھی زیب تن فرمایا ہے۔ (جلد ا صفحہ ۵۲)

کُرتے کی مسنون لمبائی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا نہ زیادہ لمبا تھا نہ ہی اس کی آستین زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتا پہنتے تھے وہ کم لمبا اور چھوٹے آستین والا ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کی قمیص سوتی تھی جو کم لمبی تھی اور اس کی آستین چھوٹی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کرتا زیب تن فرمایا تھا وہ ٹخنوں سے اوپر تھا، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کُرتے کی لمبائی اسی چادر کی نصف ساق تک ہوتی تھی۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۵)

آستین کی مقدار مسنون

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی، حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔

(ابوداؤد، ترمذی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ منقول ہے کہ آستین کی لمبائی گٹے تک ہوتی تھی، اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔ (مسند بزار صفحہ ۱۲۴)

البتہ حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین انگلیوں تک تھی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ جزری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ کرتے کی آستین میں سنت یہ ہے کہ گٹے تک رہے اور اس

کے علاوہ مثلاً جبہ چوغہ وغیرہ میں اس سے زائد مگر انگلیوں سے نہ بڑھانا سنت ہے۔ البتہ بعض مواقع پر آپ ﷺ کی آستین ہاتھ کی انگلیوں تک بھی آجاتی تھی۔ چنانچہ شرح السنۃ میں ہے کہ آپ ﷺ کی آستین گٹے سے نیچے بھی تھی۔ ممکن ہے کوئی کرتا ایسا ہو یا سردی کی وجہ سے ہو۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے زادالمعاد میں بھی لکھا ہے کہ آستین گٹے تک پہنتے تھے۔ ہاں سفر میں آپ نے تنگ آستین والا جبہ وکرتا پہنا ہے۔ (جلد ا صفحہ ۵۱)

البتہ انگلیوں سے آگے آستین کا ہونا درست نہیں۔ بیہقی میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ آستین انگلیوں سے زائد ہونے پر کاٹ دیتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۹)

کُرتے کا گریبان

حضرت معاویہ بن مرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں قبیلہ مزینہ کے ساتھ آیا اور ہم نے بیعت کی اور آپ کی قمیص کا تکمہ کھلا ہوا تھا۔ بغوی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے بیعت کی اور اپنے ہاتھ کو آپ ﷺ کی قمیص کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا گریبان سینہ پر تھا۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے صحیح بخاری میں "قمیص کا گریبان سینہ پر" باب قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ گریبان سینہ کی طرف سنت ہے۔

حضور پاک ﷺ کی قمیص مبارک کا گریبان سینہ کے مقام پر تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ کا گریبان سینہ پر تھا۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۳)

ابن بطال رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے کہا ہے کہ اسلاف کے کپڑوں کا گریبان سینہ پر تھا۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ ۹۳)

علامہ عبدالحیٔ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ آپ کا گریبان بیچ میں ہوتا تھا، دائیں یا بائیں جانب نہیں۔

(السعایۃ صفحہ ۱۷۴)

کرتے کا تکمہ (بٹن)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کرتا بنوایا تھا جو تکمہ دار گھنڈی والا تھا۔ (جمع صفحہ ۱۱۱)

فَائِدَۃ: یعنی کرتے کے گریبان میں گھنڈی (بٹن) لگوائی تھی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھنڈی لگاؤ خواہ کانٹے سے ہی سہی۔ (احمد، کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۹)

فَائِدَہ: یعنی سینہ کو بٹن لگا کر مستور رکھو۔ آپ ﷺ کے کرتے کا گریبان دونوں حال میں ہوتا، کبھی لگا ہوا کبھی کھلا ہوا۔

زید بن اسلم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کا تکمہ کھلا ہوا دیکھا، میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو اسی طرح (کھلا بٹن) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (بزار)

معاویہ بن مرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کے ساتھ میں نے بیعت کی تو آپ کے کرتے کے بٹن کو کھلا ہوا دیکھا۔ محدث بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ اس کے راوی عروہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے کہا کہ میں نے معاویہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ (جو اس حدیث کے ذکر کرنے والے ہیں) کو ہمیشہ گھنڈی نہ لگی قمیص میں پایا، خواہ گرمی ہو یا جاڑا۔ (اداب بیہقی صفحہ ۳۵۲)

یہ محبت اور کمال اتباع کی بات تھی کہ جیسا آپ ﷺ کو دیکھا اسی حال میں اپنے آپ کو رکھنا پسند کیا اور جاڑے کی تکلیف کی ازراہ محبت پرواہ نہ کی۔

کرتا پہننے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کرتا زیب تن فرماتے تو دائیں طرف کو پہلے پہنتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴، ترمذی، نسائی)

فَائِدَہ: یعنی کرتا پہنتے تو پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈال کر نکالتے، تب بائیں آستین میں ہاتھ ڈالتے۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۴۲۲)

ہر لباس کے زیب تن کرنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دائیں جانب سے ابتدا کرے۔

جُبّہ

حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ پر صوف کا یعنی اونی جبہ تھا جس کی آستین چھوٹی تھی۔ آپ نے اسی میں ہمیں نماز پڑھائی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضرت وحیہ کلبی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے نبی پاک ﷺ کو ملک شام کا ایک جبہ ہدیۃً پیش کیا تھا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۷)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت ہے کہ میں نے آپ پر رومی جبہ دیکھا۔ (مسند ابو یعلیٰ)

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا ایک اونی جبہ تھا، چنانچہ صوف کا جبہ جسے عرب کے بدو پہنا کرتے تھے آپ زیب تن فرماتے تھے، آپ ﷺ کو یہ بڑا اچھا معلوم ہوا، ہاتھ پھیر کر

فرمانے لگے دیکھو کتنا اچھا ہے۔ ایک بدو بھی مجلس میں تھا اس نے کہا اے اللہ کے رسول یہ مجھے دے دیجئے۔ چنانچہ آپ نے اتار کر اسے دے دیا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۹)

تنگ آستین والا جبہ

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ تنگ آستین والا جبہ پہنے ہوئے تھے اس میں نماز پڑھائی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

سفری لباس

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ (سفر کی حالت) میں تنگ آستین والا جبہ پہنے تھے۔ وضو کیا تو آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر دھویا اور سر اور موزہ پر مسح کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴)

آپ سفر میں چھوٹا تنگ آستین والا جبہ پہنتے تھے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۸)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ سفر کی حالت میں آپ ﷺ تنگ لباس پہنتے تھے۔ چنانچہ جہاد وغیرہ کے موقع پر جو جبہ آپ نے پہنا ہے وہ ایسا ہی رہتا تھا سہولت اور آسانی کی وجہ سے، ورنہ اہل عرب عموماً جبہ کی آستین لمبی رکھتے تھے۔

جوڑا

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب تک میرے سامنے ہے۔ سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا منقش تھا (یعنی خالص گہرا سرخ نہیں تھا)۔ (شمائل صفحہ ۲۰۶)

حضرت قدامہ کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کی رات میں آپ کے جسم اطہر پر سرخ دھاری دار منقش حلہ دیکھا۔ (سیرت صفحہ ۴۶۷)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اس وقت آپ ﷺ کے پٹھے (بال) مونڈھوں کے قریب آ رہے تھے۔ یعنی سر کے بال کچھ بڑے ہو رہے تھے۔ (شمائل صفحہ ۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مالک ذازان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں (نہایت ہی قیمتی) حلہ ہدیہ کیا تھا جسے انہوں نے ۳۳ اونٹوں کے بدلے خریدا تھا جسے آپ نے قبول

کیا۔ قیمتی جوڑا آپ موقع بموقع مثلاً وفود وغیرہ کے آنے یا جمعہ یا عیدین وغیرہ کے موقع پر پہنتے تھے۔ استعمالی عام لباس آپ کا سادا ہوتا تھا۔

حلہ تہبند اور چادر کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے نیز لال سے مراد دھاری دار لال ہے یا لال اور سیاہ رنگ۔

(زاد صفحہ ۵۱)

ریشمی جُبّہ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسا جبہ تھا جس میں دیباج یعنی ریشم کی بنائی تھی۔ دشمن کے مقابلہ (جہاد کے موقعہ) پر پہنتے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۸، ابن ابی شیبہ)

فَائِدَہ: ریشمی لباس جہاد کے موقع پر پہننا درست ہے کہ اس میں تلوار کی دھار نہیں لگتی، ایسا ایک جبہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس آپ کی وفات کے بعد تھا جس کو دھو کر مریض کو پانی پلاتی تھیں۔

(مسلم، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۸)

پُستین

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پُستین پہن کر نماز پڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ کو پسند تھا کہ دباغت شدہ کھال کی پُستین میں نماز پڑھائیں۔ (ابن عساکر، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۶)

فَائِدَہ: پُستین چمڑے کا بشکل صدری ایک لباس ہوتا ہے آپ نے اس کا بھی استعمال کیا ہے۔ آپ نے ایسی پُستین بھی استعمال فرمائی ہے جس میں ریشم اور سندس کی بنائی تھی۔ یعنی ریشم کو ڈیزائن اور پٹی میں استعمال کیا گیا تھا، پوری صدری ریشم کی نہیں تھی کہ یہ ممنوع ہے! (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

برنس

حضرت عاصم بن کلیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو میں نے برنس اور چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اور دونوں ہاتھ اس کے اندر تھے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

برنس ایک قسم کی بڑی ٹوپی جو جبہ سے ملی ہوئی تھی اور جاڑے میں استعمال ہوتی تھی۔

(عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۳۳)

یمنی چادر

آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر مختلف قسم کی منقش و غیر منقش چادریں استعمال کی ہیں۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو یمن کی منقش چادریں کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھیں۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو یمنی چادروں میں دفن کیا گیا یعنی یمنی چادر پسندیدہ ہونے کی وجہ سے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۲۵)

عرب میں اس وقت یمن کی بنی چادریں بڑی مقبول تھیں، یہ سوتی ہوتی تھیں اور سبز یا لال ان پر دھاریاں بنی رہتی تھی۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۳۱۱)

آپ کو رنگین چادریں پسند تھیں کیونکہ ان میں میل نمایاں نہیں ہوتا تھا۔ علماء نے منقش یمنی دھاری دار چادر کو مستحب قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۱۵)

اونی چادر

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صوف یعنی اون کی چادر تھی جو چھ یا سات درہم میں خریدی گئی تھی۔ یعنی بہت ارزاں تھی۔ اس وقت سب سے ادنیٰ و ارزاں صوف ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اون کی چادر تھی جو سیاہ و سفید تھی، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنی گئی تھی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفات تک تھی۔ (ترغیب صفحہ ۱۰۸)

یعنی دو رنگوں والی تھی ممکن ہے کہ سیاہ سفید پٹی کی شکل میں ہو۔ اس عہد میں صوف (اون) ارزاں سے ارزاں کپڑوں میں شمار ہوتا تھا، بھیڑ اور مینڈھے کے بالوں سے بنے کپڑے بڑے موٹے کھر درے ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کا کرتا عام نہیں تھا کہ بدن اس کے کھر درے پن کا متحمل نہیں ہوتا، چادر اور جبہ رائج تھا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے معمولی سے معمولی کپڑوں اور چادروں کا استعمال کیا ہے جو تواضع اور سادگی کی علامت ہے اور باعث فضیلت بھی ہے کیونکہ لباس میں تواضع محمود ہے۔

صوف کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صوف (موٹے اون) کو پسند کرتے تھے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس دن اللہ پاک سے کلام فرمایا اس دن آپ صوف میں ملبوس تھے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ صوف کا لباس پہنو! اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت محسوس کرو گے۔ (حاکم، کنز جلد۱۹ صفحہ ۲۱۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کھر درا اور موٹا صوف کا لباس پہنا۔ (ترغب جلد۳ صفحہ ۱۰۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صوف کا لباس کبر سے بچاتا ہے چونکہ اس سے غربت و مسکنت نمایاں ہوتی ہے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۱۱۰)

بالوں والی چادر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں والی چادر تھی۔ (شمائل صفحہ۶)

ممکن ہے کہ بنائی میں سیاہ بال بھیڑ یا دنبہ وغیرہ کے بن دیئے گئے ہوں جس کی وجہ سے سیاہ بال والی کہا گیا رنہ تو صوف یا خز کی عموماً موٹی چادر ہوتی تھی۔ (جمع الوسائل صفحہ۱۲۲)

دھاری دار چادر

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو سبز دھاری دار چادروں بں ملبوس تھے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، شرح مواہب جلد۵ صفحہ۱۵)

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، بیت اللہ کا طواف کرر ہے تھے اور سبز دھاری دار چادر میں تھے جسے دائیں جانب سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا۔
(ابوداؤد، زرقانی جلد۵ صفحہ۱۵۱)

حضرت عامر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام منیٰ میں خچر پر سوار خطبہ یتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لال دھاری چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بات کو پہنچا رہے تھے۔ (سیرت الشامیہ جلد۷ صفحہ۴۹۱)

ام الحصین احمسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر دھاری ار چادر میں دیکھا جسے آپ نے بغل سے نکال کر لپیٹ رکھا تھا۔ (مسدد، سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۴۲۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لال دھاری دار چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جسے آپ عیدین و نعہ میں زیب تن فرماتے تھے۔ (بیہقی، سیرت جلد۷ صفحہ۴۹۱)

فائدہ: یہ رنگین چادر صرف دھاریوں کے اعتبار سے ہوتی تھیں پوری چادر نہیں، ہرے لال رنگ کی دھاریاں وتی تھیں جو عرب میں بہت رائج تھیں۔

جھالر نما چادر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لال دھاری دار چادر لپیٹے تشریف فرما یکھا، جس کے کنارہ کی جھالر قدم مبارک پر تھی۔

حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، دھاری دار چادر سے حبوہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے کنارہ کی جھالر دونوں قدم مبارک پر تھی۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹، ابوداؤد)

حدیث پاک میں ازار مہدب کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات چادر کے کنارے کے دھاگوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے جن کو بنا نہیں جاتا کبھی ان میں گرہیں بھی لگا دی جاتی ہیں۔ ایسی جھالر نما چادر کو آپ نے استعمال کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۰، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب قائم کرنے کے بعد زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ بن ابی السید، معاویہ بن عبداللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق نقل کیا ہے کہ جھالر نما چادر استعمال کرتے تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۸۶۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سیاہ دھاری دار چادر بنوائی آپ نے اسے پہنا، جب پسینہ آیا تو اس میں اون کی بو محسوس ہوئی تو آپ نے چھوڑ دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

فَائِدَہ: چونکہ اس کی بو اچھی نہیں ہوتی، نظافت و لطائف طبع کے خلاف تھی اور آپ کی طبیعت بڑی پاکیزہ تھی۔

(ابوداؤد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۶)

شامی منقش چادر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شامی مخلوط ریشمی چادر ہدیۃً پیش کی جس میں نقش و نگار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں نماز کو تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو فرمایا اسے ابوجہم کو واپس کر دو، میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کو دیکھا تو اس نے مجھے فتنہ میں ڈال دیا یعنی ذہن کو منتشر کر دیا۔

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا منقش و خوبصورت ہو کہ دھیان اس کی طرف آ جائے تو ایسا کپڑا استعمال نہ کرے خصوصاً نماز کی حالت میں۔ (مالک، بخاری، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سفید چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۸)

مخلوط ریشم کی چادر

حضرت لقمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ لوگوں کو جہنم سے ڈرا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خمیصہ (مخلوط ریشم کی چادر) گردن پر تھی۔ (بخاری، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت وفات آپ کے جسم اطہر پر آپ کی خمیصہ چادر ڈال دی گئی

تھی، جب جنبش محسوس ہوتی تو چہرے سے ہٹا دیا جاتا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۶۵)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ خمیصہ وہ چادر ہے جس میں ریشم کے نقوش (پٹیاں) ہوتی تھیں۔ اس قسم کے لباس کو اسلاف (صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُم وتابعین رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی) نے بھی استعمال کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳)

زاد المعاد میں ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے منقش خمیصہ اوڑھی ہے۔ (جلد ا صفحہ ۵۱)

کالی چادر

حضرت عبداللہ بن زید المازنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے استسقاء کی نماز پڑھائی اور آپ کالی چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت صفحہ ۴۹۳)

کالا کمبل

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ پر کالا کمبل ہوتا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

موٹے کنارے والی چادر

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر نجرانی دھاری دار چادر تھی جس کا کنارہ غلیظ تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴)

فَائِدَہ: یہ بھی یمنی چادر ہوتی تھی، اس کے کنارے ذرا غلیظ ہوتے تھے جیسا کہ چادر کی بعض قسموں میں ہوتا ہے۔

چادر کا کنارہ سر مبارک پر ڈالنا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے چادر کا کنارہ سر مبارک پر ڈال رکھا تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴)

یعنی سر پر الگ سے کپڑا رکھنے کے بجائے چادر کا کنارہ ہی ڈال رکھا تھا، ویسے آپ گرمی سے بچنے کے لئے سر مبارک پر کپڑا ڈال لیا کرتے تھے ایک موقع پر اس کا کام چادر سے لے لیا۔

خوشنما چادر نماز کی حالت میں

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہَا سے روایت ہے کہ ابوجہم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نے ایک منقش شامی چادر آپ ﷺ کو ہدیۃً پیش کی۔ آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو واپس کر دو۔ اس کے نقش و نگار نے نماز میں خشوع سے باز رکھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوجہم

کے پاس جو موٹی چادر غیر منقش ہے وہ لا کر دو۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۶۵)

فائدہ: دوسری چادر آپ ﷺ نے اس وجہ سے منگوائی کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ حضرت ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمدہ اور خوشنما چادر آپ کو دی اور ان کے پاس موٹی غیر منقش چادر اور تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا لباس جس کی زینت اور خوش نمائی نماز میں خلل پیدا کرے کم از کم نماز کی حالت میں نہ پہنے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۰)

چادر کو سر کے پاس رکھنا یا تکیہ بنانا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے۔ (مسند حارث، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)

اسی طرح حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرماتے دیکھا۔ (مسند حمیدی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)

فائدہ: یعنی بجائے تکیہ کے آپ ﷺ چادر ہی سے ٹیک لگانے کا کام لئے ہوئے تھے، بوقت ضرورت چادر کو سر کے نیچے ڈال کر کام لے لینا چاہئے تکیہ کا انتظام واہتمام نہ کرنا چاہئے۔

پیوند لگی چادر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا انہوں نے مجھے نبی پاک ﷺ کی ایک پیوند لگی چادر دکھائی۔ (بخاری، ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۸)

فائدہ: پیوند کو آج کل ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جہالت اور بڑے خوف کی بات ہے آپ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیوند لگے کپڑے استعمال کئے ہیں اور یہ سنت ہے۔

زعفرانی رنگ کی چادر

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی چادر اور عمامہ کو زعفرانی رنگ میں دیکھا۔ (طبرانی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپ کی چادر کو زعفرانی رنگ میں رنگنے بھیج دیا جاتا۔

(مختصر نسائی، جلد۲ صفحہ ۲۸۱)

فائدہ: مطلب ہلکا زعفرانی رنگ ہے۔ مردوں کو زعفرانی رنگ کی ممانعت ہے۔ رنگین کپڑے کے ضمن میں اس کی تفصیل آرہی ہے۔

چادر پہننے کا ممنوع طریقہ

چادر اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈال دیئے جائیں ممنوع ہے۔

فَائِدَہ: یہ عام لوگوں کا طریقہ ہے، بہتر یہ ہے کہ اسلاف کے طریقہ پر دائیں طرف کو بائیں طرف کندھے پر ڈال دیا جائے۔ (مدارج)

لنگی اور چادر کا حکم

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ نے جو خطوط ملکوں کے ذمہ داروں کے پاس بھیجے ان میں آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ چادر اور ازار کا استعمال کرو۔ (فتح الباری)

چادر انبیاء کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ چادر اوڑھنا سر پر کپڑا رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۵۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ چادر عربوں کا لباس ہے۔ چادر اوڑھنا ایمان کی نشانی ہے، آپ ﷺ چادر اوڑھتے تھے۔

چادر کی مسنون لمبائی و چوڑائی

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک حضری چادر تھی جس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی، ابن سعید سے عروہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا نے بھی یہ مقدار نقل کی ہے۔ ابن ملقن نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک چادر تھی جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ تھی۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۳)

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ نے زاد المعاد میں بیان کیا کہ آپ ﷺ کے پاس دھاری دار چادر کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ ایک بالشت تھی۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۵)

آپ ﷺ کی چادروں کی تفصیل

آپ ﷺ چادر بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ آپ کے پاس سفید، سبز دھاری دار، لال وسیاہ زعفرانی و کالی اور منقش چادریں تھی۔ ایک چادر بالوں والی تھی۔ یمنی چادریں جو عموماً رنگین اور دھاری ہوتی تھیں ان کو بکثرت استعمال کیا ہے شامی اور مصری چادریں بھی استعمال میں رہی ہیں۔ (زاد المعاد، سیرت، مجمع الزوائد)

ٹوپی

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ حضرت رکانہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی پر عمامہ کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ عمامہ کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست تھی اور آپ ﷺ کی ٹوپی سفید تھی۔

آپ ﷺ نے تنہا بلا عمامہ کے بھی ٹوپی پہنی ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۶۵)

حضرت فرقد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا آپ کے سر مبارک پر سفید ٹوپی تھی۔ (ابن سکن، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۴۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سفید گول ٹوپی پہنتے تھے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

حضرت ابوسنان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو دیکھا ان کے سر اور داڑھی دونوں سفید تھے اور ان کے سر پر گول ٹوپی تھی۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

کبھی آپ ﷺ صرف ٹوپی پہنے رہتے، کبھی ٹوپی اور اس پر عمامہ باندھ لیتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ صرف عمامہ ہوتا۔ (زادالمعاد صفحہ ۵۰)

آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ سفید مصری ٹوپی، سبز دھاری دار ٹوپی، اونچی بارڈر دار ٹوپی، جسے سفر میں استعمال فرماتے اور نماز میں سترہ کا کام لے لیتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۴۸)

حضرت ابوکبشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کی گول ٹوپی سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھی۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۷۴)

فَائِدَہ: یعنی سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھی اٹھی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ (مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۴)

سفر کی ٹوپی

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی سفری ٹوپی ذرا بڑی اور اونچی ہوتی تھی کہ آپ اس سے سفر میں سترہ کا کام بھی لے لیتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب، جمع الوسائل صفحہ ۱۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس چمڑے کی ایسی ٹوپی بھی تھی جس میں سوراخ تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت میں آپ کی ٹوپی کے لئے کمہ کا لفظ آیا ہے اس کے معنی حاشیہ مطالب العالیہ میں گول ٹوپی لکھا ہے۔ لغت میں بھی اس کا اطلاق گول ٹوپی اور گول شے پر ہوتا ہے۔ سیرت خیر العباد میں کمہ کا معنی سر سے ملی ہوئی اٹھی نہ ہوئی کے ہے۔ لہٰذا گول اور دو پٹی ٹوپی جو سر سے ملی ہوئی ہو اس میں شامل ہے۔

سفید لباس مسنون ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۶۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو، یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور ایسے ہی کپڑوں میں مردوں کو دفن کیا کرو۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، ابوداؤد صفحہ ۵۶۲)

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو یہ زیادہ خوشگوار اور پاکیزہ ہے اور اسی میں مردوں کی تدفین کرو۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۶)

سفید کپڑے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لباس جس میں تم اللہ تعالیٰ سے قبروں یا مساجد میں ملاقات کرو گے وہ سفید ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید لباس اختیار کرو، یہی لباس زندوں کو بھی پہننا چاہئے، اسی میں مردوں کی تدفین کرو کیونکہ یہ بہترین کپڑا ہے۔ (شمائل صفحہ ۶)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سفید لباس تواضع اور فقدان کبر کی نشاندہی کرتا ہے۔ سفید رنگ فطرتی رنگ ہے۔ خدائے پاک نے "فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا" میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مساجد اور محافل اور ملاقاتوں کے سلسلے میں سفید کپڑا زیب تن کرنا افضل ہے، عیدین اور جمعہ کے لباس کا بھی سفید ہونا بہتر ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۲۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت نے جنت کو سفید بنایا ہے اور اسے سفید رنگ پسند ہے۔ (بزار، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۱)

ازار اور تہبند

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پیوند لگی چادر اور موٹی تہبند دکھلائی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا وصال انہی دو کپڑوں میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیتے تھے اور موٹا ارزاں کپڑا استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے ازار کا استعمال کیا ہے اور یہ بے سلی لنگی ہوتی تھی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اہل کتاب لنگی نہیں

باندھتے بلکہ پاجامہ پہنتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ ان کے خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو اور لنگی بھی باندھو۔ حضور ﷺ کا معمول لنگی باندھنے اور چادر اوڑھنے کا تھا اور حضور اقدس ﷺ کی لنگی چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی لکھتے ہیں۔ (خصائل صفحہ ۹۵، زاد جلد ا صفحہ ۵۱)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ لکھا ہے کہ یمن کی بنی موٹی لنگی آپ ﷺ استعمال کرتے تھے۔

لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ

حضرت عکرمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا کو دیکھا کہ تہبند کے اگلے حصہ کو زائد رکھتے اور پیچھے کا حصہ اونچا کر لیتے۔ میں نے پوچھا اس طرح کیوں باندھتے ہیں تو ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا نے جواب دیا حضور ﷺ کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ آپ ﷺ تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور پیچھے کو اونچا رکھتے تھے۔

بزرگوں کے لباس کا تبرک

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کی حدیث مذکور کی شرح میں ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس کو بطور تبرک رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے اس چادر اور تہبند کو تبرکاً محفوظ رکھا تھا، ایک طیالسی جبہ بھی رکھا تھا۔ جس سے بیماروں کو پانی پلاتی تھیں۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۱۷۱)

تہبند و لنگی کی مقدار مسنون

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ لنگی نصف پنڈلی تک پہنا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی ہیئت میرے آقا حضور ﷺ کی لنگی کی تھی۔ (شمائل صفحہ ۹)

حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے پوچھا تم نے تہبند کے بارے میں حضور ﷺ سے کچھ سنا ہے کہ مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے، پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

فَائِدَہ: یعنی ٹخنوں سے اوپر ہو تب بھی ٹھیک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی مقدار مشروع ہے۔ نصف ساق تک سنت ہے اور ٹخنوں تک جائز ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۹)

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی یا تہبند باندھنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے جو نیچے تہبند ہوگا وہ

جہنم میں ہوگا۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو فخر کے مارے اپنے کپڑوں کو لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک یا پنڈلی تک یا پھر ٹخنہ سے اوپر ہو اور جو ٹخنہ سے نیچا ہو تو جہنم کے لائق ہے۔ (نسائی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تہبند اس طرح باندھو جس طرح فرشتے باندھتے ہیں۔ پوچھا وہ کیسے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا نصف پنڈلی تک۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۲۶)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تہبند نصف پنڈلی تک ہے تو یہ بات حضرات صحابہ پر شاق گزری پس آپ نے فرمایا ٹخنے تک، اور اس سے نیچے میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ترغیب جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سفیان بن ابی سہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کمر کو پکڑ کر فرمایا او سفیان اپنی تہبند کو مت لٹکاؤ۔ اللہ تعالیٰ لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طویل روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت سے آئے گی مگر خدا کی قسم پاجامہ لٹکا کر پہننے والے اس کی خوشبو نہ پائیں گے۔ (ترغیب صفحہ ۹۱)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ٹخنے سے نیچے تہبند یا لنگی یا پاجامہ باندھنا درست نہیں۔ قیامت کے ہولناک منظر میں خداوند قدوس کی نگاہ کرم اس کی طرف نہ ہوگی۔ ہاں اگر کوئی شخص مجبور ہو اس کی کمر میں تہبند وغیرہ نہ رکتا ہو اور نیچے آجاتا ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہے۔ چنانچہ یہ وعید سن کر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری تہبند نیچے آجاتی ہے آپ نے فرمایا تم متکبرین میں سے نہیں ہو۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اپنی لنگی ذرا اونچی رکھو یہ کپڑے کے لئے صفائی اور رب کے لئے پرہیزگاری کا باعث ہے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۷)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لنگی، تہبند نیچے لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۲)

ایک توجہ

خیال رہے کہ جس طرح پاجامہ، لنگی، تہبند کے نیچے ہونے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح کرتے کے ٹخنے سے

نیچے ہونے کی بھی ممانعت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جو آپ نے تہبند کے بارے میں فرمایا ہے وہی قمیص کے بارے میں بھی ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۵)

پاجامہ اور تہبند کہاں باندھے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ناف کے (ذرا) نیچے ازار تہبند باندھا کرتے تھے کہ ناف معلوم ہوتا تھا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ناف سے اوپر ازار باندھا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶)

فائدہ: یعنی ایسا باندھتے تھے کہ ناف چھپ جاتا تھا، حاصل یہ ہے کہ ناف کے قریب باندھنا چاہئے۔ نہ زیادہ اوپر اور نہ زیادہ نیچے، چنانچہ بعض ناف سے نیچے ۳/۴ انگشت کے فاصلہ سے باندھتے ہیں سو اس میں بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ ستر عورت کی حد میں ہے۔ جن کا دیکھنا دکھانا باعث گناہ ہے۔

نصف ساق تہبند سنت ملائکہ ہے

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اپنے دادا سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے حضور میں حضرات ملائکہ نصف پنڈلی تک تہبند باندھے رہتے ہیں۔ تم بھی اسی طرح باندھو۔

ٹخنے سے نیچا ہونا منافق کی پہچان ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا لٹکانا منافق کی پہچان ہے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۸)

انتباہ

خیال رہے کہ ٹخنوں سے نیچا تہبند، ازار، چادر لٹکانے کی وعید صرف مردوں کے حق میں ہے۔ عورتیں اس میں شامل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ٹخنے ڈھانکنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ازار لٹکانے کی وعید سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ پھر عورتوں کا کیا حال رہے گا۔ آپ نے فرمایا اگر قدم کھل جائے تو وہ کپڑا اپنے نیچے لٹکا لیں چنانچہ آپ نے قدم تک چھپانے کی اجازت دی۔ قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۷۴)

فائدہ: آپ نے پیروں تک چھپانے کا حکم دیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پیر چادر وغیرہ سے نہ چھپ سکیں تو موزوں کا استعمال کرے تاکہ پیر کا اوپری حصہ اور اس کا رنگ و روپ بھی مستور رہے، حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مردوں سے عورتوں کو ایک بالشت زائد کپڑا رکھنا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۱)

سر پر کپڑا رکھنا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر اکثر کپڑا رکھا کرتے تھے، اور یہ کپڑا چکناہٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ (شمائل صفحہ ۹)

فَائِدَہ: عمامہ کے نیچے کپڑا اس لئے رکھا کرتے تھے تا کہ تیل کی وجہ سے عمامہ خراب نہ ہو اور یہ کپڑا تیل کی کثرت استعمال کی وجہ سے چکنا رہتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ کپڑا میلا نہ ہوتا تھا نہ حضور ﷺ کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی نہ کھٹمل خون کو چوس سکتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۰۰)

کبھی آپ ٹوپی اور عمامہ کے اوپر بھی رومال کے مانند کوئی کپڑا ڈال لیتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی نے "باب التقنع" میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ عموماً دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا تھا۔ چنانچہ حدیث ہجرت میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس دوپہر کو تشریف لائے اور سر کو کپڑے سے ڈھانکے ہوئے تھے۔ (زاد جلد ۱ صفحہ ۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ پر ایک مٹیالے رنگ کا کپڑا تھا جسے آپ نے سر پر ڈال رکھا تھا۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ چادر کے ایک کونہ کو آپ سر پر ڈال لیتے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴)

تاہم آپ ٹوپی اور عمامہ کے علاوہ ایک کپڑا جسے رومال بھی کہا جا سکتا ہے بسا اوقات سر پر ڈال لیتے تھے تا کہ دھوپ وغیرہ میں کام آئے۔ یہی سنت متوارث اہل علم میں چلی آرہی ہے کہ رومال وغیرہ سر پر رکھتے ہیں۔ (سیرۃ الشامی)

حضرت واثلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دن کو سر ڈھانکنا سمجھداری کی بات ہے اور رات کو سر چھپانا شبہ میں ڈالنے والی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۳)

یعنی اشتباہ میں ڈالنے والی بات ہے۔

گرمی اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے رومال یا کپڑا سر پر ڈال لینا سنت ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۴)

پاجامہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک دن بازار گیا آپ ﷺ ایک کپڑا فروش کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس سے آپ ﷺ نے چار درہم میں ایک پاجامہ خریدا۔ بازار والوں کے پاس ترازو تھا جس سے وہ وزن کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا

تولا کرو تو ذرا جھکتا تولا کرو۔ تولنے والے نے کہا یہ ایسا کلام ہے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا ارے تیرے دین کی ہلاکت و بربادی کے لئے یہ کافی ہے، کیا نہیں پہچانتے یہ تیرے پیغمبر ہیں۔ پس اس نے ترازو چھوڑ دیا اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک کی طرف بوسہ دینے کے لئے جھپٹا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا۔ یہ عجمیوں کے بادشاہوں کا طریقہ ہے، میں تمہاری ہی طرح کا آدمی ہوں، جھکتا تولا کرو کہا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پاجامہ لے لیا۔ میں آگے بڑھا کہ پاجامہ لے لوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا صاحب سامان اس کے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے، ہاں مگر یہ کہ وہ ضعیف و کمزور ہو جو اس کے اٹھانے سے عاجز ہو تو مسلم بھائی کو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ میں نے آپ سے پوچھا (چونکہ آپ لنگی باندھتے تھے) کیا آپ پاجامہ پہنتے ہیں جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خریدا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہاں! رات میں بھی دن میں بھی، سفر میں بھی حضر میں بھی مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ قابل ستر میں کسی کو نہیں سمجھتا۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۲۵، آداب بیہقی صفحہ ۲۵۶)

حافظ نے فتح الباری میں بھی ابویعلی اور طبرانی کے حوالہ سے مختصراً بیان کیا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۳)

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

1. بازار میں خرید و فروخت کے لئے جانا خلاف سنت نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔
حضرات انبیاء اپنا سامان خریدنے کے لئے بازار جانا عیب نہیں سمجھتے تھے۔ اسی پر تو کفار نے اعتراض کیا تھا کہ یہ رئیسوں کی شان کے خلاف ہے۔
2. جھکتا تولنا بہتر اور باعث برکت ہے۔
3. دست بوسی پسندیدہ شے نہیں، فرط محبت میں کبھی ہو جائے تو دوسری بات ہے۔
4. کوئی دست بوسی کرے تو ہاتھ پیش کر کے عملاً ترغیب نہ دے بلکہ ہاتھ چھڑا لے کہ اس میں تواضع ہے۔
5. چھوٹوں کو چاہئے کہ بڑوں کی خدمت کے لئے خود پیش قدمی کریں نہ کہ ان کے ایماء و حکم کا انتظار کریں۔
6. بڑوں کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنا کام خود انجام دیں۔
7. سامان والے کو اپنا بوجھ برداشت کرنا چاہئے۔
8. کمزور رفیق کی اعانت کرنی چاہئے۔
9. بڑوں سے علمی سوال میں جھجکنا نہیں چاہئے۔
10. حسب موقع نصیحت و پند سے گریز نہ کرنا چاہئے۔

حضرت سوید بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم منیٰ میں تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف

لائے اور ہم سے پاجامہ خریدا۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے اور حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم آپ کے حکم سے پاجامہ پہنتے تھے گو آپ ﷺ سے پہننا ثابت نہ ہو مگر پہننے کے ارادہ سے خریدنا تو ثابت ہے۔

(زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

البتہ یہ محقق ہے کہ حضور پاک ﷺ کے پاس پاجامہ موجود تھا۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وصال کے بعد ترکہ میں بھی تھا۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جس دن شہید کئے گئے اس دن پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ حافظ زین الدین عراقی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (جمع صفحہ ۱۷۵)

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۳)

حضرت سوید بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ روایت سنن اربعہ ترمذی، نسائی، ابوداؤد، داری اور مسند احمد میں ہے اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ روایت ابن حبان، مسند ابویعلی، طبرانی، دار قطنی، ابن عساکر میں ہے اور سیوطی نے الجامع الصغیر میں بھی نقل کیا ہے۔

پاجامہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے پاجامہ پہنا وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔ اسی پاجامہ کی برکت سے وہ قیامت کے دن سب سے پہلے لباس پہنائے جائیں گے۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۶)

فَائِدَہ: کیا خوب، پاجامہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت ہے اور آپ ﷺ نے بھی پسند کیا ہے اور سنت ابراہیمی کی اتباع محمود اور امت سے مطلوب ہے۔ لہٰذا پاجامہ خلاف سنت قرار نہیں دیا جا سکتا ناواقفیت اور جہالت کی بنیاد پر پاجامہ کو خلافِ سنت قرار دیا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ منیٰ کے میدان میں خریدنا کتب صحاح سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہننے ہی کے لئے تھا۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

پاجامہ پہننا مستحب ہے

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے پاجامہ پہننا مستحب قرار دیا ہے۔ (جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۶)

پاجامہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس دن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو شرف گفتگو سے نوازا گیا۔ صوف کی چادر صوف کی ٹوپی اور صوف کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور

جوتا گدھے (کی دباغت شدہ کھال) سے بنا ہوا تھا۔ (عمدۃ جلد۲ صفحہ ۳۰۷)

پاجامہ کا حکم

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا پاجامہ پہنو یہ تمہارے لباس میں زیادہ ستر کے لائق ہے اور عورتوں کو بھی پہناؤ جب وہ باہر نکلیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۷)

فَائِدَہ: ستر کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ لنگی میں ذرا بے احتیاطی سے ستر کھل جاتا ہے بیٹھنے اور لیٹنے میں بے ستری کا اندیشہ رہتا ہے۔ خصوصاً سونے میں بے ستری زیادہ ہوتی ہے، پاجامہ میں یہ بات نہیں۔ صحت اور طب کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

پاجامہ کا ہدیہ

بریدہ بن حصیب اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ شاہ حبشہ نجاشی نے حضور اقدس ﷺ کو ہدیہ میں قمیص، پاجامہ، موزہ اور چادر بھیجا تھا۔ (ابن حبان جمع الوسائل صفحہ ۱۲۷)

فَائِدَہ: جس وقت یہ ہدیہ بھیجا گیا تھا نجاشی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا ہدیہ لیا اور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ موزہ کے استعمال کا ذکر شمائل میں ہے۔

عمامہ

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فتح مکہ میں جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (شمائل صفحہ ۹)

حضرت عمر بن حریث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ (خوش نما اور پروقار) منظر میرے سامنے ہے جب نبی پاک ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (شمائل صفحہ ۹ مسلم شریف صفحہ ۴۴۰)

حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھو یہ حضرات ملائکہ کی خاص نشانی ہے اور اس کے کنارے کو پشت پر ڈال دو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

عمامہ حلم و بردباری کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھا کرو، اس سے حلم و بردباری میں اضافہ ہوگا۔ (بزار، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

حضرت ابوموسیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں جب حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے تو وہ سیاہ عمامہ میں تھے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے بدر وحنین میں ہماری اعانت ایسے ملائکہ سے کی جو عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (طیالسی کنز صفحہ ۲۲۲)

جمعہ کے دن عمامہ کی فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر دعاء رحمت کرتے ہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

عمامہ تاج عرب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ عربوں کا تاج ہے۔

امت کا اکرام

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت کا اکرام عمامہ کے ذریعہ کیا ہے۔

عمامہ باعث وقار ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمامہ مؤمن کا وقار ہے۔

(مختصراً کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۲)

سفر وحضر کا عمامہ

آپ ﷺ سفر میں سفید اور حضر میں عموماً سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔ (مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۴)

دوسروں کو عمامہ باندھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو عمامہ باندھا اور چار انگل کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۳۴)

عمامہ اسلام کی خاص نشانی ہے

نبی اکرم ﷺ نے غدیر خم کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس طرح عمامہ باندھو عمامہ خاص کر کے اسلام کی نشانی ہے۔ یہ مسلمان اور کافروں کے درمیان باعث امتیاز ہے۔ (شرح مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰)

عمامہ کا شملہ

آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ (اکثر دونوں شانوں کے درمیان) ضرور چھوڑ دیتے۔ حضرت

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت عمر بن حریث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ سیاہ عمامہ پہنے تھے اور اس کا کنارہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ (مسلم صفحہ ۴۴۰)

شملہ کی مقدار

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ابن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عمامہ باندھا چار انگل یا ایک بالشت کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھے پر ڈال دیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۲)

عمامہ کے نیچے ٹوپی مسلمانوں کا شعار ہے

حضرت رکانہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

مسلمان عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کفار بلا ٹوپی عمامہ باندھتے تھے، اسی فرق کو ظاہر کیا ہے آپ ﷺ نے، اسی عہد کا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ٹوپی پر عمامہ باندھنے کی تاکید کی ہے۔

حضرت ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب صافہ باندھتے تو اس کا شملہ آگے یا پیچھے کی جانب چھوڑ دیتے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۳)

فَائِدَہ: شملہ کے متعلق آپ ﷺ کی عادت طیبہ مختلف رہی ہے۔ (خصائل صفحہ ۹۳)

عمامہ کے کنارے کو ٹھوڑی کے نیچے بھی لا کر باندھا جا سکتا ہے اور یہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(زاد المعاد، سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۴۲)

بہتر دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا ہے۔ (خصائل صفحہ ۹۳)

شملہ چھوڑنا مستحب ہے اس کا ترک مکروہ ہے، شملہ آگے یا دائیں جانب یا بائیں جانب یا پیچھے چھوڑنا بھی منقول ہے، زیادہ پیچھے دونوں کندھوں کی جانب منقول ہے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۴۰)

عمامہ کی لمبائی

آپ کے عمامہ کی لمبائی کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ دس ہاتھ تھی۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ایک روایت میں ہے کہ سفر و حضر کے صافہ کی لمبائی سات ہاتھ ہوتی تھی اور ایک ہاتھ چوڑائی ہوتی تھی۔

امام نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ ایک عمامہ کی لمبائی چھ ہاتھ تھی اور ایک دوسرے عمامہ کی جو بڑا

تھا بارہ ہاتھ لمبائی تھی۔ (زرقانی علی المواہب جلد۵ صفحہ۴، مناوی صفحہ ۱۷)

صاحب مدخل نے عمامہ کی مقدار سات ہی ہاتھ بتائی ہے۔ (خصائل صفحہ۹۱، مجمع صفحہ ۱۲۸)

عمامہ کا رنگ

آپ ﷺ نے سفید، سیاہ اور زرد رنگ کا صافہ باندھا ہے۔ حضرت عمر بن حریث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے خطبہ دیا ہے۔ (مسلم شریف، شمائل صفحہ۹)

عید کے دن سیاہ عمامہ

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس سیاہ عمامہ تھا جسے آپ ﷺ عیدین میں استعمال فرماتے تھے اور اس کا شملہ پشت پر ڈال لیتے تھے۔ (حاوی، سیرت خیر العباد صفحہ۴۳۰)

حضرت حسن رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا عمامہ سیاہ تھا۔ (حاوی)

حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا سیاہ عمامہ استعمال کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ ﷺ نے خیبر کے معرکہ میں جب بھیجا تھا تو سیاہ عمامہ آپ نے باندھا تھا، اس کے شملہ کو پیچھے یا بائیں جانب چھوڑ دیا تھا۔ (حاوی جلد۲ صفحہ۱۰۴)

حضرت ابوجعفر انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ شہادت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ ابورزین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ رشدین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو میں نے سیاہ عمامہ میں دیکھا ہے۔ مسلم بن وردان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو میں نے بلا ٹوپی سیاہ عمامہ میں دیکھا ہے، حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، سعید بن مسیّب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، ابوسعید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور اسود رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ان حضرات سے سیاہ عمامہ باندھنا منقول ہے۔
(الحاوی جلد۲ صفحہ۷۸)

سفید عمامہ

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا عمامہ سفر سفید تھا۔ (زرقانی جلد۵ صفحہ۴)

زرد عمامہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور آپ زرد قمیص، زرد چادر، زرد عمامہ میں ملبوس تھے۔ (ابن عساکر، حاوی جلد۲ صفحہ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو دو زعفرانی رنگ کے کپڑوں چادر اور عمامہ میں دیکھا۔ (مستدرک حاکم، حاوی جلد۲ صفحہ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے کپڑوں کو زعفرانی رنگ میں رنگا جاتا، قمیص، چادر، اور عمامہ۔ (طبقات ابن سعد حاوی جلد۲ صفحہ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرات ملائکہ جو بدر میں تشریف لائے تھے، ان کے عمامہ کا رنگ زرد تھا۔ حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی زرد عمامہ میں تھے۔ (ابن عساکر)

فَائِدَہ: ذخیرہ حدیث میں عمامہ کا رنگ تین قسم ملتا ہے۔ سیاہ، سفید، زرد، سبز عمامہ کی روایت نہیں ملی۔ وہ سبز عمامہ جو مائل بسیاہی ہو سیاہ میں داخل ہو جائے گا۔ اہل عرب کے یہاں سیاہ کا اطلاق جس طرح کالے پر ہوتا ہے اسی طرح اس سبزی پر جو مائل بسیاہی ہو اپنی گہرائی کی وجہ سے اسے بھی سیاہ کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ "مُدْهَامَّتَانِ" جنت کے باغوں کی صفت بیان کی گئی ہے ظاہر ہے کہ یہاں سبز پتیوں کی گہری سبزی جو دور سے سیاہ معلوم ہوتی ہے مراد ہے۔ اسی طرح سبز اور سیاہ کی آمیزش سے جو عمامہ تیار کیا جاتا ہے وہ بھی مائل بسیاہی ہونے کی وجہ سے سیاہ میں داخل ہے۔

حاکم یا والی کو عمامہ باندھنا

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کسی کو کسی مقام کا والی اور گورنر بناتے تو آپ اس کے سر پر عمامہ باندھتے اور اس کے کنارے کو دائیں جانب کان کی طرف چھوڑ دیتے۔

(زرقانی جلد۵ صفحہ۱۲، سیرت خیر العباد جلد۷ صفحہ۴۳۲)

عمامہ باندھنے کا طریقہ

عمامہ کھڑے ہو کر اور پاجامہ بیٹھ کر پہننا چاہئے۔ (جمع الوسائل)

اس کے برخلاف عمامہ بیٹھ کر باندھنا اور پاجامہ کھڑے ہو کر پہننا نسیان اور فقر پیدا کرتا ہے۔

(زرقانی جلد۵ صفحہ۴)

عمامہ سنت ہے خاص کر نماز کے موقع پر۔ (مناوی صفحہ۱۶۵)

یعنی نماز کے وقت خاص کر اہتمام محمود ہے۔

سر پر کسی کپڑے کو بطور عمامہ لپیٹ لینا

آپ ﷺ عمامہ کے علاوہ (نہ ہونے پر) کپڑے کے ٹکڑے (مانند رومال وغیرہ) بھی لپیٹ لیتے تھے۔

(عمدۃ جلد۲۱ صفحہ۳۰۹)

صاحب سیرت الشامی نے بیان کیا ہے کہ اگر عمامہ نہ ہوتا تھا تو آپ کپڑے کے ٹکڑے کو سر اور پیشانی پر باندھ لیتے تھے۔ (جلد ۷ صفحہ ۴۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ رومال کو بھی سر پر باندھ لینا کندھے پر ڈال لینے سے بہتر ہے کہ مثل عمامہ کے باندھے۔

آپ کے عمامہ کا نام

آپ ﷺ کے عمامہ کا نام سحاب تھا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۴)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کپڑے کا نام رکھ کر اسے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی عادت طیبہ چیزوں کے نام رکھنے کی تھی۔

رنگین دھاری دار لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵، مسلم)

فائدہ: یہ یمن کی بنی ہوئی چادریں ہوتی تھیں جن میں لال دھاریاں ہوتی تھیں۔ کسی میں نیلی، کسی میں ہری دھاریاں بنی ہوتی تھیں۔ خوشنما ہونے کی وجہ سے ان کو جرء کہا جاتا تھا۔

حضرت ابورمثہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ دو سبز کپڑوں میں ملبوس تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ حالت مرض میں تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹیک لگائے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ پر قطری کپڑا تھا جسے آپ نے لپیٹ رکھا تھا اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ قطر ایک قسم کی چادر ہوتی تھی جو یمن سے آتی تھی۔ لال رنگ کے نقش ہوتے تھے اور موٹی ہوتی تھی۔ (جمع صفحہ ۱۱۲)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سرخ جوڑے والے کو حضور ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (شمائل، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو سبز رنگ پسند تھا یا (فرمایا) رنگوں میں آپ ﷺ کو سبز رنگ پسند تھا۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۲)

فائدہ: سبز رنگ اہل جنت کا ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۵)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دو زرد کپڑوں میں ملبوس

دیکھا۔ (بزار جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنها فرماتی ہیں کہ آپ کا کپڑا ورس (خوشبو) سے رنگا تھا جسے آپ گھر میں بھی پہنتے تھے اور ازواج مطہرات کے پاس بھی جاتے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھتے تھے۔ (سیرت صفحہ ۴۹۵)

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنها فرماتی ہیں بسا اوقات آپ اپنی چادر کو اور تہبند کو ورس اور زعفرانی رنگ میں رنگتے تھے اور زیب تن فرما کر باہر نکلتے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۹۴)

حضرت عروہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس سبز چادر تھی جسے وفود کی آمد پر استعمال فرماتے۔ (ابن سعد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۹۰)

قیلہ بنت مخرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنها کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس حال میں دیکھا کہ حضور والا پر دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن ان پر زعفران کا کوئی اثر نہیں رہا تھا۔ (شمائل صفحہ ۶)

حضرت یعلی بن امیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو میں نے سبز چادر میں طواف کرتے دیکھا ہے۔ جسے آپ اپنی بغل میں نکالے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ کی روایت ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لال چادر عیدین و جمعہ میں زیب تن فرماتے۔

حضرت عبداللہ محاربی رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ کہتے ہیں کہ بازار ذی المجاز میں آپ کو میں نے لال جبہ میں دیکھا۔

(سیرت صفحہ ۴۹۱)

فَائِدَة: جن روایتوں میں سبز اور لال جوڑوں کا ذکر ہے وہاں مراد ان رنگوں کی دھاریاں ہیں۔ پورے کپڑے میں مراد نہیں۔ کیونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سرخ رنگ سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

یمنی برود (چادریں) خالص ایک رنگ کی نہیں ہوتی تھیں ان میں ان رنگوں کی دھاریاں ہوتی تھیں۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۶)

مردوں کے لئے سرخ رنگ کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ خبردار لال رنگ مت استعمال کرو، یہ شیطان کا محبوب رنگ ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۳)

حضرت رافع بن یزید ثقفی رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ شیطان لال رنگ پسند کرتا ہے۔ خبردار! تم اس سے پرہیز کرو اسی طرح شہرت والے کپڑے سے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۳)

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ سے مرسلاً روایت ہے کہ لال رنگ شیطان کی زینت ہے۔

(کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۵)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لال ریشمی جوڑے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ لال رنگ کو ناپسند فرماتے تھے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا گزر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا، وہ دو لال کپڑوں میں ملبوس تھا، اس نے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ: چونکہ وہ ایک ناپسندیدہ لباس میں ملبوس تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم پر سرخ لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کہاں سے لیا میں نے کہا میری بیوی نے اسے بنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جلادو۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸)

کالا لباس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سیاہ لباس بنایا گیا آپ نے اسے پہنا، جب پسینہ آیا تو آپ نے اس صوف (اون) کی بو محسوس کی چنانچہ آپ نے اسے اتار دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

فائدہ: کالا لباس کالی چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمایا ہے۔ آپ کا اتارنا اون کی ناپسندیدہ بو کی وجہ سے تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے کالا لباس استعمال کیا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کالا لباس بمعنی کالی چادر، کالا کمبل استعمال کیا ہے۔ لباس میں صرف آپ کا عمامہ عموماً سیاہ ہوتا تھا باقی اور لباس نہیں۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۶۶)

عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ استسقاء کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۹۳)

زرد زعفرانی رنگ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے زرد رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵)

حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے آپ ﷺ کی چادر مبارک اور عمامہ کو زرد رنگ میں رنگادیا تھا۔ (حاوی)

ابن سعد نے یحییٰ بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کی روایت نقل کی ہے کہ قمیص چادر اور آپ ﷺ کا عمامہ بعض ازواج کی طرف رنگنے بھیجا جاتا۔ اسے زعفرانی رنگ سے رنگ دیا جاتا کیونکہ آپ ﷺ کو یہ پسند تھا۔

(سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۹۴)

زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ کے سارے کپڑے زعفران سے رنگے جاتے حتیٰ کہ عمامہ بھی۔ (سیرت الشامی صفحہ ۴۹۴)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ مردوں کے لئے زعفرانی زرد رنگ ممنوع ہے۔ یہ روایتیں ابتدا اسلام کی ہیں جب کہ ممانعت نہیں تھی یا زعفرانی رنگ سے مراد ہلکا رنگ ہے یا دھونے کے بعد جو ہلکا سا رنگ باقی رہتا ہے وہ مراد ہے یا خوشبو کے لئے رنگا جاتا ہو پھر دھویا جاتا ہو۔ جس سے اس کی تیزی چلی جاتی ہو اور وجہ اس کی یہ ہو کہ میل کا اثر جلدی نہ ہو۔

زعفرانی رنگ کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سرخ و زرد رنگ کو استعمال نہیں کرتا۔ (مختصر مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۹)

مدارج النبوۃ میں ہے کہ زرد اور زعفرانی رنگ کی جو روایتیں ہیں وہ منسوخ ہیں۔ یعنی ان پر عمل درست نہیں۔ امام ذہبی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ عمامہ (وغیرہ) کے زرد رنگ کی جو روایتیں ہیں وہ ممانعت سے قبل کی ہیں۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۴۱)

نام ونمود، شہرت اور دکھاوے کے لباس کی وعید

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا کوئی لباس پہنے جس سے وہ دوسرے پر بڑائی ظاہر کرے اور یہ کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں تو خداوند قدوس اس کی طرف نگاہ نہیں فرماتا تاوقتیکہ وہ اسے اتار نہ دے۔ (طبرانی، ترغیب جلد۳ صفحہ۱۱۵)

شہرت کا لباس جہنم کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہرت (نام ونمود اور دکھاوے) کے لئے کوئی کپڑا پہنے گا تو اللہ تعالیٰ اس کپڑے کو قیامت کے دن پہنائے گا اور جہنم کی آگ اس میں لگادے گا۔ (رزین، ترغیب جلد۳ صفحہ۱۱۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہرت کے لئے دنیا میں کوئی لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا پھر اس میں جہنم کی آگ لگادے گا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۱۱۶)

لباس شہرت اعراض خداوندی کا باعث ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہرت کے لئے لباس پہنتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمالیتے ہیں تاوقتیکہ اسے نکال نہ دے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۱۱۶)

فائدہ: لباس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھا یا امتیازی لباس اس لئے پہنے تاکہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچا ہو۔ لوگ اس کے پاس لباس کی تعریف کریں سو یہ نیت درست نہیں۔ خدا کے نزدیک ذلت و رسوائی و ناراضگی کا باعث ہے۔ لباس میں نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر چھپانے کو دیا ہے اور یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور نظافت و جمال کو پسند کرتا ہے اس لئے نظیف وجمیل لباس پہنتا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو اس نے ہمیں اظہار نعمت کا حکم دیا ہے۔ یہ قصد وارادے محمود اور باعث ثواب ہیں۔

امت کے بدترین لوگ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے بدترین لوگ وہ

ہوں گے جو ناز و نعمت میں ہوں گے، رنگ برنگ کے کھانے اور رنگ برنگ کے کپڑے میں لگے رہیں گے اور بات خوب بنائیں گے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۱۵)

باعث شہرت لباس کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا ہے ایک جو خوبی کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ دوسرا جو بدنمائی کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ (طبرانی، مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۸)

فَائِدَہ: یعنی اتنا گراں یا عمدہ وخوبصورت زینت والا ہو کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو جائے کیونکہ یہ عجب اور کبر کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس کا عکس بھی مذموم ہے کہ بے عزتی وانگشت نمائی کا باعث ہے۔

لباس کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ لباس کیسا ہو؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا ہو کہ نہ تو بے وقوف لوگ اسے حقارت سے دیکھیں اور نہ شریف لوگ اسے معیوب سمجھیں اور فرمایا کہ پانچ سے لے کر بیس درہم کے درمیان کا ہو۔ (مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا فخر ومباہات کے لئے پہنتا ہے کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرماتا تاوقتیکہ اسے اتار نہ دے۔

(کنز جلد۱۹ صفحہ ۲۲۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان کے کپڑوں پر کندھے کے درمیان تین تین پیوند ایک دوسرے پر لگے ہوئے تھے۔

(ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۱۳)

سادگی نور قلب کی علامت ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا مینڈھے کی کھال کا ٹپکا لگائے آرہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کو دیکھو اللہ رب العزت نے اس کے دل کو ایمان سے منور کر رکھا ہے میں نے اس کا وہ عہد دیکھا ہے جب یہ والدین کے پاس تھے نہایت ہی خوشگوار کھانے اور پہننے میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس کے لئے ایک جوڑا دو سو میں خریدا گیا تھا۔ اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس حال میں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۳)

فَائِدَہ: یعنی تنعم اور عیش کو ایمان پر قربان کر دیا اور فقر میں مست ہو گئے۔

جب تک پیوند نہ لگالے نہ اتارے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا کے لئے اتنا سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے۔ خبردار مالدار کی مجلس سے پرہیز کرو اور کسی کپڑے کو پرانا ناقابل استعمال اس وقت تک نہ بناؤ جب تک کہ تم اس میں پیوند نہ لگاؤ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

فَائِدَہ: یعنی جب پرانا ہو کر پھٹنے لگے تو اسے الگ نہ کرے تاوقتیکہ پیوند نہ لگالے۔ اس سے خرچ میں اعتدال پیدا ہوگا، پیوند لگے کپڑے کا استعمال سنت ہے اسے برا یا حقیر سمجھنا بڑے خطرے کی بات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر اس کے بعد بغیر پیوند لگائے کپڑے کو ترک نہیں کرتی تھیں۔ کثیر بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا ٹھہر جاؤ! میں اپنا پیوند سی لوں چنانچہ میں ٹھہر گیا اور کہا اے ام المؤمنین اگر میں باہر جاؤں اور لوگوں کو اطلاع دوں تو لوگ اس بات کو آپ کے بخل میں شمار کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جو تیرے جی میں آئے کر۔ اسے نئے کپڑے کی کوئی قدر نہیں جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا ہو۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۴۱)

پیوندار کپڑے سے خشوع

حضرت عمر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اے امیر المؤمنین آپ اپنے کرتے پر پیوند کس لئے لگاتے ہیں آپ نے جواب دیا تاکہ دل میں خشوع پیدا ہو اور مؤمن اس کی اقتداء کرے۔ (کنز العمال، حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

فَائِدَہ: یعنی پیوندار کپڑے سے تواضع و مسکنت پیدا ہوگی اور اس سے قلب میں خشوع پیدا ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیوندار کپڑا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین ہونے کی حالت میں دیکھا کہ ان کے کپڑے پر یکے بعد دیگرے تین پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہونے کی حالت میں خطبہ دے رہے تھے اور ان کے کپڑے پر بارہ پیوند لگے تھے۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۴۳۰)

فَائِدَہ: سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا جلیل القدر خلیفہ تو پیوند کو محبوب سمجھے اور خلافت کی حالت میں بھی معیوب نہ سمجھے اور ہم اس کے متبعین اسے بری و ذلت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اللہ کی پناہ!

بلا حساب جنت میں داخلہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو کہ دھونے کے بعد دوسرا کپڑا پہننے کے لئے نہ ہو۔

(حاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۷)

لباس میں تواضع اور سادگی کی فضیلت

حضرت ایاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادگی لباس ایمان کی علامت ہے، سادگی لباس ایمان کی علامت ہے! (ابوداؤد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

حدیث پاک میں بذاذۃ کو ایمان فرمایا گیا ہے جس کے معنی زینت اور خوشنمائی کو ترک کرتے ہوئے کم درجہ کا لباس اختیار کرنا ہے۔ (منذری صفحہ ۱۰۸)

کون بندہ اللہ کو محبوب ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے سادہ مزاج کو پسند کرتا ہے جسے کوئی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا پہنا ہے۔ (بیہقی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

فَائِدَۃ: یعنی اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا کپڑا پہنا ہے۔ اچھا خوشنما ہے یا نہیں بلکہ محض ستر پوشی میں سنت اور شریعت کی رعایت کرتا ہے۔

سادگی لباس انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام صوف (موٹے اون کا ارزاں لباس) پسند کرتے تھے خود بکریوں کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اور گدھوں کی سواری کیا کرتے تھے۔

(حاکم، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

فَائِدَۃ: یعنی لباس بھی سادہ اور ارزاں استعمال کرتے تھے اور کام میں عیب نہیں سمجھتے تھے۔ معمولی کام بھی خود کر لیتے تھے، سواری میں بھی سادگی تھی۔

پیوند لگی چادر و تہبند

حضرت ابوبردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پیوند نما چادر اور موٹی تہبند دکھائیں اور کہا کہ انہی دونوں کپڑوں میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۰)

فَائِدَۃ: باوجود وسعت کے آپ نے سادگی کو اختیار کیا جو فضیلت کی بات ہے۔

ارزاں وکم قیمت لباس

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ صوف کی ایسی چادر اوڑھ لیتے تھے جس کی قیمت چھ یا سات درہم ہوتی تھی۔ (بیہقی، ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۱۰)

لباس کی مقدار کفاف

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا، دنیا کی کیا مقدار کافی ہے؟ آپ نے فرمایا خوراک کی وہ مقدار جو بھوک روک دے، ستر چھپا دے، اگر گھر ہوتو سایہ کا انتظام ہو جائے اور اگر سواری بھی ہوتو کیا کہنا! (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۱۵)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ دنیا ضرورت کی جگہ ہے، مقام عیش آخرت ہے، اتنی مقدار دنیا گزارنے کے لئے کافی ہے۔

لباس میں تنعّم اور ترفہ کو چھوڑنا مستحب ہے

حضرت ابن ادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سادگی اختیار کرو، موٹا پہنو، تیر اندازی سیکھو، ننگے پیر چلو (کبھی) نیز انہی کی روایت ہے، تیراندازی سیکھو موٹا پہنو ننگے پیر چلو۔

(مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۹)

مواہب میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں غلام ہوں ایسا ہی لباس پہنتا ہوں جو ایک غلام پہنتا ہے۔

(مواہب جلد۵ صفحہ ۱۷)

حیثیت کے باوجود سادہ لباس کی فضیلت

حضرت معاذ بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عمدہ لباس کو خدا کے لئے تواضعاً چھوڑ دے باوجودیکہ اسے حیثیت ہے تو قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ وہ ایمان کے جس جوڑے کو چاہے اختیار کرے۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے باوجود قدرت، استطاعت کے خوبصورت اور عمدہ لباس چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ شانہ اسے اکرام و اعزاز کا لباس پہنائے گا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۰۷)

ایک صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے خوبصورت وعمدہ لباس اللہ کے لئے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے، اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اپنے سے کمتر (مسکین، غریب، یتیمہ) سے شادی کرے گا اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

فَائِدَۃ: یا تو مراد اس سے آخرت میں اعزاز و اکرام کا معاملہ کرنا ہے یا یہ کہ اس تواضع کی وجہ سے وہ لوگوں کے

دلوں میں مکرم و معظم ہو جائے گا۔

سادگی لباس کبر سے براءت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صوف کا لباس کبر سے براءت ہے۔ (مختصر البیہقی، ترغیب جلد۳ صفحہ ۱۱۰)

عمدہ لباس کی اجازت ہے جب کہ فخر کے لئے نہ ہو

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اسے پسند ہے کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے۔ (مطالب عالیہ جلد۲ صفحہ ۲۶۲)

وسعت کے باوجود گھٹیا لباس کی ممانعت

حضرت زہیر بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بری ہیئت بنائے ہوئے تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے! مختلف قسم کے اموال، آپ نے فرمایا تو اس نعمت کا اثر ظاہر ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندے پر اپنے انعام کا اثر دیکھے۔ (مطالب جلد۲ صفحہ ۲۶۲)

اظہار نعمت کی اجازت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے پر انعام ظاہر کرتا ہے تو وہ نعمت کے ظہور کو بندے پر دیکھنا پسند کرتا ہے۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص پھٹی حالت میں آیا آپ نے اس سے پوچھا ارے تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! اللہ کا دیا ہوا سب ہے۔ اونٹ ہے، گائے ہے بکری ہے، آپ نے فرمایا جس کے پاس مال ہو چاہئے کہ وہ اس کا اثر ظاہر کرے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۶)

اچھا لباس پہننا کبر کی علامت نہیں

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبر کا ذکر ہوا آپ نے اس کی بڑی وعید بیان کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ پس قوم کے ایک شخص نے پوچھا خدا کی قسم اے اللہ کے رسول! میں کپڑے صاف دھوتا ہوں اس کی سفیدی مجھے خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ (یعنی صاف شفاف پہنتا ہوں) میں اپنے جوتے کے تسمے اور کوڑے کی رسی کو بھی اچھا پسند کرتا ہوں۔ (تو کیا یہ کبر ہے؟) آپ نے فرمایا کہ نہیں، کبر تو یہ ہے کہ حق کو ذلیل کرے۔ لوگوں کی تحقیر کرے۔ (مجمع صفحہ ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا میں عمدہ جوڑے پہنتا ہوں۔ کیا یہ کبر کی علامت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! پھر پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانا بناؤں اور سب کی دعوت کروں۔ کیا یہ کبر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں کبر تو یہ ہے کہ تو حق کو بھول جائے اور لوگوں کی تحقیر کرے۔

(مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۶)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ لباس کبر نہیں ہے اس کا تعلق لباس یا کسی شے کی عمدگی اور خوشنمائی سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے اگر اس سے دوسروں کی تحقیر و تذلیل ہے تو یہ مذموم ہے۔

عمدہ لباس خلاف سنت نہیں

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ستائیس اونٹوں کے بدلے ایک جوڑا خریدا اور پہنا البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ ایک وقتی اور عارضی چیز تھی ورنہ عام لباس میرے آقا کا نہایت معمولی ہوتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۵۵)

میلا گندہ لباس ناپسندیدہ ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا اس پر گندے کپڑے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ کچھ نہیں پاتا کہ اس سے اپنے کپڑے دھولے۔

(آداب بیہقی صفحہ ۳۳۶)

فَائِدَۃ: آپ نے زجراً فرمایا کہ اس کے پاس اتنی بھی گنجائش نہیں کہ کپڑے صاف کر لے۔ کیونکہ گندہ پہننا اچھی بات نہیں ہے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی عمدہ لباس پہنا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں عمدہ کپڑے زیب تن کرنے والے اور عمدہ خوشبو استعمال کرنے والے تھے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ ۱۳۸)

حضرت سلیم ابو عامر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک چادر دیکھی جس کی قیمت سو درہم ہوتی تھی۔ (ابن سعد، حیاۃ الصحابہ جلد۵ صفحہ ۸۳۹)

حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمنی چادر یا یمنی جوڑا پہنتے تھے جس کی قیمت پانچ سو یا چار سو درہم ہوتی تھی۔ (ابن سعد، حیاۃ جلد۲ صفحہ ۸۴۰)

حضرت عثمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کپڑا ایک ہزار درہم کا خریدا اور اسے پہنا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۸۴۰)

وفد کی آمد پر عمدہ کپڑا

حضرت جندب بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وفد آتا تو آپ اپنے اچھے کپڑے زیب تن فرماتے اور اپنے بڑے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس دن کندہ کا وفد آیا تھا کہ آپ یمنی جوڑے میں ملبوس تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اسی قسم کا حلّہ تھا۔ (ابن سعد، حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ۸۳۴)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ تقریبات کے موقع پر باہر سے معزز ترین لوگوں کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن کرنا درست ہی نہیں بلکہ بہتر اور مسنون ہے۔

نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا مسنون ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ نیا کپڑا پہنتے تو اسے جمعہ کے دن پہنتے۔

(سیرت خیر العباد جلد۷ صفحہ۴۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو کپڑے تھے جسے آپ زیب تن فرماتے تھے جب آپ واپس آتے تو ہم اسے اسی طرح لپیٹ کر رکھ دیتے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۱۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ دیا آپ پر ایک عمدہ دھاری دار چادر تھی۔ (زاد المعاد جلد۱ صفحہ۱۲۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ وعیدین میں لال یمنی چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد۷ صفحہ۴۹۱)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا سنت ہے۔ اگر عمدہ کپڑا ایک ہو تو اسے جمعہ کے لئے استعمال کیا جائے پھر رکھ دیا جائے یہ بھی بہتر ہے۔

جمعہ کے دن عمدہ لباس کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہو غسل کرے، عمدہ خوشبو لگائے، کپڑوں میں عمدہ کپڑا پہنے، پھر نماز کو جائے اور کسی کی گردن نہ پھاندے، پھر خطبہ سنے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ بلکہ تین سے زائد کے گناہ معاف کردے گا۔ (ترغیب جلد۱ صفحہ۴۹۸)

عید کے دن عمدہ لباس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عمدہ دھاری دار لال چادر تھی جسے عیدین میں زیب تن فرماتے تھے۔ (مجمع جلد۵ صفحہ۲۰۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ کوئی عمدہ لباس جو جمعہ وعیدین کے موقع پر استعمال کرے رکھنا سنت ہے۔

کپڑا تہہ کر کے رکھا جائے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان تمہارے کپڑے استعمال کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی کپڑا اتارے تو اسے چاہئے کہ اسے لپیٹ کر تہہ لگا کر رکھے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۸)

تصویر دار کپڑے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چادر خریدی جس میں تصویر تھی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے رہے، اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے آپ کی ناراضگی کو سمجھ لیا میں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں اپنی غلطی پر۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ چادر کیسی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں آپ نے فرمایا اصحاب تصاویر کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو۔ آپ نے فرمایا وہ گھر جس میں تصاویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تصویر دار کپڑے یا چٹائی یا بستر کا استعمال خلاف شرع ہے آج کل تصویر دار اشیاء کے استعمال کی بڑی کثرت ہوگئی ہے، اور بلا جھجک اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور مکانوں اور دکانوں کو مزین کیا جاتا ہے، بڑی ہلاکت و بربادی کی بات ہے۔ ذرا بھی شریعت کا لحاظ نہیں، وہ گھر، مکان اور دکان فرشتہ رحمت کی آمد سے محروم رہتے ہیں جہاں یہ بدبخت تصویریں ہوتی ہیں۔

ملائکہ رحمت کی آمد میں رکاوٹ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا حضرات ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جہاں کوئی تصویر ہو۔ (طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں ہم نہیں آتے۔ (طحاوی صفحہ ۳۶۳)

عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کے لباس سے مشابہت پر وعید

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں سے اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۴، ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کے قریب سے ایک عورت گزری جو کمان اٹھائے ہوئے تھی (جنگی بہادر کی طرح) تو آپ نے فرمایا لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں اور ان مردوں پر جو

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ لباس اختیار کرنے والے ہیں اور ان عورتوں پر جو لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں۔
(ابوداود، ک جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں اور جو عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی ہیں وہ ہم سے نہیں ہیں۔ (مسند احمد صفحہ ۲۲۳، کنز)

دنیا اور آخرت کی لعنت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار شخصوں پر دنیا اور آخرت کی لعنت ہے اور فرشتوں کی ان پر آمین ہے (یعنی لعنت پر) ان میں سے ایک تو وہ ہے جسے خدا نے مرد بنایا اور وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اپنے کو مثل عورت کے بناتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۵)

فَائِدَۃ: اس سے یہ معلوم ہوا کہ مردوں کو کسی بھی طرح عورت کے مثل بننا قابل لعنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

1. والدین کا نافرمان۔
2. دیوث جو عورتوں کے اجانب سے مخالطت میں ڈھیلا ہو۔
3. عورتوں کی طرح لباس اختیار کرنے والا ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

فَائِدَۃ: ان تمام وعیدی روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو لباس عرف میں مردوں یا عورتوں کیلئے خاص ہے ایک دوسرے کو اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا۔ چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتا یا عورتوں کو مردوں کا سا پاجامہ پتلون اور پوشت پہننا درست نہیں، باعث لعنت ہے، عموماً جدید تعلیم یافتہ اور شہری عورتیں اس سے احتیاط نہیں کرتیں اور مردوں کی مشابہت میں فخر محسوس کرتی ہیں اور لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں وہ بھی ایسی لعنت جو مقبول ہو اللہ تعالیٰ ہی بچائے۔

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو جوتیاں پہنتی تھی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کے رسول نے ایسی عورت پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور کو اختیار کرے۔ (مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۳)

فَائِدَۃ: اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح عورتوں کو جوتی نہیں پہننی چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو کسی

بھی طور طریقہ میں نہ لباس میں نہ لباس کے علاوہ دیگر اشیاء میں مردوں کے طور طریقہ کو اپنانا چاہئے کیوں کہ یہ خدا کے رسول کی جانب سے لعنت کی بات ہے۔ عورتوں کو سائیکل، موٹر کار وغیرہ چلانا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ مردوں کے لئے زیبا ہے۔ افسوس کہ آج جدید ملعون تہذیب و فیشن میں آکر جہنم اور غضب خداوندی والے اعمال ہی میں لطف اور مزہ محسوس کیا جاتا ہے اور ترقی کی بات سمجھی جاتی ہے۔

غیروں کے لباس کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر دو زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو آپ نے فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے ان کو مت پہنو۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ان (کے رنگ) کو دھودوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ جلا دو۔ (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول مشرکین پاجامہ تو پہنتے ہیں مگر تہبند نہیں باندھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پاجامہ بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو، حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول! مشرکین خف تو باندھتے ہیں مگر نعل نہیں پہنتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خف و نعل یعنی موزہ جوتا دونوں پہنو۔ جہاں تک جس قدر ہو سکے شیطان کے دوستوں کی مخالفت کرو۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو غیروں سے طور و طریقہ رہن سہن وغیرہ میں ممتاز رہنا چاہئے۔

حضرت ابو کریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ سنا کہ وہ کہہ رہے تھے اے لوگو! (سنو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے خبردار! راہبوں (عیسائی عبادت گزاروں) کے لباس کی مخالفت کرو، جو راہبانہ طریقہ اختیار کرے گا اس سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے جس کی مشابہت اختیار کرے گا اسی کے گروہ سے ہوگا۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ شخص اسی قوم میں شمار ہوگا۔ (ابوداؤد جلد ۳ صفحہ ۵۵۹)

فائدہ: ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مراد اس سے لباس اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔ غیر قوم سے تشبہ اختیار کرنا سخت وعید کی بات ہے۔ اس کا شمار انہی دشمنانِ اسلام کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ! کتنی بڑی وعید ہے آج ہمارا معاشرہ کس قدر بگڑ گیا کہ ہم غیروں سے خلط اور ان

کے اطوار کو اختیار کرنا باعث ذلت نہیں سمجھتے ہیں۔

تشبہ اور اس کا مفہوم

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔

کافروں کا معاشرہ اور تمدن اور لباس اختیار کرنا در پردہ ان کی سیادت اور برتری کو تسلیم کرنا ہے۔کیا یہ صریح ظلم نہیں کہ دعویٰ تو ہو ایمان کا، اسلام کا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا اور صورت، ہیئت اور وضع قطع اور لباس اس کے دشمنان کا۔ (العیاذ باللہ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو فکر ہوئی کہ عجمیوں کے اختلاط سے اسلامی امتیازات میں کوئی فرق نہ آجائے تو ایک طرف مسلمانوں کو تاکید کی کہ اغیار کے تشبہ سے شدید پرہیز کریں۔ دوسری جانب غیروں کے لئے فرمان جاری کئے کہ وہ اپنے امتیاز میں نمایاں رہیں۔ اہل اسلام کی وضع قطع اختیار نہ کریں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس میں مقیم مسلمانوں کو یہ فرمان بھیجا کہ مشرکین اور کافروں کے لباس سے دور رہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ جامع فرمان ان کی جانب سے بھیجا گیا۔ اما بعد، اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال کرو، جوتے پہنو، جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لباس کو لازم پکڑو۔ عجمیوں کے لباس ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رہو۔ موٹے، کھردرے پرانے کپڑے پہنو (جو تواضع کا لباس ہے) مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ آذر بائیجان میں امیر لشکر عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان پہنچا۔ اے عتبہ بن فرقد تم سب کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو عیش پرستی سے اور کافروں کے لباس سے اور ان کی وضع قطع وہیئت کے اختیار سے بچاؤ اور ریشم سے پرہیز کرو۔

معلوم ہوا کہ ہمیں کفار کے لباس اور اس کے وضع و ہیئت کے اختیار کرنے سے سخت گریز کرنا چاہئے کہ اس میں اپنے شعائر کی توقیر و تعظیم ہے۔ لہٰذا کوٹ پتلون، انگریزی قمیص اور اسی طرح نصاریٰ کے لباس کو بالکلیہ ترک کر دینا چاہئے۔ دھوتی، ساڑھی، یہ بھی مشرکین کے مخصوص لباس ہیں ان کو تو ترک کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ مخالفین اسلام کے مذہبی لباس ہیں۔ جن علاقوں میں ساڑھی لہنگا کا استعمال اہل اسلام میں رائج ہے وہاں اس کی اصلاح کی شدید ضرورت ہے افسوس کہ ہم ظالم اور مغضوب کے راستے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ کفار، اعداء اسلام کا لباس ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کہ کفار کا لباس مت پہنو اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے (حسرتا واحسرتا) خود اہل علم و اصلاح کو اس معاشرے کی اصلاح کا ذہن نہیں۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ دشمنان اسلام کا مخصوص لباس ہے جس کا اختیار کرنا ناراضگی خدا کا باعث ہے۔ دوسرے اس میں بے پردگی

ہوتی ہے کہ پیٹھ اور پیٹ کھلا رہتا ہے ذرا ساڑھی کا آنچل ہٹ جائے تو گلا، سینہ، پیٹ کی نمائش ہو جائے۔ عورتوں میں دھوتی کا شیوع نہ ہوسکا مگر ساڑھی کا شیوع ہوگیا جس کی وجہ سے پیٹ اور پیٹھ کی اچھی نمائش ہوگئی۔ مسلمان عورتوں کا شرعی لباس کرتا پاجامہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو پاجامہ کی ترغیب دی ہے اور اس پر رحمت کی دعا فرمائی ہے۔

پاجامہ پہننے والی عورت کے لئے دعائے رحمت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے پاس بارش کے دنوں میں بقیع غرقد کے مقام پر بیٹھا تھا۔ گدھے پر سوار ایک عورت گزری جس پر بوجھ تھا ایک نشیبی زمین پر پہنچی جہاں گڑھا تھا تو گر پڑی آپ نے (یہ دیکھ کر) اپنا چہرہ پھیر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے تو آپ نے فرمایا اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی جو پاجامہ پہنتی ہیں مغفرت فرما، اے لوگو! پاجامہ کا استعمال کرو یہ تمہارے کپڑوں میں زیادہ پردہ کی چیز ہے اور اپنی عورتوں کو جب وہ باہر نکلیں اس کے پہننے کی ترغیب دو، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی (بزار، آداب بیہقی صفحہ ۲۷۸، مجمع، کنز)

فائدہ: بڑی خوش نصیبی کی بات ہے جو پاجامہ پہنتی ہیں وہ دعائے رحمت کی مستحق ہوتی ہیں۔ نیز عورتوں کا پاجامہ پہننا رحمت الٰہی کا باعث ہے۔ اس میں ترغیب ہے کہ وہ پاجامہ کے علاوہ دوسرا لباس نہ پہنیں کہ اس میں ستر پوشی بھی ہے اور دعاء رحمت بھی۔ جن علاقوں کے اندر عورتوں میں پاجامہ پہننے کا معاشرہ اور ماحول ختم ہوگیا وہاں جو عورت پاجامہ ماحول کے خلاف پہنے گی اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مٹی ہوئی ایک سنت اور مشروع امر کے زندہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

عورتوں کا لباس مسنون

عورتوں کا لباس مسنون و مشروع یہ ہے کہ ان کے لئے موٹا لباس ہو جس سے بدن کا رنگ اور بال نہ نظر آئے اور ڈھیلا ڈھالا ہو چست نہ ہو اور بدن کی ہیئت کو نمایاں اور ظاہر کرنے والا نہ ہو اور نہ مردوں کے مشابہ ہو، نہ غیروں کے لباس کی نقل ہو کیونکہ تشبہ بالکفار سخت منع ہے۔

عورتوں کے لئے باریک لباس کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور ان کے جسم پر باریک کپڑا تھا۔ آپ نے بے رخی برتی اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کا جسم ایسا نہ ہو کہ نظر آ جائے مگر یہ اور یہ، اور آپ ﷺ نے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حلہ (جوڑا) اور شامی کپڑا آیا۔ جوڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پہنا دیا اور وہ کپڑا (باریک) تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا، میں جوڑے میں ملبوس ہوکر گیا تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے کپڑا کیا کیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے بیوی کو پہنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کہو کہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا لگا لے تا کہ اس کا حجم وہیئت لوگوں پر ظاہر نہ ہو۔ (مسند احمد، مجمع جلد۵ صفحہ۲۶۴)

فائدہ: اگر کپڑا باریک ہو تو اس کے نیچے استر لگانا ضروری ہے تا کہ جسم ظاہر نہ ہو۔

باریک دوپٹہ کی ممانعت

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ سے نقل کیا ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی وہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے پھاڑ ڈالا اور اسے گاڑھا دبیز دوپٹہ پہنا دیا۔ (موطا مالک، مشکوٰۃ صفحہ۳۷۷)

حضرت دحیہ بن خلیفہ (کلبی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قبطی کپڑا آیا (جو کہ باریک سفید ہوتا تھا) آپ نے وہ کپڑا مجھے دے دیا اور فرمایا اسے دو ٹکڑے کرلو۔ ایک کا خود قمیص بنا لو، دوسرا اپنی بیوی کو دے دو تا کہ اس کا خمار (دوپٹہ) بنا لے، چنانچہ وہ چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگا لے تا کہ بدن نہ معلوم ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۷۶)

چادروں کا دوپٹہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اولین مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب آیت کریمہ "وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ" کو نازل فرمایا تو ان عورتوں نے اپنی (موٹی) چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنا لئے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۷۰۰)

فائدہ: کس قدر جذبہ اطاعت وفرمانبرداری کی بات تھی کہ موٹی موٹی چادر کو پھاڑ کر دوپٹہ بنا لیا اور اس میں ذرا بھی پس وپیش نہیں کیا۔ ایام جاہلیت میں دوپٹوں سے پردہ کا اہتمام نہیں تھا صرف سر پر اس کا استعمال رائج تھا۔ سینہ پر رکھنے کی عادت نہیں تھی، اس آیت کے بعد موٹی چادروں کے دوپٹہ سے سر وسینہ اور گلہ کو ڈھانک لیا۔

اوپر کی تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ جس سے بدن کا رنگ نمایاں ہو، بال کھال نظر آئے درست نہیں۔ افسوس آج کل ایسے باریک دوپٹہ کا رواج ہوگیا ہے جس سے رنگ، کھال، جسم نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے جیسے باریک جارجٹ وغیرہ یا ایسا چکنا دوپٹہ ہوتا ہے جو سر پر رکتا ہی نہیں۔ شرم اور بے حیائی کی بات ہے۔ ایسا کپڑا موجب لعنت ہے دوپٹہ، دبیز اور موٹا ہو جس سے پردہ اور ستر پوشی حاصل ہو، فیشن اور انگریزی

تہذیب میں آکر جسم اور جمال کو ظاہر کرنا لعنت اور غضب خداوندی کا باعث ہے۔ اسلامی طرز ولباس کو چھوڑ کر غیروں کے طور وطریقہ کا اپنانا ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے آج ہم خدا کی نظروں سے گر گئے، اس لئے کہ ہم نے احکام شریعہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

باریک لباس والی مثل ننگی کے ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کے دو گروہوں کو میں نے اب تک نہیں دیکھا (یعنی اس وقت تک ظہور نہیں ہوا بعد میں ایسی جماعت پیدا ہوگی) ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو ظلماً ماریں گے۔ دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو (ظاہر میں تو) کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی، مردوں کو مائل کرنے والی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر مانند اونٹ کے کوہانوں کے جھکتے ہوئے ہوں گے یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوسکیں گی اور نہ ہی جنت کی بو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے (یعنی پانچ سو میل کی مسافت سے) آجاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، مسلم صفحہ ۳۰۵)

اس حدیث میں دو پیشین گوئیوں میں سے دوسری پیشین گوئی ایسی عورتوں کے پائے جانے کے متعلق ہے جن کی یہ صفات ہوں گی۔

❶ کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی یا تو اس وجہ سے کہ کپڑا باریک ہوگا یا یہ کہ پورا بدن ڈھانکا نہ گیا ہوگا جیسے بلاؤز کہ اس سے پیٹ و پیٹھ کا حصہ کھلا رہتا ہے یا کھل جاتا ہے۔ اسی طرح فراک اور جانگیہ بھی۔ یا اس وجہ سے کہ لباس اتنا چست وتنگ ہوگا کہ بدن کی پوری ہیئت نمایاں ہو رہی ہوگی۔

❷ حسن وخوبصورتی اور فیشن کی وجہ سے مردوں کو اپنی طرف دیکھنے کی اور حظ (مزہ) لینے کی دعوت دیں گی۔

❸ خود وہ بھی مردوں کے قریب جائیں گی ان کی طرف خواہش سے متوجہ ہوں گی۔ یعنی مائل کریں گی بھی اور مائل ہوں گی بھی۔

❹ ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے یعنی سر پر بالوں کو فیشن سے اونچا کریں گے جس سے سر اونچا اور خوبصورت ہو جائے گا۔

❺ سر ہلا ہلا کر یعنی فیشن کی نمائش کرتی ہوئی مٹکتی ہوئی چال بناتی ہوئی چلیں گی۔ ایسی عورتیں جنت تو دور کی بات ہے اس کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔ چنانچہ ایسی عورتیں آج کل کے دور میں پائی جا رہی ہیں جن میں یہ علامتیں منطبق ہو رہی ہیں۔

اللہ کی پناہ کس قدر خسارے اور ہلاکت و بربادی کی باتیں ہیں جس فیشن پر ناز ہو رہا ہے۔ باریک دوپٹہ اور

کپڑوں کو فیشن میں آکر اختیار کیا جا رہا ہے، پیٹھ و پیٹ، سینے اور پنڈلیوں وغیرہ کو دکھلا کر مردوں کو لبھایا جا رہا ہے گویا کہ زنا کی دعوت دی جا رہی ہے کل جب دوسری آنکھ کھلے گی اس وقت پتہ چلے گا کہ کتنے مزے کی بات تھی۔ جب جہنم کی آگ ان کے جسموں کو جلائے گی، ان کے جسم میں آگ لگے گی تب احساس ہوگا۔ مگر افسوس کہ اس وقت افسوس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اے اسلام کا نام لینے والی عورتو! ایسا جہنمی لباس جو ایک گھڑی کے لئے مزہ پیدا کرے اور برسہا برس آگ میں دھونکے اور جلائے کون سی خوبی کی بات ہے؟ اسلامی لباس اختیار کرو کپڑا خواہ کتنا ہی عمدہ ہو مگر باریک نہ ہو، ایسا لباس اختیار کرو جس سے پورا بدن ڈھکتا ہو۔ ساڑھی، بلاؤز، فراک، کشادہ گردن والے کرتے، چھوٹی آستین والے جمپر سے توبہ کرو! دنیا میں بھی راحت ملے گی اور آخرت میں مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی چین و سکون ملے گا۔ ہاں زیب و زینت شوہر کے لئے ہو، اسی طرح اچھا سے اچھا کپڑا منع نہیں اسے پہن سکتی ہو۔

ریشمی لباس کی حرمت

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ریشمی لباس مت پہنو، جو اسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا اور بائیں ہاتھ میں سونا لئے فرما رہے تھے یہ دونوں حرام ہیں ہماری امت کے مردوں پر۔

(ابوداؤد، نسائی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۹۶)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی یعنی اس کا ارتکاب کرنے لگے گی تو ان پر ہلاکت و بربادی آجائے گی۔

1. جب ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔
2. شراب پینے لگ جائیں۔
3. ریشمی لباس استعمال کرنے لگیں۔
4. گانے والی باندیاں اختیار کی جانے لگیں۔
5. مرد اور عورت اپنے آپ کو کافی سمجھنے لگیں یعنی شادی کی ضرورت نہ سمجھیں۔

مخلوط ریشمی لباس کی اجازت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا ہے گھٹے ہوئے ریشمی کپڑے سے (یعنی جس میں ریشم کی مقدار زائد ہو) بہر حال علم اور ریشمی تانے سے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کوئی

حرج نہیں فرمایا۔ (ابوداود، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

فَائِدَہ: علم، یعنی تین یا چار انگلی کے برابر جو ریشم کنارے میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح جس کپڑے میں تانا تو ریشم اور بانا ریشم کے علاوہ کا ہو، ایسے کپڑوں کا استعمال مردوں کے لئے جائز ہے۔ (مرقاۃ جلد۴ صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابورجاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے اور ان پر ریشمی کناروں والی چادر تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جس پر انعام فرمائے (یعنی مال عطا فرمائے) تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر اس نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

وہب بن کیسان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص، ابوہریرہ، عامر بن عبداللہ، انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو دیکھا کہ وہ خز کا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ خز ریشم اور غیر ریشم سے مخلوط کپڑا ہوتا تھا۔

(طحاوی جلد۲ صفحہ ۲۴۸)

چند فقہی مسائل

مَسْئَلَہ: مردوں کے لئے ستر عورت کی مقدار، یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کوئی کپڑا پہننا اور بدن کا چھپانا فرض ہے۔

مَسْئَلَہ: اس مقدار تک کپڑا پہننا جس کی وجہ سے سردی اور گرمی سے حفاظت اور اس کے نقصان سے بچ سکے واجب ہے۔

مَسْئَلَہ: اظہار نعمت اور ادائے شکر کے لئے عمدہ لباس مستحسن ہے۔

مَسْئَلَہ: بڑائی جتانے کے لئے، لوگوں میں برتری وفوقیت ظاہر کرنے کے لئے، شہرت ودکھاوے کی نیت سے عمدہ لباس پہننا درست نہیں۔

مَسْئَلَہ: خوش حال لوگوں کے لئے جن کو عمدہ لباس کی قدرت ہو، سادہ ومتواضعانہ لباس پہننا مستحب و باعث ثواب ہے۔

مَسْئَلَہ: ہاف پینٹ، جانگھیہ، اسی طرح ہر وہ لباس جس سے گھٹنے کھلے رہتے ہوں بالغ اور مراہق کے لئے ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔

مَسْئَلَہ: ٹائی لگانا درست نہیں، یہ صلیب کی علامت و یادگار ہے جو عقیدۂ اسلام کے خلاف ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کو سولی پر لٹکانے کی طرف اشارہ ہے۔

مَسْئَلَہ: مردوں کو ٹخنوں سے نیچا کرتا، لنگی، پاجامہ غرض کہ جو بھی لباس ہو مکروہ ہے۔

مَسْئَلَہ: دھوتی پہننا درست نہیں۔

مسئلہ: پینٹ، بوشرٹ، کالردار قمیص پہننا مکروہ ہے، ہاف قمیص ہو تو اس سے نماز میں الگ کراہت آئے گی۔

مسئلہ: عورتوں کو ساڑھی، لہنگا پہننا مکروہ ہے۔ یہ غیروں کا لباس ہے اور بے پردگی کا باعث ہے۔

مسئلہ: بلاوز پہننا ناجائز ہے۔ اس کی وضع ہی بانہوں، پیٹھ اور پیٹ کی نمائش کے لئے ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نمائش شوہر کے غیر کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ: ہر وہ لباس جو کفار اور فساق وفجار کے درمیان رائج ہو اس کا استعمال بے ستری نہ ہو تو خلاف اولیٰ ہے اور اگر بے ستری ہو تو ناجائز ہے جیسے مردوں کے لئے ہاف پینٹ۔

مسئلہ: پرنٹ اور گہرے رنگ کے کپڑے اسی طرح وہ کپڑے جو ماحول وعرف میں عورتوں کے درمیان جاری اور رائج ہوں مردوں کے لئے درست نہیں۔ لیکن اگر سرخ سبز دھاریاں ہوں تو مردوں کو درست ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو باریک کپڑا جس سے بال، کھال اور اس کی رنگت نظر آئے حرام ہے۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو ایسا چست لباس پہننا جس سے بدن وکمر وغیرہ کی ہیئت نمایاں ہو درست نہیں ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو ایسا جمپر وکرتا پہننا جس کی آستینیں چھوٹی ہوں، جیسا کہ آج کل بکثرت رائج ہے درست نہیں ہے کیونکہ اس سے بے پردگی اور نماز نہ ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے البتہ بے پردگی نہ ہونے اور نماز کے نہ پڑھنے کی صورت میں کوئی قباحت نہیں۔

مسئلہ: اب تو بعض کرتوں اور جمپر کی آستین صرف چار پانچ انگل ہوتی ہیں۔ بڑے گناہ کی بات ہے شوہر کے غیر کا نظر پڑنا دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

مسئلہ: جمپر اور کرتے کے آگے کا گلا اتنا بڑا رکھنا کہ سینے کی نمائش ہو، ناجائز ہے۔ اسی طرح پیچھے بھی بڑا رکھنا درست نہیں۔ گو دوپٹہ سے پردہ ہو جاتا ہے مگر پھر بھی گھر میں اس کا اہتمام نہیں ہو پاتا اور جس سے پردہ ہوتا ہے اس سے ذرا بے احتیاطی میں بے پردگی ہوتی ہے۔ گلے کے بڑے رکھنے کا مقصد ہی نمائش ہے۔

مسئلہ: قریب البلوغ لڑکیوں کو دوپٹہ کا استعمال واجب ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو پتلون اور شرٹ پہننا حرام ہے۔

مسئلہ: چست برقع اور جس سے پردے کے بجائے اظہار زینت ونمائش ہوتی ہو درست نہیں ہے۔ اس سے مقصد پردہ نہیں جسم اور کپڑے کی نمائش ہے۔

مسئلہ: جمعہ وعیدین اور اہم تقریبات اور مہمانوں کی آمد پر عمدہ لباس پہننا اولیٰ ہے۔

نئے لباس پہننے پر پرانے کو صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا پڑھی۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ" پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے تو وہ خداوند قدوس کی حفاظت اور اس کے پردے میں محفوظ ہو جاتا ہے خواہ زندہ رہے یا انتقال ہو جائے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

فَائِدَہ: یعنی اس پرانے کپڑے کو صدقہ کر دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگہبانی میں آ جاتا ہے کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے۔

کسی کو کپڑا پہنانے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا مگر یہ کہ وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا جب تک کہ اس کے پاس اس کا چیتھڑا ابھی باقی ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷، شعب الایمان صفحہ ۸۲!)

کپڑا پہنانے والے کو جنت کا سبز لباس

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان ضرورت مند کو کپڑا پہنایا خدائے پاک اسے جنت کا سبز لباس پہنائیں گے۔ جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا خدا اسے جنت کی خالص شراب پلائیں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)

کپڑا پہنانا افضل الاعمال ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کسی مؤمن کو خوش کرنا یہ ہے کہ تم اسے کپڑا پہنا دو یا بھوک کی حالت میں کھانا کھلا دو یا اس کی ضرورت پوری کر دو۔ یہ افضل الاعمال ہیں۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)

دعاؤں کا بیان

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ"

ترجمہ: "تمام تعریف اس ذات گرامی کی جس نے ہمیں یہ پہنایا اور بلا میری قوت و طاقت کے نوازا۔"

تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ترغیب صفحہ ۹۳، ابن سنی صفحہ ۲۲۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے مثلاً کرتا یا تہبند یا عمامہ پھر یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ"

ترجمہ: "اے اللہ تیرے ہی واسطے تعریف ہے آپ نے ہمیں پہنایا، ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اس کی بھلائی کا اور جس کے لئے بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا اور ہم پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لئے بنایا گیا ہے۔" (ترمذی، ابوداؤد، ابن سنی، آداب بیہقی صفحہ ۳۶۱)

نام لینے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کہے اللہ تعالیٰ نے یہ قمیص دی یا یہ کرتا دیا۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین درہم کا ایک کپڑا خریدا اسے پہنا اور یہ دعا پڑھی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْ مِنَ الرِّيَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي النَّاسِ وَاُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ"

ترجمہ: "تعریف اس اللہ کی جس نے عمدہ لباس ہمیں بخشا جس سے لوگوں میں آراستگی حاصل کرتا ہوں اور اس سے ستر پوشی کرتا ہوں۔"

پھر کہا کہ میں نے یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا تو فرمایا دھلا ہوا ہے یا نیا؟ انہوں نے کہا دھلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا دی:

"اِلْبَسْ جَدِيْدًا عِشْ حَمِيْدًا مُتْ شَهِيْدًا"

ترجمہ: "نیا کپڑا پہنو، خوشگوار زندگی نصیب ہو، شہادت کی موت ہو۔"

(ابن ماجہ جلد۲ صفحہ۲۹۱، ابن سنی صفحہ۲۳۶)

حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کپڑے لے کر تشریف لائے جس میں کالی دھاری کا یا نقش کا ایک عمدہ چھوٹا کپڑا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اپنے دست مبارک سے پہنایا اور یہ دعا دی:

"اَبْلِيْ اَخْلِقِيْ"

ترجمہ: "اسے پرانا کرو، پرانا کرو۔"

یعنی اتنے دن استعمال کرو کہ بوسیدہ ہو جائے۔ (بخاری، ابن سنی صفحہ۲۳۸)

دھونے کے لئے یا سونے کے لئے جب کپڑے اتارے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑا اتارنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ"

ترجمہ: "اس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔" (ابن سنی صفحہ۲۴۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں صرف بسم اللہ ہے۔ (ابن سنی صفحہ۲۴۰، اذکار صفحہ۱۸)

(تمت بعونہ وتوفیقہ)

آیاتِ حفاظت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَلَا يَئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ۝ وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ
وَيُرۡسِلُ عَلَيۡكُمۡ حَفَظَةً ۝ وَلَا تَضُرُّوۡنَهٗ شَيۡـًٔا ۝ اِنَّ رَبِّىۡ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
حَفِيۡظٌ ۝ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ
مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ۝ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا
الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ۝
وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۝ وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ ۝ وَحِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ
شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ وَحِفۡظًا ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ۝ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ
شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ ۝ اَللّٰهُ حَفِيۡظٌ عَلَيۡهِمۡ وَمَا اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ۝ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ
حَفِيۡظٌ ۝ وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝
اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ۝ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ
يُبۡدِئُ وَيُعِيۡدُ ۝ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۝ ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِيۡدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا
يُرِيۡدُ ۝ هَلۡ اَتٰكَ حَدِيۡثُ الۡجُنُوۡدِ ۝ فِرۡعَوۡنَ وَثَمُوۡدَ ۝ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
فِىۡ تَكۡذِيۡبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۝ بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ۝
فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ۝